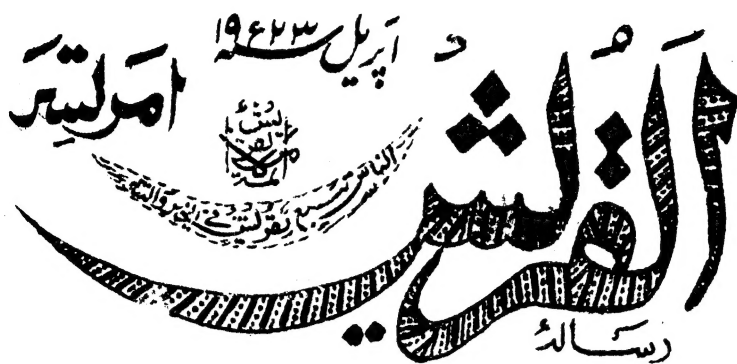






جلد نمبر ۴۷۱۰۰۰ تاریخ اشاعت مئی ۱۹۶۳ء حسین حرب پٹیل نمبر ۱۲۷۷

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ الْقَوْمَ حَتَّى يُغَيِّرُوا أَمَانَتَهُمْ



قریشینو کا قومی اسلامی اصلاحی اور تاریخی رسالہ

جو  
انہ قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کرنے اور نوجوانانِ قوم کو صبر و  
استقلال، فیاضی و ثبات سے مٹی صلبہ جمی و ایثار نفی، محبت و جفا کشی، احسان و مروت  
خاندانی غوت و مہمان نوازی کا سبق دینا اور رسومات بد و فحشیت سے بچنے کی تلقین کرنے کیلئے

رونق منزل امرت سحر ماہ اشائع ہوا،

ایک

محمد علی رونق صدیقی

شروع قیمت سالانہ متحمل ہفرا کے لئے متوسط اجاے کے طلباء سے عام مع محصول ذاک، نمونہ کا پرچہ بلا قیمت

فہرست مضامین

اسلام تلوار سے پھیلا یا صرف اُفت سے	۴	ہمت الی سوت ام نہی و تار زندا
مسلمانوں کی ترقی	۵	متفرقات
حیاتِ مسلم اور فقدانِ حریت و صداقت	۸	یارانِ تشریف
قومی ترقی کے حیرتناک مناظر	۱۱	قتل و دھم
کشتگانِ رسوم	۱۳	سنا ہے آج

دو زبان دار الیکٹرونک پریس امرتسر میں باہتمام شائع

## الحجۃ تبلیغ الاسلام لاہور

قرآن امجد کے مطالعہ اور تاریخ اسلام پر نظر کرنے سے یہ امر پائیے ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کہ مذہب اسلام کی غرض غایت صرف تبلیغ احکام اسلامیہ کے جس پر مسلمان کی نجات، آخرت کی تصور ہے۔ اخبار اور رسالوں کی غرض یہ ہے کہ غیر ملکیوں میں جاہلانہی کی ربا میں تبلیغ احکام کیا جانا ضروری ہے۔ جو انہیں ملے کے خیال میں کثیر اور کثرت اور مکمل علماء اور جو کسی مدرسہ ملک کی زبان پر کافی دسٹر لکھتے ہیں، کے سوائے الحال متذکر تبلیغ اسلام کی ہے۔ چنانچہ سید سید الاولیاء رحمہ اللہ سے محبان اسلام نے اعزازی طور پر (بلاخواہ) اس خدمت کو اپنی اپنی لیاقت کے مطابق مختلف دیار و املا میں انجام دیا اور دسے بہت ہیں۔ لیکن یہ تسلیم کرنا پڑا کہ خواہ دار بلیغین کے سوا بھی چارہ نہیں۔

لہذا اقرار پایا کہ اس اہم مقصد کی تکمیل کیلئے تنخواہ دار بلیغین ملک ہند کے مختلف اکناف میں بھیجے جاویں۔ جو ارکان خمسہ کی بجا آوری کیلئے تشویق و ترغیب دلائیں۔ اور ان تنخواہ دار بلیغین کے اخراجات کیلئے کافی سرمایہ جمع کیا جائے۔

بنابرین برادران اسلام کینہہ میں نہایت محبت سے درخواست ہے۔ کہ جناب جہاں اعزازی بلیغین سفر کریں۔ ان کی اعانت کو ذریعہ نہ کیا جاوے۔ اس غلیظ نشان خدمت کو بخیر احباب فراخ دلی کو انجام دیں۔ و ما توفیق الا باللہ العلی العظیم

خط و کتابت و ترسیل زر پتہ ذیل پر ہونی چاہئے۔

الحجۃ تبلیغ الاسلام لاہور  
حکیم خلیفہ محمد عبد اللہ قریشی، بہتم بحسن تبلیغ الاسلام و مالک مطبعہ  
ہیڈوار موچی دروانہ

**متبرک تحفہ** { چاندی کی نہایت ہی خوشنما و لہریہ اور منقش انگلیٹھی کے چھوٹے کوشت پہلو خوشنما سرخ یا سنہری یا آسمانی نگینہ پر حیرت انگیز صفت کو خوشنما نہری بیل کے درمیان بچہ نہری سید خوشنما حروف میں تمام صورت قل و اللہ شریف ایسی خوشنما اور مصاف کندہ ہے کہ دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے فی انگلیٹھی دو روپے اگر سحرہ قل ہو اللہ کے نیچے اپنا نام بھی خوشنما نہری سید حروف میں کندہ کر امیں تو فی انگلیٹھی چم اسی قسم کا کلمہ طیبہ یا نصر بن اللہ نفع قریب یا اللہ اکبر یا سبحان یا ماشاء اللہ یا حبیب اللہ نعم الوکیل یا اللہ بکافہ عہدہ یا سلام تو لاس رب الرحیم کندہ شاد نگینہ والی انگلیٹھیوں میں کو ہر ایک کی قیمت پھر اور مع نام خریدار پھر آٹھ آنہ کے ٹکٹ بھیج کر ایک نگینہ خوشنما منگالیں۔ رسالہ کا حوالہ ضرور دیں۔ وعدہ اگر انگلیٹھیاں اشتہار کے خلاف ہوں تو واپس کر کے مو محصول اپنی قیمت منگوالیں۔

مینجر کا رخانہ متبرک انگلیٹھی گو جراں ٹیریٹ پانی پت ضلع کرنال

## ہندوستان بھر کا تعلیمی ہفتہ وار اخبار اخبار تعلیم لاہور

یہ بات مسلمہ ہے کہ کسی ملک کی زندگی اور موت کا انحصار محض اس کی تعلیم پر ہوتا ہے۔ لیکن انہوں سے کہ ہماری ملک کی تعلیمی حالت نہایت ہی گری ہوئی ہے۔ چنانچہ تعلیم کو بے اعتنائی کا یہ بھی ایک ثبوت ہے کہ ملک بھر میں اخبار ہند کے اجر اسے پہلے کوئی بھی تھا تعلیمی اخبار نہ تھا۔ یہ اخبار تعلیمی معاملہ کے دو ماہرین کامل کی ایڈیٹری میں ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو بعض تعلیمی شہادت پر بحث اور رائے زنی کرنے اشاعت تعلیم کی تجویز ہوئی۔ ہر شہر تعلیم کے جملہ اہلکاران بالخصوص کم ماہر مدین کی درست کالت اور رجحانی کرنے اور ہر شہر کے علمی عالمی اور علاقائی مضامین اور نثر تازہ بہ تازہ آواہ اور جوں کے شائع کرنے کیلئے ایک جوہر گری اور غیر گری طور پر کثرت و سکواں میں ہم پہنچا یا گیا کہ اور ہر سبھی خواہ ملک قوم کو اسکا خیر و بہتر مستقبل ہو سکے۔ سنجھا نا چاہو۔ کھائی کھائی کاغذ و مداد رہا۔ تمہارے۔ غور و تفہم ارسال ہوتا ہے۔ منہ متھل انارکلی لاہور



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُہٗ وَنُسْتَعِیْنُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

# القریش امرتشر

## اسلام تلوار سی پھیلا یا صداقت سے

کر کے کس نے اذیتیں دیں۔ اور اسکا نتیجہ کیا ہوا؟  
ذیل میں زماں لبثت کے چند اہم تاریخی واقعات درج کرو  
جاتے ہیں۔ مخالفین آنکھیں کھولیں۔ اور غور کریں۔ کہ اسلام تلوار  
سے پھیلا یا صداقت سے حضرت عمرؓ اور عتبہ و شیبہ جیسے  
زبردست لوگوں نے دین حق کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور ایسا کیا  
کہ دنیا جانتی ہے۔  
آنحضرتؐ نے جب اعلان دعوت کیا۔ اور بت پرستی کی علانیہ  
نہایت نفی کی تو قریش کے چند مغزوں نے ابوطالب سے اعتراضات  
کی۔ ابوطالب نے نرمی سے سمجھا کر نصرت کرایا۔ لیکن چونکہ نائے نفاع  
قائم تھی۔ یعنی آنحضرتؐ اداے نفع سے باز نہ آسکتے تھے اسلئے  
یہ سفارت دوبارہ ابوطالب کے پاس آئی۔ اس میں تمام رؤسا کو  
قریش میں عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ۔ ابوسعیان۔ حاص بن ہشام  
ابوجہل۔ ولید بن مغیرہ۔ حاص بن وائل وغیرہ شریک تھے۔  
ان لوگوں نے ابوطالب سے کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے موجودہ  
کی توہین کرتا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے ہم کو حق  
پہناتا ہے۔ اسلئے یا تو تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ۔ یا تم بھی میدان  
میں آؤ۔ کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابوطالب  
نے دیکھا کہ اب حالت ناگزیر ہو گئی ہے قریش اب تحمل نہیں کر سکتی

دشمنان اسلام اس مسئلہ کو بڑی اہمیت دیتے ہیں کہ  
اسلام بزرگ شمشیر پھیلا یا گیا ہے۔ حالانکہ روزمرہ کے واقعات  
سے صاف عیاں ہے کہ جن دلوں میں حق و صداقت کی تلاش  
کا جوش و دلولہ ہوتا ہے وہ دنیا کے تمام مذاہب کی مطالعہ کے  
بعد آخر اسلام اور دین الفطرۃ ہی کو نبات کا سیدھا راستہ پا کر نئے  
طریقہ خاطر قبول کرتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ آریہ مذہب  
کے تعلیمی مرکز دیانند اینگلو ویدک کالج لاہور کے پروفیسر لالہ شیوناکھ  
شرما بی۔ ایل۔ سی اسفورد نے اپنے مذہب کا بطلان کرتے ہوئے  
دین حق قبول کیا ہے۔ کیا مخالفین ہٹا سکتے ہیں۔ کہ ان کی گردن  
پر بھوکسی نے تلوار رکھی تھی۔ کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ قتل کر دو جاؤ گے  
محض حق و صداقت کی کشش ہے کہ کھینچ رہی تھی۔ جنوں کے علاقہ میں  
فروری کے ایک مہینہ ۱۹۶۳ء ہندو مسلمان ہوئے۔ وہاں کونسا ہنگامہ  
ہوا۔ اگر کوئی طاقت تھی جو انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔  
یہی دین اسلام! مخالفین خوب سمجھ لیں کہ اسلام کے نور سے  
جن لوگوں کے دل متور ہوئے۔ جو اس سلک میں منسلک ہوئے۔  
کوئی طاقت و قوت نہیں جو انہیں پھر اس راہ سے متزلزل کر سکے۔  
ملتان میں نو مسلم غریب پر اسلام کے جاوہر متقیم سے معروف  
کرنے کیلئے کس نے جو روظلم کئے۔ میدان بے مارا اور کھڑکی میں بند

میں یہ زمین پیدا کی اور تم خدا کے شریک قرار دیتے ہو وہی  
سائے جہان کا پروردگار ہے۔

عتبہ واپس گیا تو وہ عتبہ نہ تھا۔ اس نے قریش سے چکر  
کھدیا کہ محمدؐ جو کلام بتائیں کرتے ہیں۔ وہ شاعری نہیں کوئی اور چیز  
ہے۔ میری یہ رائے ہے کہ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آجائیں گے تو تمہاری ہی عزت ہو  
ورنہ عرب انکو خود فنا کر دیگا۔ لیکن قریش نے یہ رائے منظور کی۔

آنحضرتؐ کے اہل میں سے حضرت حمزہؓ کو آپ کے خاص

محبت تھی۔ وہ آپ کے صرف دو تین برس بڑے تھے۔ اور ساتھ  
کے کھیلے تھے۔ دونوں نے نو بیٹہ کا دودھ پیا تھا۔ اور اس رشتہ

سے بھائی بھائی تھے وہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے۔ لیکن  
آپ کی سرِ ادا کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کا مذاق طبعیت

سپہگرمی اور شکار آگنی تھا۔ معمول تھا۔ کہ منہ اندھیرے  
تیرکمان لیکر کل جاتے۔ دن بھر تمام شکاریں مصروف رہتیں

شام کو واپس آتے تو پہلے حرم میں جاتے۔ طواف کرتے۔  
قبویش کے روضہ صحن حرم میں اگ اگ دوبارہ جاکر بیٹھا کرتے تھے۔

حضرت حمزہؓ ان لوگوں سے صاحب سلامت کہتے۔ کبھی کبھی  
کے پاس بیٹھ جاتے۔ اس طریقہ سے سب کے یارانہ اور سب لوگ ان

کی قدر و منزلت کرتے تھے۔  
آنحضرتؐ کے ساتھ قریش جس بے رحمی سے بنیا آتے تھے۔

بیگانوں سے بھی دیکھا جاسکتا تھا۔ ایک دن ابو جہل نے  
رُودر کو آپ کے ساتھ نہایت سخت گستاخیاں کیں ایک کینز

دیکھ رہی تھی۔ حضرت حمزہؓ شکار سے آئے تو اس نے تمام ماجرا  
کہا۔ حضرت حمزہؓ غصہ سے بیتاب ہو گئے تیر و کمان ہاتھ میں

لئے حرم میں آئے اور ابو جہل سے کہا ”میں مسلمان ہو گیا ہوں“  
آنحضرتؐ کے جو شرِ حمایت میں انہوں نے اسلام کا اظہار

تو کر دیا لیکن گھوڑے آئے تو متروک تھے کہ آبائی دین کو دفعہ  
کیونکر چھوڑ دوں۔ تمام دن سوچتے رہے۔ بالآخر غور فکر کے

بعد یہ فیصلہ کیا کہ دین برحق یہی ہے۔  
حضرت عمرؓ کا ستائشوں سال تھا کہ آنحضرتؐ رسالت

طلوع ہوا۔ حضرت عمرؓ کے گھرانے میں زید کی وجہ سے توحید  
کی آواز ماناؤس نہیں رہی تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے زید

اور میں تنہا قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے مختصر لفظوں میں کہا۔ کہ جان بچاؤ! میرے اوپر اتنا بار نہ ڈال۔

کہ میں نہ اٹھا سکوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری پشت  
پناہ جو کچھ تھے ابو طالب تھے۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا

کہ اب ان کے ہائے ثبات میں بھی لرزش ہے۔ آہدیدہ مرکز فرمایا۔ خدا  
کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سوچ اور دوسرے ہاتھ میں چاند

لہر دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا۔ خدا یا اس  
کا ملو کار کیا۔ یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا۔ آپ کی پُرا نثار کرنے

ابو طالب کو سخت مشاشر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا! کوئی شخص تیرا  
بال بیکار نہیں کر سکتا۔

آنحضرتؐ بدستور دعوت اسلام میں مصروف رہے۔ قریش  
اگرچہ آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ نہ کر سکے۔ لیکن طرح طرح کی آفتیں

ہوتے رہے۔ راہ میں کانٹے بچھاتے تھے۔ نماز پڑھنے میں جسم  
سبک پر نجاست ڈال دیتے تھے۔ بدزباناں کرتے تھے۔ ایک

دفعہ آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عتبہ بن صفیط نے آپ کے  
پچھلے چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچی کہ آپ گھٹنوں کے بل

گر پڑے۔ قریش متحیر تھے کہ آپ یہ سب سختیاں کیوں بھیلے ہیں؟  
انسانی دماغ ایسی سخت نفس کشی اور جان بازی کا مقصد جاو دولت

اور نام و نمود کی خواہش کے سوا اور کیا خیال کر سکتا ہے۔ قریش  
نے بھی یہی خیال کیا۔ اس بنا پر عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے

آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا محمدؐ! کیا چاہتے ہو؟ کیا کوئی  
ریاست؟ کیا کسی بڑے گھرانے میں شادی؟ کیا دولت کا

ذخیرہ؟ ہم یہ سب کچھ تمہارا کر سکتے ہیں۔ اور اس پر بھی راضی  
ہیں کہ کل مکہ تمہارا زیر فرمان رہے گا۔ لیکن ان باتوں سے باز

آؤ۔ عتبہ کو اس درخواست کی کامیابی کا یقین تھا۔ لیکن ان سب  
ترغیبات کے جواب میں آپ نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا نَبِيٌّ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلٰى اِنَّمَا الْهٰكُلُ الْدٰجِدُ  
فَاَسْتَقِيْمُوا الْيُسْرٰى وَاسْتَغْفِرُوا لِىْ اَعْمٰى كَبُرَ

کہ میں تمہیں جیسا آدمی ہوں۔ مجھ پر وحی آئی۔ ہے کہ تمہارا خدا  
ہے ایک خدا ہے پس یہ ہے اسکی طرف جاؤ اور اسی سے معافی مانگو۔

قُلْ اَمٰىتِكُمْ مِّنْكُمْ بِالَّذِي خَلَقَ الْاَدْنٰى فِىْ يَوْمَيْنِ  
وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَدْنٰى اَذٰ اَذٰ ذٰلِكَ دُبُّ الْعٰلَمِيْنَ ط

کہندے کہ کس قدر لوگ خدا کا انکار کرتے ہو۔

ہو گئے۔ اور جب ان کی بہن بچانے کو اٹھیں تو ان کی بھی خبر لی۔ یہاں تک کہ ان کا جسم لہو مان ہو گیا۔ لیکن اسلام کی محبت اس سے بالاتر تھی۔ بولیں کہ عمر جو بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نکل نہیں سکتا۔ ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دل پر خاص اثر کیا۔ بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ ان کے جسم سے خون جاری تھا۔ یہ دیکھ کر اور بھی رقت ہوئی۔ فرمایا تم لوگ جو بڑھ رہے تھے۔ مجھ کو سناؤ۔ فاطمہ نے قرآن کے اجزا لاکر سامنے رکھ دیے۔ اٹھا کر دیکھا کہ یہ سورہ یحییٰ۔

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ هُوَ  
الْغَضِيُّ الْحَكِيمُ

زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے خدا کی تسبیح پڑھنا اور خدا کی غالب اور حکمت والا ہے۔

ایک ایک لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے۔

اصْنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو بے اختیار بکرا اٹھے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ  
أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

بُحَّانُ اللَّهِ یہ ہر حق و صداقت کہ تجھ کو لب کا اثر ملتی ہو اور انجیل کے نور علی نور کر دیتی ہو۔ عثمان اسلام عداقت و ملامت سے ملواؤں اور انھیں یہی شوق و کائنات کریں کہ فریغ و لغت دین اسلام کی ہوگی۔

بہن فاطمہ سے ہوا تھا۔ اس تعلق سے فاطمہ بھی مسلمان ہوئیں اسی خاندان میں ایک اور مغزز شخص نعیم بن عبد اللہ نے بھی قبول اسلام کر لیا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ ابھی تک اسلام سے ہٹکا نہ تھے۔ ان کے کانوں میں جب یہ صدا پہنچی تو سخت برہم ہوئے یہاں تک کہ قبیلہ میں جو لوگ اسلام لاچکے تھے ان کے دشمن بن گئے۔ لہذا ان کے خاندان کی کینز بھی جس نے اسلام قبول کر لیا تھا اس کو بے تحاشا مارتے اور مارتے مارتے تھک جاتے اور کہتے کہ دم لے لوں تو پھر ماروں گا۔ لہذا سوا اور جس پر قابو چلتا تھا زد و کوب سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ لیکن اسلام کا لہر آیا تھا کہ جس کو چڑھ جاتا اترتا رہتا ان تمام سختیوں پر ایک شخص کو بھی وہ اسلام سے بد دل نہ کر سکے۔ آخر مجبور ہو کر (لَعُوذُ بِاللَّهِ) خود باقی اسلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ تلوار کر سے لگا سیدھے رسول اللہؐ کی طرف چلے گا کہ ان قضا نے کہا صل

آمد آں یارے کہ مائے خواستیم  
راہ میں اتفاقاً نعیم بن عبد اللہ مل گئے۔ اُن کے یہودیہ کے پوچھا خیر ہے؟ بولے کہ محمدؐ کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو خود ہمتا ہے بہن اور بیٹھوئی اسلام لا چکے ہیں۔ فوراً بیٹے اور بہن کے اُس پیچھے۔ وہ قرآن پڑھ رہی تھیں۔ اُن کی آہٹ پا کر جب ہو گئیں اور قرآن کے اجزا جھپکاؤ۔ لیکن آواز ان کے کانوں میں بڑبڑاتی تھی بہن سے پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی؟ بولیں کچھ نہیں انہوں نے کہا میں سن چکا ہوں۔ تم دونوں مرتد ہو گئے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوں سے دست درگیاں

## مسلمانوں کی ترقی

کل اسلامی جہوں احکام کی پابندی نہ کریں گے۔ ہماری ترقی نہیں ہوگی۔ نئے خیال کے لوگ جب دیکھتے ہیں کہ اہل یورپ برسرِ ترقی ہیں۔ حالانکہ وہ ان اصول کے پابند نہیں۔ تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ یورپ میں۔ جاپان میں اسلام نہیں۔ مگر وہاں زبردست حکومتیں ہیں۔ تنوں کی عدم ہو گئی ہے۔ تجارت اور تمام دیگر علوم و فنون ترقی کے درخشندہ

اس وقت نئے خیال کے مسلمانوں میں دو تحریکیں سرعت سے جاری ہیں۔ تعلیمی اور سیاسی۔ تعلیمی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ مغربی تعلیم سے مدارج علیا پر پہنچیں۔ دوسری قوتوں میں ممتاز ہوں۔ سیاسی تحریک کی غایت یہ ہے کہ گورنمنٹ کے اُن مدارج پر فائز الملام ہوں۔ جو موقع سمجھے جاتے ہیں۔ پورے خیال کے مسلمان اس خیال پر جمے ہوئے ہیں۔ کہ جب تک

ایمان لائے ہو۔ اسلام نہ تو یہ سکھاتا ہے کہ تم دنیا کو چھوڑ بیٹھو۔ وہ رسالت نہیں سکھاتا۔ وہ مابین خدا کی طرف سے ہونے نہیں سکتا۔ جس میں دین و دنیا دونوں نہ ہوں۔ بلکہ قرآن کریم میں پہلا ہی نص یہ آدم علیہ السلام کا ہے۔ اور انہیں فرمایا گیا ہے۔ کہ تم خلیفہ الارض ہو۔ زمین کے بادشاہ ہو۔ تمہیں دنیا کی حکومت اور خلافت بھی ہونی چاہئے۔ ہم ان کی اولاد ہیں۔ ہمیں بھی ان کا قائم مقام ہونا چاہئے۔ اور نہ صرف یہی سکھاتا ہے۔ کہ تم صاحب حکومت ہو جاؤ یا مغربی تعلیم چل کر گئے الٹی کورٹ کی جج بن جاؤ۔ بلکہ وہ اس کی بھی فرمائش کرتا ہے کہ جو ہر جاؤ ایک دھیان ایک خیال دل پر محیط رہے اور وہ یہ کہ اپنے خالق و مالک حقیقی کا ڈر اپنے دلوں میں رکھو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان گناہ صرف اس لئے کرتا ہے کہ وہ خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ جب تک بندے کی خواہش موٹی سے لگی ہے۔ ایمان ہے۔ وہ ٹوٹی تو گناہ۔ غرض غفلت ہی سب برائیوں کی جڑ ہے اور اس کا علاج دینی کام پر عمل کرنا ہے۔

**اسلام کی ترقی کا سب سے بڑا راز یہی ہے کہ اسلام جب فطرت و نیچر کو بگاڑنا نہیں چاہا۔ بلکہ اس نے محل اور موقع کو بدلا کیونکہ اسلام قانون قدرت سے روکنے والا نہیں۔ حکماء کے نزدیک پھر انہیں۔ جنکو فضائل اربعہ کہتے ہیں۔ جس میں چاروں ہوں۔ وہ امتداد کامل ہے۔ ایک ہو تو صرف ایک میں کامل ہوگا۔ دو ہوں تو دو میں۔ مابین ان فیاض جس میں چاروں ہوں گے وہ سب سے کامل و اکمل ہوگا۔ وہ امور ہیں۔ حکمت۔ شجاعت۔ عدالت۔ عفت۔ ان چار امور میں جو کامل ہو وہ کامل ہے جو گرجاؤ۔ وہ ناقص**

ان چاروں نہ کوہ بالا ملکات میں افراط و تفریط ہے۔ حکمت بڑھ جائے تو وہم کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ اس میں کمی آجائے تو اہلی۔ نادانی اور سفلی ہو جاتی ہے۔ مذہبی حالت کے اعتبار سے عرب میں وہم کی حالت حق نہ سفلی کی۔ یہی وجہ تھی کہ ۲۲ برس تک اہل عرب بت پرستی کی اہت میں مقابلہ کرتے رہے ان میں سفلی نہ تھی یہ تھی تو وہ مردہ قوم تھی۔ مگر حکمت مردہ نہ تھی بلکہ افراط پر تھی۔

پورانے خیال کے مسلمان جب قرآن پاک اور حدیث شریف پر نظر غائر ڈالتے ہیں۔ تو ان کو ایک مسلم کی زندگی کا مقصد اور اس دنیا میں بھیجے جانے کی غرض یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ دینداری کا نمونہ نہیں۔ تاکہ انہیں کے واسطے حجت و دلیل ہو۔

یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ آجنگ اس پر کئی بحثیں ہو چکی ہیں۔ مگر نہ صحیح نتیجہ بر مسلمان نہیں پہنچتے۔ لیکن ایک صحیح الدماغ اہل علم الفطرت انسان اگر اس پر غور کرے تو یہ مسئلہ اس قدر اہم اور مشکل نہیں سمجھتا کہ سمجھا جاتا ہے۔ وہ جب فطرت پر۔ قانون قدرت پر غور کرے گا۔ تو اس سے معلوم ہوگا کہ ایک غیر مسلم بھی ان کے انکسار سے براہ کھینکا۔ تو اس کا ہاتھ جلیکا۔ مسلمان پر اس براہ کھینکا تو وہ ضرور جلیکا۔ جس طریق پر ایک کافر کے ان اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اسی طریقے کو مسلمان کے ان بھی ہوا کرتی ہے۔ غرض بیٹے جو اس مسلم کے ہیں۔ ویسے ہی غیر مسلم کے بھی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جیسا کام کوئی کرے گا۔ اس کا نتیجہ بائیکا۔ اس میں مسلم و غیر مسلم دونوں برابر ہیں۔ جو دنیاوی کاموں کے لئے کوشش کریں گے۔ وہ ان میں کامیاب ہوگا۔ جو دہن میں کوشش کریں گے۔ وہ اسی میں فائدہ اٹھائیگا لیکن جو دونوں میں کوشاں ہوگا۔ اسے دنیا بھی ملے گی اور آخرت بھی۔ یہی اسلام کی حقیقی منشا ہے۔ جس کے سمجھنے میں دونوں فریق الجھ رہے ہیں۔

قرآن پاک نے ایک مسلم کی زندگی کا معیار قائم کیا کہ  
وَكُلَّامِكَ جَعَلْنَاكَ أَهْلًا وَسَطًا تَكُونُ أَهْلًا عَلَى النَّاسِ  
وَتَكُونُ الرَّسُولَ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

ہم نے تم کو امت متدل بنایا ہے تاکہ تم دوسری امتوں کے مقابلے میں شاہد قرار دے جاؤ اور ہمارا رسول تمہارا شاہد ہو اس آیت پاک میں مسلمانوں کی نابت و پیدائش بیان ہوئی ہے کہ وہ دنیا میں ایک نمونہ و مثال ہوں تاکہ دنیا و آخرت میں اور لوگوں پر حجت قائم ہو اور ایک دوسری آیت شریف میں ارشاد ہے  
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْعَدْلِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُحْسِنُونَ بِاللِّدَارِ  
تم سب امتوں سے بہتر ہو (سنئے کہ) نیکی کی ہدایت لوگوں کو کرتے ہو اور انکو برا سے روکتے ہو اور اپنے

بلکہ ان کو اعتدال پر لا کر ان سے ممالک فتح کرائے۔ ان میں اخوت کا رشتہ قائم کیا۔ بیٹیوں کا خبر گیریا۔ بیٹیوں کی پرستش چھوڑ کر تزاری اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ساجد بنایا۔ صدقہ و خیرات کا عامل بنایا۔ اور اس طرح دین و دنیا کو جمع کر کے انسان کی زندگی کا مقصد ظاہر کیا۔

ایسا آدمی کہ جسکا پیشہ آدمی جُرا نے کا تھا جب اُس نے بیعت کی تو وہ کوئی اور کام کر نہیں سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی اُسے داکے مارنے اور آدمیوں کے جُرا نے کی اجازت دے نہیں سکتے تھے۔ اُس کے ماہِ طہی کو کوئی بھی پسند نہیں کیا۔ تو اُسے آپ نے فرمایا تو بفرمایا کہ تم آدمی ہی جُراؤ مگر کون سے آدمی جو کفار کے تختہ مشق ہیں۔ جو مظلوم ہیں۔ اُن کو کفار کے ہاتھ سے آزاد کراؤ۔ اپنی قوم کے ناداروں کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑاؤ۔

**قومیت کی بنیاد** اپنی جان اور عزت۔ ہر دو کو بچانے پر ہے۔ تمام یورپ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ شخصی فوائد کو قومی فوائد پر قربان کرنا پیچھے کا اصول ہے۔ اسی فطرت پر اسلام عرب کو تیار کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ گنہگار خلیفہ آہستہ آہستہ تم سب سے بہتر ہو سب کچھ کر سکتے ہو کسی کے دلی میں اس کی برتری اور بہتری کا خیال ڈال دینا اس کے بڑھاپے کے لئے کافی ہے۔ کافروں و مسلمان جب مقابل ہوئے تو کیا وجہ ہے کہ مسلمان غالب آئے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اور بربر دو نہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا مِنْ صَوْنِیْنَ

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کی تمام دنیا سے بڑھ کر تم ہو۔ کیا سید برتر ہے یا شیخ یا یہ برتری کسی قوم اور ملک سے مخصوص ہے؟ نہیں بلکہ یہ بات ایک جدید قومیت سے حاصل ہوتی ہے۔ جو اس قومیت کے خلاف ہے وہ دشمن ہے۔ آج ایک گروہ کہتا ہے کہ کامیابی کا طریقہ یورپ کی تقلید ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ صحابہؓ کی پیروی سے کامیابی ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے اور بالکل ٹھیک ہے۔ جب تک کوئی صحابہؓ کی پیروی نہیں کرتا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔ مگر جو بنا یہ کہ کیا وجہ تھی کہ عرب صحابہؓ صفہؓ نے دنیا کو فتح کر لیا۔ کیا پاس انھیں سے یا ان کا روحِ شجاعتی سے ملک سے۔ یا ان کا عبادت مندر سے۔ انہوں نے کیا چیز تھی جس سے کامیابی ہوئی۔ اس کا جواب

عدالت کی حد افراط ہے ظلم و تعدی۔ جنگجوئی اور ڈاکہ زنی وغیرہ جو اہل عرب میں موجود تھی مگر اس کی تفریط ہے۔ انظلام یعنی چشم پوشی۔ اس کا عرب میں نام بھی نہ تھا۔

شجاعت میں افراط ہوتا ہے۔ اور تفریط جہن۔ عرب مشہور تھے۔ مجبور و نامرد نہ تھے۔ اسی طرح جو مدبہ تھا وہ افراط میں تھا۔ تفریط میں نہ تھا۔ اور یہ ظاہر تھا کہ جو حد سے گزر گیا ہو اسے اعتدال پر لانا آسان ہے۔ بہ نسبت اس کے جو حد اعتدال سے بہت گرا ہوا ہو۔

### حضور علیہ السلام کے عرب میں پیدا ہونے کی وجہ

بھی ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مومنین کی الہی جماعت تیار کرنے کے لئے وہ قوم منتخب کی جو حد اعتدال سے گری ہوئی نہیں۔ بلکہ بڑھی ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں عرب کے سوا سب ملکوں کے لوگ مردہ حالت میں تھے۔ ہندوستان ہویا ایران۔ مصر ہو کر یونان۔ مختصر یہ کہ ہر ایک ملک تفریط میں تھا۔ ہر ایک کے ملکات فاضلہ گرے ہوئے اور مردہ تھے۔ چونکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غایتِ وجہ کے نبضِ شمس تھے۔ اور مادہ فطری کے مطابق کام لینا ہی شکلِ کام ہے۔ جو آپ نے کر دکھایا اسلئے آپ نے ہر ایک قوم سے حسب استعداد مادہ طبعی کام لیا۔ عرب چونکہ شجاع تھے۔ لڑاکے تھے۔ عزت و آبرو پر جان دینے تھے۔ مگر ان کے یہ اوصاف بے موقع اور بے محل تھے۔ آپ نے ان کی قوی کو دبا نہیں دیا بلکہ ان سے حسب موقع اور بر محل کام لیا۔ تہور کو شجاعت کے مقام پر رکھا۔ ظلم کو انصاف سے بدل دیا۔ حکمت کو دہم سے ہٹا کر اعتدال پر رکھا۔ بجائے نغمہ نے صوت دلکش حافظ

بجائے جرمہ مے بادہ محبت دوست

مختصر یہ کہ آپ نے ان کی ہر ایک فطرتی استعداد کو ایسے اعتدال پر قائم کر دیا کہ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چوڑوں نے چوڑی چھوڑ دی۔ ڈاکو ڈاکہ مارنے سے باز آئے۔ راسخوں نے رہزنی ترک کی۔ زانیوں نے زنا چھوڑا۔ شرابیوں نے شراب سے منہ موڑا۔ دختر کش و دختر گشی کو گواہ سمجھنے لگے۔ ظالم ظلم کو ظلم جاننے لگے۔ لوٹ مار کرنے والے لوٹ مار کو چھوڑ بیٹھے۔ غرض ایسے لوگوں کے فطری قوی کو روکا نہیں۔

اس کی کفر جیسی سخت بُرائی میں فرق آتا جائیگا۔ اور ممکن ہو کہ وہ ایک دن راہِ راست پر آجائے۔ غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کی ترقی اس میں ہے کہ وہ دین و دنیا کے اسباب سے کام لیں۔ باہمی اتفاق و اتحاد کو اپنا شعار بنائیں اور اُسوہ حسنہ کو اپنا دستور العمل قرار دیں۔ اور خوب یاد رکھیں۔ کہ کوئی قوم محض لفظوں سے قائم نہیں رہ سکتی اور نہ ترقی کر سکتی ہے۔ جب تک کہ اس میں عمل کی روح موجود نہ ہو۔

قدم باند اندر طلیق نہ دم  
کہ اصلے نہ اردو دم بے قدم

## حیاتِ مسلم اور فقدانِ حریت و صداقت

قوم کے نظامِ عمل، اور نظمِ اخلاق کیلئے اس سے زیادہ ضروری صورت اور کیا ہوگی کہ خطرات کا خوف شدائد کا ڈر، عزت کا پاس، تعلقات کے قیود، اُس کے حقیقی احساس و افکار۔ اسکے ایمانی صدق آرا کو اپنے میں جذب کر لیں؟

بھروسہ بھی کوئی ان لوگوں میں انسان کہلائے جانے کا مستحق ہے جس کا آئینہ ظاہر باطن کا عکس برقرار نہ ہو؟ جس کا قول اعتقاد و قلب کی غلط ترجمانی کرے؟ جس کی زبان دل کی صفات نہ کر سکتی ہو؟ ہاں کوئی شک نہیں جبکہ اعتقاد و قلب باقی نہ رہا ہو بلکہ حقیقت انسانی کتمان، حق پر آمادہ ہوگئی ہو۔ جبکہ اعتبار نفس انسانیت سے گم ہو گیا۔ تو نظامِ خصال اُمت کیوں نہ بکھر جائے اور منتشر ہو جائے۔

حریت و صداقت کے بارہ خاص میں جب ہم اسلام کی اس خصوصیت کبریٰ کو دیکھتے ہیں جسکی تعلیم اس مبحث کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے کہ آزادیِ اچھائی کے متعلق کس قدر فطرت کے موافق ہماری نگہداشت کا سامان ہے۔ اچھا آپ تو رات کے اسفار و بیچیں۔ آپ زبور کی دعائیں پڑھیں۔ آپ بیوع مقدس کی تعلیماتِ اخلاقیہ ملاحظہ کریں۔ کوئی شک نہیں فاکساری۔ ہماری نظم کی سہارا عقل درگزر۔ عفو و کرم کے بہت نظر فریب مظاہر اور سراب صفت تماثر نظر آتی ہیں۔ لیکن ان میں ان اصولِ اخلاق کا پتہ نہیں چلے گا۔

صرف یہی ہے کہ ان میں اولوالعزمی تھی۔ خود داری تھی۔ اُن پر اپنی جان و مال۔ عزت و آبرو کو بچانے کا خیال تھا۔ اولوالعزمی وہ شخص ہے کہ جس قوم میں ہو وہ ضرور کامیاب ہوگی۔ اُسے یقیناً نفع دیگی۔ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ ایسا ہی مسلم ہے جس قوم میں ہوگا۔ اُسے فائدہ پہنچائے گا۔ اتحاد و اتفاق ہو تو اس سے بھی ترقی ہوگی غرض جن میں یہ اوصاف نہیں ترقی بھی اُن کے ساتھ نہیں اسلام کا منشا یہ بھی ہے۔ جھوٹ زنا وغیرہ سے بچنا۔ احسان کرنا۔ رانی اچھکڑے اور اختلاف سے پرہیز کرنا۔ اگر کوئی مسلمان کافروں کے اوصاف اختیار کر لیا۔ تو دوزخ میں جائیگا۔ اس طرح کوئی کافر صفاتِ حسنہ کا پابند ہوگا۔ تو ان اوصاف سے بدلے

انسانی جماعتوں کی خوشحالی و فائز غلبائی بہت کچھ ہو قوف ہو انہیں کے آپس کے تعلقات کی دستی پر اور کسی سوسائٹی کے خوشگوار حالات و مسائل اُن میں باہمی نیچے نکت و محبت۔ عمدہ برتاؤ اور اچھا رکھ رکھاؤ جتن ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ ان میں اخلاق کا سنگ رائج ہے اچھے صداقت سے یہ مسئلہ اگر معور ہے کہ قومی زندگی اور حیاتِ ملیہ کی بیخِ اخلاق ہے۔ تو ان کو مان لینا بڑھکا کہ اُس سے زیادہ صداقت اس میں ہے کہ اخلاق کی جان "حریت رائج" استقامت خیالی" اور صداقت سخن اور براداری قول ہے۔

انسانی جماعتوں کی ساری دینی و دنیاوی چیزیں پہل اور حیاتِ بشری کی ساری فلاح و سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس جنس کے تقدیر کے حصول کی کوشش میں صرف ہو۔ سچ ہے کہ اخلاق کی یہ روح ہزاروں ہی خطرات سے معور ہے۔ مگر پروا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر صدق و حریت کیلئے مجھے جلتی ہوئی آگ میں جانا پڑے۔ مجھے دیکھتے ہوئے شعلوں کی غذا بننا پڑے۔ مجھ کو غم نہ ہونا چاہئے۔ اگر کشاکش روزگار میرے ہر لمحہ حیات کو تلخ کا سی ہے گذارے۔ مجھے سچ نہ ہونا چاہئے۔ اگر صداقت کے شہر میں چھپنے بہانے کو مجھے نہ رکھا جائے پناہ پڑے!

اے علیہ کہ یہ شہر ہے انسانیت کا! یہ عزت ہے قومیت کی کیا وہ انسانیت بھونکے وہ قومیت جیسے بھی حریت و صداقت نہیں!



فدا جائزہ تولے۔ اپنے اعمال و افکار کا محاسبہ کر ڈالے۔ کیا یہ وہی مجسمہ انسانیت و شرافت ہے۔ کیا یہ وہی پیکر حریت و صداقت ہے۔ جس کے لئے کہا گیا تھا۔

لہ تقولون ما لا تفعلون۔ اُسکا قول اور عمل ہمیشہ ایکسا ہو۔ عین ہے قوم۔ قوم کا رہنا۔ بیجا ہے موجودہ حالت سے شریف خوانی کرنی۔ ضرورت احساس و عمل کی ہے۔ بس بول بھوکہ میں اور صوف اک میں ہوں وہ جو آج کل اپنی حالت درست کرکوں تو تمام قوم کا شیرازہ بندہ جائے۔

آج اگر آپ ایک تنقیدی اور تفصیلی نظر موجودہ اربابِ کار اور احبابِ عمل کے افکار و مخفیہ پروڈالیں گے۔ تو آپ کو کھلم کھلا نظر آئے گا کہ حقیقت میں کم میں وہ جن میں عربیت واقعی اور صداقت حقیقی جلوہ پیرا ہو۔ پھر تماشہ ہے کہ کوئی احتساب و اختصار نہیں۔

ہم ہی کیا سب جانتے ہیں کہ درگزر بغیر نقصانِ عیب کو ڈھانکنا۔ خطاؤں سے چشم پوشی ایک بہترین انسانی وصف انسانیت ہے۔ لیکن کیا تماشہ ہو اگر کسی شخص کی پولیس ان سامعینہ اخلاق پر عمل کرنا شروع کرے یا بڑے بڑے مجرموں کی طاقت سے مرعوب ہو کر عدالتِ فرائض میں کوتاہی کرے۔ تو اسکا نتیجہ کیا ہو؟ بس یہی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں نظامِ حکومت درہم برہم اور سلسلہ امن و حفاظت منتشر ہو جائے اور محورہ شہر پریشان منظر کشی کا ایک ڈھیر بن جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر آزاد منش اور راست کو انسانِ آدمیاں کی آبادی کا کوئی ال ہے جس کا فرض ہے کہ وہ ہر غلط رفتا کو روک دے۔ اور ہر غلط کار کو روک دے۔ اور حماقت حق اور نصرتِ خیر کے لئے ہمہ تن مصروف رہے۔

شرعیت اسلامیہ نے اس خاص فرض کا نام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہوا ہے۔ اور ملتِ اسلامیہ کا بلِ تعریف اس وصفِ خاص سے ہے۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس۔ تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر (آل عمران) اچھی باتوں کی ہدایت کرتے ہو۔ اور بُری باتوں سے منع۔

مجھے کوئی بوجھ تو میں تو صوف یہ کہوں گا کہ ساری مصیبت ہمہ اس وقت حق کو چھپانے اور صداقت کو چھوڑ بیٹھے ہو زندگی

جو قومیت کی بنیادوں کی مستحکم و شاندار بنائینے کے لئے خود ماری سر بندی۔ اور حق گوئی۔ حق پڑھی کے جوہر پیدا کر سکے۔ اُس کی تُو وہ نظیر ہے کہ حق کے لئے آغا اور غلام۔ بادشاہ اور گدا، عالم اور جاہل، غیر اور عزیز، اپنا نفس اور غریب سب یکساں اور برابر معلوم ہوتے ہیں۔

پھر صداقت و حریت۔ راست گوئی اور حیرت پندی۔ صدق نوازی حق پستی وہ ہے جسکو نہ تلوار کاٹ سکتی ہے۔ نہ آگ جلا سکتی ہے نہ محبت عظیمِ عمل میں حایج۔ نہ خوف ارادہ کی تکمیل میں حائل۔ فقد استمسک بالعروة الوثقی۔ لا انفصام لہا (بقول) کیونکہ اس نے وہ قبضہ پکڑا ہے جس کے لئے کبھی ٹوٹنا ہی نہیں اسلام نے اُن دونوں کی اک طرف تو یوں تعریف کی۔

المسلم من سلم المسلم من لسانہ و یدہ (بخاری) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ سے اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہونچے

اور دوسری طرف اسی مسلمان کی حقیقت اس طرح ظاہر کی گئی ہے۔ اگر خدا و شیطان حق و باطل معروف و منکر۔ خیر و شر کا مقابلہ ہو اور وہاں وہ موجود ہو تو وہ رضائے خدا و نصرتِ حق امر معروف اور نہی عن المنکر کیلئے اپنے کو وقف شہادت کر گیا۔ اسلام کہ وہ سچ کہتے ہوئے اور اظہارِ صدق کیلئے لایحافون لفتنة لاشعہ (مائدہ) آسان کے نیچے کسی ہستی کی پرواہ نہیں کرتا۔

آہ! اس غریب سرائے و ہر میں حق کا ٹھکانہ اک مسلمان ہی کا سینہ ہونا چاہئے تھا۔ صداقت کیلئے اُس کی زبان ہونی تھی۔ محبت کیلئے اُس کا دل موزوں تھا۔ منکر کیا مصیبت ہے۔ یہ کیسی قیامت ہے کہ اُس کا سینہ باطل کا نہیں ہے۔ اُسکا دل نفاق کا ماسن ہے۔ اُس کا باطن اخفا کے حق کا لجا جنگیا ہو۔ اُس کی زبان افتر پردازوں کا آلہ بن گئی ہے حالانکہ ہوتا تو یہ چاہئے تھا۔

یا ایہا الذین امنوا کوذوقوا من بالقسط شہداً للہ و علی انفسکم اداوا الدین او (القرین) دناء مسلمانو! تم حق پر قائم (اور زمین میں) خدا کے گواہ (ہو) گو یہ گواہی خود تمہارے اپنے نفس یا والدین یا عزیز و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

پھر آج جہاتِ مسلم گریبان میں منہ ڈال دیکھیے۔ اپنے نفس کا

اتامرون الناس بالبقر وتنسون انفسكم (بقرة)  
وہ سب کو تو نیکی کی ہدایت کرتے ہو۔ لیکن بقرہ اپنے  
آپ کو بھول جاتے ہو؟

مسلمان تو وہ ہے جسکا ظاہر و باطن ایک ہو۔ وہ زبان کو  
جسکا اقرار کرے۔ دل سے اسکا اعتقاد رکھتا ہو۔ اور اگر  
ایسا نہیں تو وہ عجیب انسان ہے۔

يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم (آل عمران)  
جو وہ منہ سے کہتا ہے وہ اس کے دل میں نہیں ہے۔

ہاں مسلمان اور صداقت شعار مسلم تو وہ ہے کہ بغیر اگر حق کا  
معارض اور صداقت کا دشمن ہے تو اس کی عظمت و جبروت  
اس کے اٹھتے ہیں رشتہ۔ اس کے پاؤں میں غرش۔ اس کی زبانا  
میں سکنت اور اس کے دل میں خوف نہ پیدا کر سکے۔

سوسائٹی کی شرم۔ اقارب و احباب کی محبت۔ عزیزوں کے  
تعلقات۔ اس کو صداقت سے باز نہ رکھ سکے۔

وہن دولت کی جادو حتم کی حرص اس کے جادہ حریت پرستی کی  
- راہ میں سنگ گراں نہ ثابت ہوئے۔ ہاں سلم تو موحد ہے۔ او

اور مسلمان تو وہی ہے جو موحد ہو۔ پھر موحد تو اتان احادیث کے  
سو اتمام آستانوں سے بے نیاز ہے۔ اک و احد القہار کے سو

ہر شے سے بے خوف ہے۔ تم صحابہ کرام رضو کو دیکھو۔ یہ خاکنہ  
ادعائے حریت و صداقت کے مجھے قبضہ و کسرئی کے دربار میں

بے دہشک جاتے ہیں۔ اور قائم حریر کی مسندوں کے کھٹے آگے  
کز فز خاک پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ فز دربار جو روم و ایران

کی سجدہ گاہ عبودیت تھا۔ برجی کی انی اور کھوڑوں کے سول  
سے ان کے جبروت و استبداد کے بزرگ پرستے ہو کر بیٹھا

جن درباروں میں جنبش لب و سوادب متقی۔ وہاں  
حمایت حق کے لئے ہوئے تھے۔ اور چھتروں میں لپٹا

ہوئی تلواریں کھل چکی ہیں۔

پھر اے مسلمانوں۔ تم توپ کے منہ میں نہیں۔ تم پر اگر  
سایہ نہیں۔ تیر کیا مصیبت کہوں صداقت کو محروم ہو گئے۔ کیوں

حریت واقعی کو چھوڑ بیٹھے۔

آہ! اے حیات سلم۔ تو زراں ہو تو خائف ہو تو ڈر ہو  
یہ کیوں البتہ ہے۔ بس یہ محض ایمان کے ضعف کا سبب ہے۔ اور  
رجیم و کریم کو دوسری کیا۔ سنبھل اور اپنی حالت درست کر کہ اگر یہ نہیں تو کچھ

ہوئی ہے۔ اب اگر ہماری حالت سنو سچی تو ایسی کو پکڑ کے اور ذریعہ  
ہو سکتا ہے۔ تو یہی کڑا امت مرحومہ کے درد رکھنے والے دعوت  
الی الخیر کیلئے کھڑے ہو جائیں۔

والتكن منكم امة يداعون الى الخير ويامرون  
بالعرف وينهون عن المنكر اولئك هم المفلحون (عمران)

”تم میں ایک جماعت ایسی ہونا چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت  
دے اور اچھی باتوں کی ہدایت کرے اور بُری باتوں سے روکے

اور یہی گروہ کامیاب ہے۔“

پھر آج سے زیادہ کون وقت ہوگا۔ پھر اب سے برا کون  
ہوگا۔ کہ مسلم کی روح دعوت الی الخیر کی محتج ہے۔ ایک ایک حیات

بشری تشنہ ہے۔ اس شراب حقیقت کی۔ ایک ایک نئی روح منتظر  
اور ضرورت مند ہے اس خطبہ صداقت کا۔

آؤ آؤ! اے امت مرحومہ پر آنسو بہانے والو! اب سے  
اپنے دوہرے تلاش کرو جس سے اس کی حالت سنو جائے۔ بس

تو دور کیوں جاؤ۔ پہلے اپنے ہی حال کو درست بناؤ۔ اپنا ہی باطن  
درست کر لو۔ اپنے لئے آج خود ہی محتب بن جاؤ۔ پہلے اپنے

نکلے میں عن المنکر کیلئے پھانسی ڈال لو۔ حق کی حمایت پر آمادہ  
اور حق کو لئے کیلئے طیار ہو جاؤ۔

ہاں کہنے سے پیشہ و پہلی ہستی جیسا ہم کو سب سے پہلے محاسبہ  
کرنا چاہئے۔ جس کے افعال پر سب سے پہلے تنقید مناسب

ہے۔ جس کے معائب پر سب سے پہلے روشنی ڈالنی ہے جس  
کے برے کاموں کی سب سے پہلے مذمت کرنی چاہئے۔ وہ اپنی

ہستی ہے۔

اسلئے جب تم کسی دوسرے کی اخلاقی حالت پر مرتبہ پڑھ  
ہے ہو اسلئے جب تم کسی اور کی بُرائیوں کی خبر لے رہے ہو۔

تو ذرا اپنے دل کے آئینہ میں دیکھ لو کہ تمہاری شکل تو کہیں ویسی  
نہیں؟ جب اظہار صداقت کے لئے تمہاری زبان دلائل کے

ڈھیر لگا رہی ہو تو جھانک کر دیکھ لو کہیں تمہارے دل میں یہ  
خشب نہ ہو کیونکہ یہ بُرا ہے۔

لهم تقولون ما لا تقولون (الصف) کہو مقلد اللہ  
ان تقولوا ما لا تقولون (الصف)

”کہیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے“ خدا کو یہ بات نہایت  
مستند ہے کہ جو تمہارا قول ہو وہ فعل نہ ہو؟



## قومی ترقی کے حیرناک مناظر

اک زمانہ تھا جب یورپ اور ترقی کو دو مترادف الفاظ قرار دیا جاتا تھا۔ لیکن اب وہ دو ختم ہو گیا ہے۔ اور یورپ کی وہ مرکزیت جس پر اُسے اس قدر افتخار و ناز تھا۔ امریکہ کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ اور علم و اقتصاد کی دنیا میں کہ ارتقا قومی کے یہی دو مدار ہیں۔ وہ بہت زیادہ ممتاز نظر آتا ہے۔ چنانچہ کچھ نئی صحبت میں ہم تباہاچا کر ہیں۔ کہ امریکہ نے یورپ کو کیوں شکست دیدی۔ اور اہل امریکہ کی وہ کونسی خصوصیات ہیں۔ جنہوں نے اسے سر بلند کر دیا۔ اگر ہم کسی باشندہ امریکہ کا صحیح مطالعہ کرنا چاہتے ہو۔ تو امریکہ جاؤ وہاں تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ اس کے اخلاق کیا ہیں۔ اور اس کے اندکیسی نوع کام کر رہی ہے۔ امریکہ کے باہر اس کی خصوصیات معلوم کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے چڑیا خانے کے اندر کسی جانور کے طبعی حالات معلوم کرنا۔

امریکہ کا باشندہ بعض ایسی خصوصیات اپنے اندر رکھتا ہے۔ جنہوں نے ایک انڈیز ایک جرمنی اور ایک فرانسیسی سے بالکل ممتاز کر دیا ہے اور وہ انہیں کی بنا پر امریکہ کا باشندہ معلوم ہوتا ہے۔ اس میں ذاتیت و وطنی ہے۔ اہل مخصوص نوع ہے۔ اور اس کی اک عجیب غریب سائنکا لوجی ہے۔ جس کا پتہ صرف امریکہ جاننے سے چل سکتا ہے۔

ڈاکٹر فلب حتیٰ زمانہ دراز سے آرزو مند تھے کہ وہ ان لوگوں کے رموز اور اسرار معلوم کریں۔ اور دیکھیں کہ وہ کیا اصول ہیں جنکی بنا پر وہ اس قدر ترقی کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے زائرین امریکہ کی کتابیں دیکھنے اور کثیر حراید و رسائل کے مطالعہ میں کئی سال صرف کئے۔ آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ دنیا میں صرف اہل امریکہ ہی ایسی لوگ ہیں جو الجبراکہ ۱۶ ادنیٰ طرح مختلف موقع و محل پر اپنے اندر مناسب انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ اور ان سے زیادہ وقت پرست قوم کوئی اور نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر موصوف کا بیان ہے کہ الکیا سبب جب **حیات قومی** امریکہ جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے جو چیز اُسے متوجہ بناتی ہے۔ وہ اہل امریکہ کا حیات قومی اور نفوت حیات ہے۔

فاضل ٹاکٹر لکھتا ہے۔ کہ اسٹیمر سے اُترنے کے بعد جس وقت ہم نیویارک میں پہنچتے ہیں۔ تو سب سے پہلے جو چیز نگاہ کو اپنی طرف کھینچے ہے وہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ منزلی عمارتوں کا سلسلہ ہے۔ جو غیر متناہی طور پر حد نظر تک چلا گیا ہے۔

ان کو دیکھ کر ایک اجنبی یہ محسوس کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ کہ دنیا یہاں کے انسان عام انسانوں سے بالکل جدا ہیں۔ اور یقیناً یہی وہ لوگ ہیں۔ جو بطور پر اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد شہر کے اندر داخل ہوتے ہی ان لوگوں کا عملی انداز دیکھ کر یک بیک نظر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان سے زیادہ حوصلہ مند انسان تو ہی الذہن جماعت نوع انسانی میں اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ ان کی عمارتیں ان کا حد درجہ سرعت کے ادھر ادھر چلنا پھرنا۔ ان کے نقل و حرکت اور ان کی ہر سہرا و گویا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے عروج میں کوئی اور نہی دوڑ رہا ہے۔

**خاموش حرکت** یہاں کے زاربی مناظر میں سب سے عجیب و غریب انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ وہ ان کی خاموش حرکت ہے۔ تم دیکھو گے۔ کہ شڑوں پر بازاروں میں۔ دروازوں اور عورتوں۔ جوانوں اور بڈھوں کا جھوم ہے۔ جو ادھر سے اُدھر دوڑتا جا رہا ہے۔ کوئی سوائی ریل ریل سطح زمین سے بلند ستونوں پر قائم کی گئی ریلوے ٹائن میں سوار ہونے کے لئے بھاگ چلا جا رہا ہے۔ تو کوئی زیر زمین چلنے والی ٹرین تک پہنچنے کے لئے بیتاب ہے۔ کوئی ٹریوٹر کے لئے دوڑا جا رہا ہے۔ تو کوئی موٹر کی طرف تیزی سے چلا جا رہا ہے۔ گویا ان دنوں کا ایک سیلاب (سیلاب لغوی معنی میں) ہر وقت ہر حالت میں نظر آتا ہے۔ لیکن نہ دہاں کوئی شور ہے۔ اور کوئی چیخ بکا رہا۔ جو قدر اُلیسے شکار کا ضروری نتیجہ ہے۔

جب تم کسی ٹراموے کی طرف لوگوں کو بیٹا نہ دوڑتے دیکھو گے تو خیال کرو گے کہ شاید یہ آخری گاڑی ہے۔ لیکن اس کے خدائی دیر بعد دوسری ٹراموے بھر تیسری اور اسی طرح سو سو دو سو گز کے فاصلے سے بے شمار ٹراموے نظر آئیں گی۔ اور ان سب میں ایک ایک مجموعہ و ازدحام دکھائی دے گا۔

کہا کہ اگر تم اس وقت اس گھر کی سے نیچے گر پڑو تو قبل اس کے کہ تم زمین تک پہنچو مجھ کا رویہ تمہاری بیوی کے پاس پہنچ جائیگا اور اس نے کہا کہ اگر زمین سپر گرے کے بعد میں صبح سالم رہا۔ تو پھر کیا کرو گے؟ اس نے جواب دیا کہ میں فوراً دوسرا بار بھیج کر دیکھ کی ادائیگی کروں گا۔

اس سرعت پسندی کے سلسلہ میں امریکہ کی دو چیزیں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ جو دنیا میں کسی اور جگہ نہیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک آٹوموٹو ہے اور دوسرا کافا میٹریا۔ آٹوموٹو سے مراد وہ خاص قسم کے موٹر ہیں۔ جہاں کوئی مائع موجود نہیں رہتا اور ہر وقت طیارہ کھانا ملتا ہے۔ جب تم آٹوموٹو جاؤ گے تو دیکھو گے کہ اندر ہر طرف جھولی چھوٹی بلوئیں لٹائی ہوئی ہیں۔ اور ان میں ہر قسم کا کھانا رکھا ہوا ہے۔ اور ہر کھانے کی قیمت صفر ہے۔ تم جس کھانے کو پسند کرو۔ اس کی قیمت صفر میں ڈالو۔ اس عمل کے بعد ہی دروازہ انڈر زڈ کھل جائیگا۔ اور تم اس کھانے کو لیکر کھاؤ گے۔ اس طرح چارہ قہوہ اور دودھ یا پانی کیلئے الگ الگ کونوں میں مل گئے ہوں گے۔ وہاں پہنچ کر انکی قیمت ڈالو اور پالیاں بالکاس ٹوٹی کے پچر رکھو۔ اپنی آپ اسی وقت بھر جائیگا۔ اور تم پیکر چلے جاؤ گے۔

کافا میں یا بھی اس قسم کا موٹر ہو کہ جس میں کھانا کھلا ہوا رکھا رہتا ہے۔ اول اول یہ صرف طلبہ کی رعایت کو جاری کیا گیا تھا کہ انکا وقت مضل نہ ہو اور انکا رواج فحش نہ ہو۔ یہاں تک کہ وہاں ریڈیو کلاں میں بھی اس کا رواج ہو چلا ہے۔ **میں بال کی اہمیت**۔ ایک دن بروکس نے کو فلاڈیلفیا کے بازار میں جاسے ہوئے۔ کہ انہوں نے ایک کنیر جماعت ایک دوا اسکے سامنے کھڑی دیکھی۔ قریب چوبیس برسوں کا کسی اخبار کا دفتر تھا۔ اور دیوار پر میں بال کی خاص قسم کا گیند کا کھیل کے بیچ کی حالت ہر سٹنٹ کے بعد جو کھانے ہو رہا تھا۔ بیچ ہوتی تھی اور طرح طرح کی فضا کی تمام آبادی انی دور سے ٹھکانا کے اندر مقعد ہونیوالی بیچ کو دیکھ کر کھنٹی۔ اہل ایگر کو چونکہ اس کھیل کا بہت شوق ہے۔ اسلئے لوگوں کا ہجوم بہت تھا اور نہایت سکون و خاموشی کیساتھ تھمتہ اشتہار پر متواتر بیچ جو ہولی چھوٹی کو بڑھ رہے تھے۔ اس طرح انہیں بائسنگ کا بھی جو تجربہ میں ملا کہ کہتے ہیں۔ بہت خوش ہو کر چنانچہ ہر چھ ماہ ۱۹۲۱ء کو جو مقابلہ ایک فرانسیسی اور ایک امریکن کے درمیان ہوا تھا

مڑک کے گھر کی ٹونڈی تھی۔ دلیل

جاپانیوں نے بچے مذہب کی تلاش کی۔ مگر کامیاب نہیں ہوئے۔ شناسے کہ انہوں نے کھیلانے ہو کر بعض مذاہب کے مجسمے آگ کی نذر کئے۔ انہیں کوئی تعجب کی بات نہیں تھی کچھ سوال نہیں حل کر سکتا تو حساب کی کتاب بچاڑ کے چھینک

تم اگر چاہو کہ شاہراہ پر کسی جگہ ہر کر اطمینان سے ایک نگاہ ڈالو تو ممکن نہیں۔ کیونکہ یہاں کا وہ سیلاب جو تمہارے پیچھے آ رہا ہو تم کو اپنے ساتھ بھانے جائیگا۔ گویا تم بھی اس سیلاب نے آیت کر ہو۔ اور تم کو اپنے اوپر کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ تمہیں بھی جانا ضروری ہے۔ یعنی تم ایک کل کے جز ہو۔ اور ذوق منہ ہونے سے بالکل محروم۔ اگر تم کسی ٹراموے یا زمین دوز ریل میں سوار ہونا چاہو۔ تو تمہارے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ کھلے ہو کر دروازے کی طرف قصد کر کے چلو۔ بلکہ تمہارے لئے صرف اس قدر کافی ہے۔ کہ اپنے آپکو پیچھے آئے والے ہجوم کے سپرد کر دو۔ وہ خود تمہیں دھکیل کر وہاں تک پہنچا دیگا۔

جس وقت اسٹیمر پاکستانی سے اتر کر اس لکڑی کے پل پر **سرعت** قدم رکھو گے۔ جو تمہیں ساحل تک پہنچا کر لا کر تو فیضیا ہے۔ پہلے تمہارے کانوں میں آواز پڑے گی۔ کہ ہولکے سناں صفا گدیوں تیزی سے قدم اٹھاؤ اور آواز تمہیں ریل ٹراموے لائن اور موٹروں پر ہر جگہ سنائی دے گی۔ یہ جلدی اس قوم کی غیر متک خصوصیت ہے۔

ان کا کھانا پینا چلنا۔ کام کرنا۔ زندہ رہنا۔ یہاں تک کہ مٹنا اور دفن کیا جانا بھی محنت سے ہوتا ہے۔ تم ایک صرزی کی دوکان پر پہنچو گے تو سب سے پہلے دروازہ پر یہ اعلان پڑھو گے کہ وہ کھڑے کھڑے تمہارے کپڑے طیار کر دیگا۔ اسی طرح جو تے کے کارخانے میں دیکھو کہ بیٹھے بیٹھے وہ ہم چوڑے طیار کر دیتا ہے۔ حجام کی دوکان پر پہنچو تو تین آدمی تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ ایک بال کاٹنے کا دوسرا ناخن بنانے کا۔ اور تیسرا تمہارے جو تے صاف کرنے لگیگا۔ اس طرح تم ہر موٹر میں غذا اسیر کا انتظام خصوصیت سے پاؤ گے۔

اہل امریکہ کی اس محنت بندی کا ایک مشہور طریقہ ہے کہ وہاں کیو باسے ایک شخص اپنی زندگی کا مجسمہ کرنے کے لیے ہر ایک کی ایک شریک اس کے پاس گیا۔ اور اسکو اپنی محنت و مصالحت کی صفائی و ادبیت کا اطمینان دلانے کیلئے

یورپ کی بعض عورتوں نے عہد فرعون کے عین پہنچنے شروع کر دیو ہیں۔ ہمارے سامنے ہیں انکی جذباتی صورت نہ تھی۔ فرعونیت مرد

دبا ساری سے ظاہر نہیں ہوتی! دیکھ

یورپ آف واپز کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ کسی سکار کی جھٹ پر آکر ٹپکڑے ہمتے چوٹ آئیگا کس کو افسوس نہ ہوگا۔ مگر تاریخ بتاتی ہے کہ

# کشتگان رسوم

اسلام کے عقد و رخصت کی سادگی - جہول کا کم ہونا - اور شادی کا ایک ضروری کام کی طرح تکلفات سے بری رہکر انجام دیا جانا بیان کیا۔ مولوی صاحب کا وعظ و حقیقت نہایت مؤثر تھا۔ حاضرین پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ لیکن خود مولوی صاحب بھی نہایت متاثر ہوئے۔ جب تک وہ وعظ فرماتے تھے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں رہا۔ اور دین مرتبہ تو وہ ایسا روئے کہ مجھے ”ہاکم بدین“ ان کے جاں بحق تسلیم ہونے کا گمان ہوا۔

(ب) وعظ ختم ہونے کے بعد میں سب کے ساتھ مروانہ میں اٹھ آیا۔ جب مولوی صاحب اور ان کے ہمراہی رخصت ہو گئے تو ہم دونوں اطمینان سے بیٹھ کر مولوی صاحب کے وعظ پر رائے نئی کر لے لگے۔ اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب کی تمام باتیں قابل عمل اور لائق تائید تھیں۔ چنانچہ ہم دونوں نے مولوی صاحب کے وعظ کے متعلق نہایت اچھی رائے قائم کی۔ لیکن ایک معاملہ میں مجھ سے خاموش نہ رہا گیا۔ اور میں نے حافظ صاحب کہا: یہ تو سب کچھ ہوا لیکن مجھے مولوی صاحب نے مرنے پر وہ رکھ کر بھروسہ کیا۔ میں نے صراحتاً غلطوں اور مقررہ کو دیکھا اور سنا لیکن کبھی کسی شخص کو اتنا رقیق القلب نہیں پایا یا حافظ صاحب میری گفتگو پر مسکرائے اور فرمائے گئے۔ یہ تو سب کچھ ہوا۔ مجھے آپ سے کسی مسئلہ ترک رسوم کی متعلق ایک نہایت عبرت ناک واقعہ بیان کرتا ہے۔ جو آج ہی میں نے سنا ہے۔ عبرت ناک کا لفظ سن کر میں بہت تن تو جبرن گیا اور حافظ صاحب نے جو ناشادہ بڑے خوش بیان ہیں۔ اس طرح کہنا شروع کیا: ”میرے بھائی منشی رضوان علی نام ایک بزرگ رہتے ہیں۔ قدیم شرا کی طرح اردو فارسی اچھی جانتے ہیں۔ کچھ عربی بھی پڑھی ہے۔ علم مجلس سے خوب واقف ہیں۔ بڑے پابند وضع و جذب انسان ہیں۔ رسوم کے ایسے پابند ہیں۔ جس طرح اگلے زمانہ کے مسلمان مذہب کے پابند تھے۔ شادی و غم و عید و محرم غرض ہر ہتوار اور ہر تقریب میں ان کے ہاں مقررہ رسوم ہمیشہ سے ادا ہوتی چلی آئی ہیں۔ اس معاملہ میں وہ ایسے اصول ہیں کہ ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے۔ لیکن رسم و رواج کی پابندی نہیں چھوڑ سکتے۔ منشی صاحب کے مذہب میں بائچ دوکانیں اور دوکان آئے۔ ایک مکان میں تو وہ خود رہتے تھے۔ دوسرا مکان کرایہ پر اٹھا ہوا تھا۔ منشی صاحب کو مکان اور دوکانوں کے

مسئلہ اللہ تعالیٰ میرے کم فرما حافظ عبد الرزاق نے برسوں شام کو مجھے بلا بھیجا۔ موصوف سے بالکل عزیزوں کی طرح تعلقات ہیں۔ خیر میں دردانہ پر پہنچا تو روشنی کے غیر معمولی اضافے سے یہ محسوس ہوا کہ راج کوئی خاص تقریب ہے۔ آواز سن کر حافظ صاحب نے مجھے زیانہ میں بلا لیا۔ کمرے کے دروازوں پر پردے پٹے تھے۔ دالان میں فرش اور فرش پر ستھری چاندنی بھی تھی۔ وسط میں ایک مسند اور مسند پر دو فائوس بتائے تھے کہ آج حافظ صاحب کے ہاں محفل میلہ ہے۔ یا مجلس وعظ۔ میری نگاہ سازو بان کے جائزہ میں مصروف تھی۔ کہ دروازہ پر کئی آدمیوں کی آہٹ محسوس ہوئی۔ حافظ صاحب باہر گئے اور ان کے ساتھ ایک بزرگ سیاہ فام سفید ریشہ عمامہ برسر۔ قبا پر مولوی ناما مکان میں داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے چار بائچ شخص اور بھی تھے۔ مولوی صاحب مسند پر ٹکٹن ہو گئے۔ اور حافظ صاحب سے پوچھا: کچھ انتظار ہے؟ حافظ صاحب نے کہا: جی نہیں سب عورتیں آچکی ہیں۔ اتنا سن کر مولوی صاحب نے بسم اللہ پھر خطبہ پھر قرآن کی یہ آیت ”کنتم ضحیٰ اصدتہ اخرجتہ للناس الخ“ پڑھی اور بڑے بڑے آبدیدہ ہو گئے۔ اس کے بعد وعظ شروع کیا۔ وعظ بڑا حصہ ترک رسوم کے متعلق تھا۔ چنانچہ مدح و ثناء ہم مردوں اور پردہ نشین عورتوں کو مخاطب کر کے ان فضول اور لاپرواہی رسوم کی طرف توجہ دلائی جن کی پابندی معاشرت کا ایک جزو بن گئی ہے۔ اور پھر ان کی منفعتیں ایسے دلگداز پریراں میں بیان کیں۔ کہ حاضرین کے دل بل گئے۔ اور مولوی صاحب خود آدھ کھٹہ تک زار زلزلہ ہونے لگے۔ مولوی صاحب اس طرح رو رہے تھے۔ اور انہیں ایسی ہچکیاں آ رہی تھیں کہ میں سہما جانا تھا۔ اور خیالات فاسد کا تاظم میرے دماغ میں برپا تھا۔ بائے مولوی صاحب نے اپنے طویل و غرضی حیدر آبادی رحیل سے آنسو پوچھے۔ پانی کا ایک گھونٹ پیا اور پھر اپنی تقریر کا سلسلہ جاری کیا۔ موصوف نے معاشرت کی سادگی رسوم سے اجتناب اور اسوہ حسنہ رسول اللہ کی پیروی پر بہت زور دیا۔ آپ نے صحابہ کی سادہ طریق ماندو بود کو تفصیل سے بیان کیا اور فرمایا کہ بھول کی شادی بالکل سادہ کم خرچ طریق سے کرنی چاہیے۔

تینوں بچے جوان ہو گئے تھے۔ بڑے لڑکے کی عمر ۲۰ سال۔ لڑکی کی عمر ۲۳ سال اور چھوٹے لڑکے کی عمر ۲۱ سال تھی۔ لیکن سہوڑ کسی کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لڑکی کو سہوڑ یا لڑکے کو بوی کا ملنا دشوار تھا۔ بلکہ یہ تاخیر محض اس امر پر مبنی تھی کہ منشی صاحب کے پاس اتنا روپیہ موجود نہ تھا جتنا روپیہ وہ بچوں کی شادی میں صرف کرنا چاہتے تھے۔

(۴) منشی صاحب کے یہ خیالات اُن کے لئے جس حد تک تشویش افزا ہوئے۔ اس کا علم انہی کو ہو سکا۔ لیکن اُن کی اولاد کے لئے سخت صبر آزمائی تھی۔ یہ تینوں بھائی بہن شباب کے طوفان خیز سمند میں طاقت آفریں موجوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اُس سمند میں جہیں لاکھوں گرداب فنا ہیں۔ جہیں کروڑوں نہنگ ہیں۔ جس کا جزو مدہستی کی کروٹیں بدلتا ہے۔ جہ کا ایک ادنیٰ توجہ زبرد و عصمت کی دنیا الٹ دیتا ہے۔ منشی صاحب ادا اُمرِ رسوم کے خیال اور روپے کی فکر میں راتوں پیدار رہتے تھے۔ اور ان بیجا روں کی جوانی کی انگلیں اور شباب کے جذبات جو لمحہ۔ لمحہ نشوونما کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ تمام رات بے خواب رہتے تھے۔ منشی صاحب کو اس کی بالکل خبر نہ تھی۔ کہ وہ کس طرح خنجر قاتل سے اپنی اولاد کو فوج کر رہے ہیں۔ بہر حال اُن کے دلوں میں عرصہ دراز تک شرم و محاسن کے بہاؤ میں رہے لیکن آخر کار نظرت کے بیباک ہاتھ نے ان پر دوں کو چاک کرنا شروع کیا۔ لڑکوں کا مزاج آداری کی طرف مائل ہوا۔ لیکن پدمستی سے انہیں اتنا جب خنجر نہیں ملتا تھا۔ کہ وہ اُن آراستہ کردوں میں جا کر سلجھ چکے ہوتے کہ وہاں ہلائے۔ جن کے لئے میرٹھ کے کبھی ہمایاں شہروں کو طعنہ زنی کا موقع نہیں دیا۔ اسلئے انہوں نے مجبور ہو کر وہ طریقے اختیار کیے۔ جن پر مستقبل نے کف انوس ملا۔ فطرت نے خون کے انو بہائے اور عصبی دنیا کی مسرتیں یاس و غم سے مبدل ہو گئیں۔ لڑکوں نے تو اپنے جذبات کا سارا شاک بانی کے مول بہا دیا۔ اور کوئی پریشان حال نہیں ہوا۔ لیکن اُس صنعت بے بس۔ اُس جوان غیر ماطق۔ اس پیکر بدست و با۔ اُس آزاد پار جولاں نے خدا جالے کہا ایسی بات کی کہ مال کو بدگمانی پیدا ہوئی۔ بدگمانی کے ساتھ اضطراب برپا اور اسی دن رات کو میاں بوی میں ۲ بجے تک لڑکی فودی شادی کا مسئلہ زیر بحث رہا۔

(۵) بڑی گفت و شنید اور رد و توجہ کے بعد میاں بوی کی رائے اس مسئلہ پر شفق ہوئی۔ کہ مکان جو کرایہ پر اکٹھا ہوا ہے فروخت کر دیا جائے۔ اور اس کی قیمت جتھرو (مولا) جو اسی قدر مرقہ لڑکی شادی

کیلئے جو رسوم سے لبریز تھی۔ کچھ زیادہ نہ تھی۔ منشی صاحب نہ صرف خود پابند رسوم تھے۔ بلکہ وہ ساری دنیا کو اسی رنگ میں دیکھنا چاہتے تھے۔ اگر کسی شخص نے بیٹی کو اتنا جہیز نہیں دیا کہ گھر میں رکھنے کی فہم آجائے۔ اگر کسی شخص نے بیٹے کی شادی میں ایک دو طائفے اور نقال نہیں بلائے تو وہ ہمیشہ کے لئے منشی صاحب کی نگاہ میں ذلیل ہو گیا۔ اور منشی صاحب بھی اُس کا نام آگے پیچھے دو تین گالیاں بڑھائے بغیر نہیں لیتے تھے۔

(۶) منشی صاحب کو خدا نے دو بیٹے اور ایک بیٹی سے کر دلا کی نعمت سے مالا مال کیا تھا۔ اور اس کا موقع دیا تھا کہ وہ اپنی پابندی رسوم کو دوسروں کے لئے جیسا چاہتے ہیں۔ غور و فکر کریں۔ جب تک منشی صاحب کی اولاد کس نہ رہی۔ سو فتنہ تک وہ دوسروں کے طریق عمل پر بڑی آزادی کے ساتھ نکتہ چینی کرتے رہے۔ لیکن اولاد کے سینہ شور کو پہنچنے کے بعد اُن کی آواز ذرا ہست ہو گئی تھی۔ اور اس کا سبب صرف یہ تھا۔ کہ اُن کے پاس ایک محدود جائیداد کے سوا جیسی آمدنی پر زندگی کھار تھا۔ اور کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا۔ کہ وہ اولاد کی شادی میں دل کھول کر ارمان نکالتے۔ وہ جانتے تھے کہ ایک دن وہ وقت آنے والا ہے کہ پچھریں چاروں طرف سے طعن و تشنیع کی ہوجھا ہوگی۔ اسلئے انہوں نے جہیز اپنے رویہ میں اعتدال کی کوشش کی تھی۔ منشی صاحب کی بوی منشی صاحب سے کچھ زیادہ پابند رسوم تھیں۔ اور وہ صرف رسوم ہی کی پابند نہیں تھیں بلکہ صدائے انوائی باتوں کو بھی ماننی تھیں۔ اور آئے دن ایک نہ ایک جن، پیری یا پیر کی نذر نثار ہوتی رہتی تھی۔ انہی دنوں میں خواجہ غلام الثقلین صاحب مرسوم بڑی جدوجہد کے ساتھ اصلاح تمدن اور ترک رسوم کا پر و پیکند اُپھٹا رہے تھے۔ اور دوسری طرف ہمارے منشی صاحب اُن کی تردید و مخالفت پر کمر بستہ تھے۔ منشی صاحب میں ایک یہ عادت بھی تھی کہ کسی شخص کو ذرا بھی رسوم قدیمہ کا مخالف پاتے تھے۔ تو اس کے متعلق فوراً کفر و لادینی کا فتویٰ دیدیتے تھے۔ چنانچہ بڑے بڑے لیڈر اور پینو ایان قوم اُن کی اس تبلیغ بے باہر کی زد میں آچکے تھے۔ منشی صاحب کا خیال تھا۔ کہ جس دن قوم نے رسم کو ترک کر دیا۔ اُس دن قوم سہاگن سے بوجہ ہو جائیگی۔ اور وہ دنیا بے خدا نے مسرتوں سے لبریز پیدا کیا ہے۔ ورنہ کا نمونہ بن جائیگی۔ اُن کے نزدیک پابندی رسوم کا دوسرا نام مطلق زنجیر تھا۔ بہر حال اسی خیال میں سرسروش اور ہرست روہر منشی صاحب نے عزم کراہتہ ہر کر دیا۔ اب خدا کے فضل سے اُن کے

ڑکی شادی کو بھی تین سال بھی گزرنے تھے۔ کہ وہ بڑھ چکی ہوگی۔ بس لڑکی کو ملتا تو شک نہیں تھے اسلئے عدت کے دن ہنسے کرتے ہی وہ سگے چلی آئی منشی صاحب اور انکی بوی کو ٹوک لے بھا یا کہ زمانہ نازک ہوڑکی جوان ہو اور ابھی اس نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا اور اسکا دسر نکاح کرو۔ لیکن میلاں بوجی منیر ول کو کیا اسے ہاتھوں لیا کہ وہ بچا کر مشورہ دیکر بچان ہو کر منشی صاحب جو اس وجہ پابند رسوم تھے۔ لڑکی کے عقد ثانی کا خیال بھی دل میں لانا اپنی بے پروئی کا باعث سمجھتے تھے منشی صاحب کی بوی بیٹی کی بہت دل داری کرتی تھیں لہذا اسکی ضرورتوں کو گھر بھر کی ضرورتوں پر مقدم رکھتی تھیں لیکن اسکے باوجود فطرت کی زبھرنے والی گہرائیوں کو بھرا اور نہ دینے والے اُبھاروں کو دبانا ان کے اسکان کو باہر تھا۔ خدا نہ کرے کہ کسی کو بچہ ہو جگ کر سکا خیال پیدا ہو۔ یہ طاقت ہرگز دین کے طبقے کو توڑ کر بھرتی کرے۔ وہ جو شہر جو ہاروں میں لگا لگا رہتا ہے۔ یہ وہ آندھی ہے جسے سمندر کی موجوں کو توہ بالا کر کے چلی کرے۔ ایک غریب۔ ایک بے مونس غیر تعلیم یافتہ۔ نا تجربہ کار عورت اس بچہ کو کیا لڑائی جکی ایک مٹھی میں دماغ کو جھٹکی اور دوسرے میں نخر

ایک دن صبح کو جب منشی صاحب اور انکی بوی سو کر اٹھے دیکھو سے وہ آدھی غائب تھی۔ ایک انکی بویہ لڑکی اور دوسرا جوان لڑکا یہ منظر اور کیا جہیز ڈر جو رانگوں دوپٹے میں ہار لیا تھا۔ (۷) ان حیا سدا اور دلہ زرافات و منشی صاحب اور انکی غم نصیب بوی کو جو کچھ صدمہ ہوا وہ کم ہو کہ نہ سننے والے تاب سماعت نہیں لاسکتے۔ اب بے دیکر ان کی زندگی کا آسرا اور مسرتوں کا سہارا صرف بڑا بیٹا تھا۔ لیکن نونہی تقدیر سے انکی حالت روز بروز دگرگوں ہو رہی تھی۔ صدمہ نہ کہ نہائی میں رہتا تھا۔ لوگوں اسے دشت تھی۔ پسینے اور سہنے کھانے پینے اور دنیا کی تمام ضرورتوں کو اسکا دل اسقدر سیر اور بے پروا نظر آتا تھا۔ کہ وہ سمجھتے وہوں کو گھما سکے وہی اور خدا ریدہ ہو سیکا شبہ ہوتا تھا۔ اسے سب سے زیادہ جس بات سے نفرت تھی۔ وہ شادی کا نہ کرنا تھا۔ شادی کا ذکر بھڑا اور وہ منشی بیوی دوشیزہ کی طرح اٹھ کر چل دیا۔ شخص اسکی ان باتوں کو قدرتی نرم حیا پر مبنی سمجھتا تھا۔ جس کے لئے چودھویں صدی کی مخلوق ترس ہی کرے۔ ماں باپ کیلئے زیادہ نکاح کی بات یہ تھی کہ انکی تندرستی روز بروز اپس کن صدمہ اختیار کر رہی تھی لیکن بظاہر وہ کچھ بیان نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ایک دن منشی صاحب نے اپنا حجاب کو اس کے اٹھالال اور موجودہ صورت حال کے متعلق مشورہ کیا اور بے تسبیح لفظ بول کر انہیں یہ رائے دی کہ لڑکی کی شادی کر دینی چاہئے اور یہ کچھ شکایت نہ ہو کہ جس بچہ اور اسکی محبت آجی کی وجہ ہو جو۔ شادی کا لفظ سننے ہی منشی صاحب کو فضا دینی تھیں کہ اسکا حس ہوا۔ لیکن ساتھ ہی وہ اپنی لڑکی کی زندگی نہایت ضروری سمجھتے تھے۔ یہ بے باور کرینے کے بعد کہ انکی تندرستی شادی پر موقوف ہو۔ انہیں ایک دوکان کے فروخت کر دینے میں دل تامل نہ تھا۔ اس گفتگو کے بعد منشی صاحب زیارت میں تشریف لا کر۔ اور دوپہر کا کھانا کھا کر جب قیلولہ کیلئے لیٹے تو بوی نے اس مسئلہ پر مشورہ کیا وہ پہلے کرتے تو بڑ سوچے سمجھے تھیں۔ لیکن

میں صرف کچھائے۔ مکان بختہ بڑا اور با موقع تھا۔ اگر فروخت ہوتے بچے چھ ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ لیکن اچھے داموں کو اٹھ گیا۔ یعنی ساڑھے چار ہزار کی رقم منشی صاحب کو رسوم میں بھروسہ کیلئے مل گئی۔ اس وقت منشی صاحب کے ہاں چار پیام آئے تھے۔ ایک قاضی عبدالفتاح کے چھوٹے بھائی کا تھا۔ لیکن وہ اسلئے ناقابل قبول قرار پایا کہ قاضی صاحب رسوم کے سخت مخالف تھے۔ اور منشی صاحب انہیں بھرتی سمجھتے تھے۔ دوسرا پیام حاجی محمد حسین کے اکلوتے بیٹے کا تھا جس نے دیوبند میں علوم دینیہ کی تکمیل کی تھی۔ لیکن وہ اس بنا پر رد کیا گیا کہ لڑکا وہابی ہے اور اس لئے رسوم کا پابند بھی نہیں ہے تیسرا پیام شیخ عبدالغنی کے بیٹے کا تھا جس کی دوکان دہلی میں بڑے فروغ پر تھی۔ لیکن انکی نے منشی صاحب سے کد یا تھا۔ کہ یہ لوگ نہایت کجوس ہیں۔ اور بہت کم روپیہ شادی میں صرف کرینگے۔ اسلئے منشی صاحب نے انکار کر دیا۔ چوتھا پیام سید جعفر حسین کے بڑے بیٹے کا تھا۔ اور یہ جگہ منشی صاحب کو سہلے ہند تھی۔ کیونکہ جعفر حسین صاحب با سکل ان کے ہم خیال تھے اور اپنی بڑی جائداد رسوم اور وضع کی پابندی میں صرف کر چکے تھے۔ اگرچہ لڑکے کی صحت خراب تھی ضعف و خرابی شش کی وجہ کو انہیں کئی محلے مل کے ہو چکے تھے۔ لیکن منشی صاحب نے اسکی مطلق براءہ نہ کی اور پیام کو منظور کیا۔ ایک سہاوی کے وقف میں تمام کام سر انجام پانچو روز غریبہ جوان عورت نے اگر انکی تقدیر میں تھا تو قدمات کی کشاکش و کجبات بائی۔ اور منشی صاحب نے بارگاہ ہندی میں سجدہ سکر کیا کہ انجو نام اور اپنی حیثیت کے مطابق اس فرض لڑائی کا انہیں سبکدوشی نصیب ہوئی یا اسے اتنا دین منشی صاحب کے بڑے صاحبزادے میں روز افزوں مشاقت، خاصو شش، خفا مت بندی، ضروریات زندگی کے بے پروائی کے آثار نمایاں ہو کر۔ اور دوسری طرف اسکے برخلاف چھوٹے بیٹے کی طبیعت میں خوفناک تغیرات پیدا ہوئے۔ اس نے گھریں چوریاں شروع کر لیں۔ دوکان کا معاملہ کر کے وصول کیا۔ ماحول کو رو بہ مرض لیا اور اسلئے ثابت کرنا چاہا کہ منشی صاحب کی ایک ایسا ذریعہ نہیں جو جو بھیک لگائی ہوئی ہو کہ وہ فرار کر سکتا ہے بلکہ یہ سہرا کہ رفت نیمہ زود بارگاہ ساخت، کا طریقہ بھی ممکن العمل ہو منشی صاحب نے اس فتنہ کو دبائے کی بہتری کوشش کی اور جب کسی طرح کامیابی نہ ہوئی تو مجبور ہو کر ایک دن انہوں نے اپنی ساسی جہاد کو بڑے بیٹے کے نام منتقل کر دی۔

(۸) چھوٹے بیٹے کو باپ کی حرکت بہت ناپسند ہوئی۔ اس کو گھر سے تمام تعلقات منقطع کر لئے۔ اور جن باتوں میں وہ اختیار رکھتا تھا اب انہیں علی الاعلان کرنے لگا۔ منشی صاحب کو اسکی حرکات ناموزوں کی اطلاع پہنچی تھی اور بیابان ہو کر رہ گیا تھے۔ انکا روزہ جلوسہ نوازشان بازار کی برادری میں شامل ہو گیا اور طلبہ نواری کی خدمت پر مامور ہو کر ایک رقاصہ کے ہمراہ کلکتہ جلائی منشی صاحب اور انکی بوی کو سخت صدمہ ہوا لیکن ابھی انہیں اس سے زیادہ سخت صدمہ کیلئے طیار ہوا تھا یعنی

ایک عجیب عالم تھا جس میں وہ زندگی کے دن بسر کر رہے تھے۔ اسی دنیا میں دوسری مصیبت یہ نازل ہوئی کہ ہونے مہر کا دعویٰ کر دیا۔ چونکہ منشی صاحب بقمستی سے تمام جائیداد بیٹے کے نام لکھ چکے تھے۔ اس لئے اب معمولی عذر دہاری کے سوا ان کے پاس اس دعویٰ کا کوئی جواب نہ تھا۔ بیرونی کی طاقت بھی ان میں نہ تھی۔ آخر کار ڈگری ہو گئی اور ان کی ملکیت میں جو کچھ تھا۔ اس پر جالاک نصیر الدین قابض ہو گیا۔

(۹) منشی صاحب کی مفروز ملک کا واقعہ سنئے جس نوکر کے ساتھ وہ مفروز ہوئی تھی۔ اس نے چندا کے بعد اس سے کنارہ کشی اختیار کی۔ جب تک زیور کا سہارا رہا وہ تنہائی کی زندگی بسر کرتی رہی اور بالآخر تنگدستی نے اسے عصمت فروشی کی دلتوں میں دھکیل کر بازار تک پہنچا دیا۔ اور پھر منشی صاحب نے اسے کن کن کٹن کلکتے لے گئے۔ یہاں پہنچ کر اسے کسی قدر فراخ دستی نصیب ہوئی۔ اور جیت پور روڈ پر ایک خوشحال خانہ لیکر رہنے لگی۔ ایک دن منشی صاحب کے صاحبزادے جو کلکتہ میں عرصہ سے مقیم تھے اپنی جو سنا کیوں کے سلسلہ میں اس بالافانہ پر آئے۔ انھیں چار ہوٹیں ایک نے دوسرے کو بچانا۔ پھر شریف خانوں رگوں میں تھا۔ غیرت نے جوش مارا۔ بد نصیب عورت رزہ براندازم ہو کر اٹھی اور کھڑکی سے نیچے کود پڑی۔ بھائی بیتا باہن کو روک سکتے کیلئے اٹھا تھا۔ کھڑکی سے جھانک رہا تھا۔ ماتھے پاؤں کا پٹہ رہے تھے۔ زادہ جھٹکا تھا کہ بہن کے قریب آ رہا۔ چند منٹ میں دونوں کی روح قفسِ معنوی سے پرواز کر گئی۔

اس قدر کہ رکھنا حفظ صاحب خاموش ہو گئے۔ اور میں گویا ایک خواب سے جرنک پڑا۔ میں نے کہا حافظ صاحب ایمان کی بات تھے کہ آپ نے جو قصہ سنایا ہے وہ مولوی صاحب کے وعظ سے کہیں زیادہ دلگداز و عبرتناک اور مؤثر ہے۔ لیکن خدا کے لئے یہ تو بتائیے کہ ان کج فتن منشی صاحب کا کیا حال ہے۔ اس کے بعد بھی کچھ ان کے خیالات میں تبدیلی ہوئی یا ہونڈ ان کی روم بستی باقی ہے۔ لیکن یہ سوال بیکار ہے۔ کیونکہ میرے خیال میں تو شاید وہ اب عالم حیات میں موجود نہ ہونگے۔ حافظ صاحب میرے سوال پر مسکرائے۔ پھر آہستہ سے کہنے لگے کہ آپ تو ماننا اللہ بڑے طبع ہیں۔ اس وقت خیال کہاں ہے کہ اتنا کچھ سننے کے بعد بھی نتیجہ پر نہ پہنچے۔ اچھی حضرت یہ جن مولو صاحب کا وعظ آپ نے ٹھوڑی دیر پہلے سنا ہے۔ یہی تو ہیں وہ منشی صاحب۔ اب اس سے زیادہ خیالات کی تبدیلی کیا ہوگی کہ شہر ہمشہر ترک رسوم کا وعظ کہتے پھرتے ہیں۔ اور ان پر کیا موقوف ہے میرے خیال میں تو نظر محالات جو شخص رسوم کو ترک نہیں کر سکا اس کا انجام ایک دن یہی ہوگا۔ (دین و دنیا)

بالکل غلط ہو گیا تھا۔ درود ہار دیکھ کر ہنسنے لگا۔ آتا تھا تنہائی میں طرح طرح کے دہوچوں پر پڑا ہوا تھا۔ بچے بچوں کی یاد، گھر کی تباہی، تنگدستی کی بربادی یہ سب یہی تھیں جن سے جو بظاہر نہیں پتھر رکھتی تھیں۔ اور اسکے لئے ضرورت تھی کہ وہ بیٹے کی شادی کر کے اپنے غم غلط کرنے کی تدبیر نکالیں۔ منشی صاحب نے جب ان کو یہ تذکرہ پھیرا تو وہ فوراً رضا مند ہو گئیں کئی موقع ان کی نگاہ میں تھی۔ اور ان میں سوائے خیال میں جسے بہتر شیخ نصیر الدین کا گھر تھا جنہیں ہمہ حال میں ایک شریک کاروبار کے رہ جانے سے بڑی رقم ہاتھ لگی تھی اور امید تھی کہ بیٹی کی شادی میں وہ بڑی فراخ دستی کیا تھا یہ صرف کیونکہ چاہا کہ وہ سون منشی صاحب کی بوی نے سلسلہ جنائی شرح کی اور چند روکی گفت و شنید کے بعد معاملہ طے ہو گیا۔ منشی صاحب کے لڑکے کو اپنی شادی کا حال اس وقت معلوم ہوا جب بات بخت ہو چکی تھی۔ تاہم اسے کئی آدمیوں کے ذریعہ کوماں باپ تک یہ بات پہنچی کہ وہ شادی نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن اس کے انکار کو طغیانِ حماقت پر مبنی قرار دیکر شادی کے نظم و نسق میں کوئی تاخیر نہ ہو گئی منشی صاحب نے اپنی ایک دکان جواب بیڑے کے نام تھی فروخت کر دی اور حق الصدور بڑی دھوم کھینے کی شادی کی۔ (۸) شادی ہو گئی۔ اور ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ لیکن بیمار اور مفلک روٹ کے حالات میں کوئی خوشگوار تغیر پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی حالت پہلے سے زیادہ بدی ہو گئی۔ وہ ہمیشہ سے زیادہ اوداس اور غمزدہ رہنے لگا۔ بوی سوائے تعلقات عجیب تھے۔ جطرح دوجہنی ریل میں جا رہے ہیں جطرح دونوں آشنا ایک کرہ میں کسی دوسرے کا انتظار کر رہے ہوں۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کٹھن را با نراغ در قفس کر دند۔ بد نصیب دھن نے چند روز صبر ضبط سے کام لیا۔ لیکن آخر کار اس نے بھی میرے گھر کے انہیں نلوں کا پانی پیا تھا جس سے منشی صاحب کی اولاد سیراب ہوئی تھی۔ اور آخر کار وہ بھی اسی طرح فطرت سے مجبور اور شہ جذبات کو جوڑتی جطرح منشی صاحب کے جگر پائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طلسم ٹوٹ گیا۔ پردہ کھل گیا۔ راز فاش ہو گیا۔ اور اسکے بعد نئے میاں بوی کے تعلقات میں کشیدگی رونما ہوئی۔ ناکام فوجان زندگی سے ہزار اور موت کا طلبکار تھا۔ آخر ایک دن اس نے تنگ آ کر کچھ کھالیا اور صبح کو اس کی نفس بسر پر باقی گئی۔ یکیک کے باپ کے نام ایک نفاذ تھا جس میں غریب نے اپنی ساری سرگذشت رقم کی تھی۔ آج کی صبح منشی صاحب کے گھر میں محنت کی صبح تھی۔ بد نصیب ماں نے جب اپنے ایک اور صرف ایک بچہ کی نفس دیکھی تو کلیجہ پھٹ گیا۔ اور اس طرح غش کھا کر گری کہ پھر نہ اٹھی منشی صاحب کے سوا گھر کی اس بربادی پر مٹی روئے والا نہ تھا۔ بہو میکے میں تھی۔ انقض احباب واقربا کی مدد سے انہوں نے گھر کی آبادی اور زندگی کی بہار کو سپرد خاک کیا۔ اب دنیا منشی صاحب کی نگاہ میں تاریک تھی۔ رات و دن بیادوں کی طرح مردانہ نہیں پڑے رہتے تھے۔ نہ بھوک نہ پیاس نہ بیداری نہ خواب



# ہمتِ عالی سی قائم ہو وقتِ رِزِندگی

(ترادش طبع حضرت ابو انیسیم نشتو جالندھر)

دیدہ باطن سی دیکھ اے رہسپارِ زندگی ! ہر تگ و تارِ عمل رازِ تارِ زندگی !  
 خونِ دل سے ہے نمونے لالہ زارِ زندگی، ہے حندانِ زندگی گویا بہارِ زندگی،  
 یہہ کشاکشِ لمبے پیہمِ زندگی کی جان میں کہ نہ تو بہنِ حیات اسی سو گوارِ زندگی،  
 گردشِ ہر ذرہ ہے تفسیرِ رازِ کائنات رائے اندازِ بقا ہی اضطرارِ زندگی،  
 چھیرِ سستی و جہد کی مضرب سی سازِ نفس محشرِ نعمت سے ہو لبِ نیرِ تارِ زندگی،  
 اے رہینِ کنجِ عزت تو زنجیرِ سکوں محشرِ ستارِ عمل ہے کارزارِ زندگی،  
 دامنِ اسید بہرے ہو کے سرِ گرمِ عمل گل بکف ہیں ذرہ کا سے رگزارِ زندگی،  
 عشق کی دنیا ہے جوا نگاہِ شبِ نیرِ حیات یہ زمین و آسماں ہیں اک عبا رِ زندگی،  
 طورِ سینہ جلوہ گاہِ شاہدِ مقصود ہے کامگارِ عشق ہی بس کامگارِ زندگی،  
 عشقِ شانِ زندگی ہر زندگی ہر شانِ عشق دار و میشہ کی زبان ہے راز دارِ زندگی،  
 عشقِ دل ہیں زندگی کی ابتداءِ نہتہا عشقِ رازِ زندگی دل راز دارِ زندگی،  
 ہے سراپاِ زندگی ہر ذرہ خاکِ عشق کا ! "نئے نوازِ عشق" ہے سرمایہ دارِ زندگی،  
 یہ زم آہو نہیں رفتاں ہی لیلیٰ و حیات نجد کا ہر ذرہ ہے آموزگارِ زندگی،  
 سر بکف ہو کر شہادت زارِ آزادی میں آ اے طلبِ کارِ حیات ! اسی ہی قرارِ زندگی،  
 نشہِ جاویدِ حیات سی ہو ذوقِ آشنا کیوں ہی تو وقفِ خمارِ بادہ خوارِ زندگی،  
 غرقِ طوفانِ بلا ہو اے طلبکارِ گہر ! موجبِ نرن ہو بحرِ ناپید اکسارِ زندگی،  
 کاوشِ سود و زیاں ہے موجبِ تگِ حیات ہمتِ عالی سی قائم ہے وقارِ زندگی،

ذرہ ذرہ تیری کرنوں سی صنیا اندوز ہو

آفتابِ زندگی ! ماں کائناتِ افروز ہو

# مفتقات

اختلافات کی پٹی آنکھوں پر بندھی ہے وہ نہیں دیکھتے کہ ہماری  
اس قوم میں میں میں اخوان الشیاطین مدعیان اتحاد کس قدر  
خامہ اٹھارے ہیں۔ آہ

یابان تیز گام نے محل کو جالیا

ہم جو نانہ جرسس کارروان رہی

علمائے کرام کی مغز جماعت! اسے محمدی اور پرستان توحید  
کو عودہ الوتقی سے متزلزل کیا جا رہی، شرک جو جادو یا عرب کی کجی  
کے سارے تھے جا کر آدم کرد کا جیلنج ہو رہی ہے زور بازو دکھا یا جاتا ہے  
مورک آسانی کیلئے مورچہ بندی ہو رہی ہے مگر آپ خانہ جنگی میں محدود  
سرگرداں! کیا آپ کی مصلحت دقت اور دور اندیشی ہی ہے کہ  
حلقہ بگوشان اسلام، پیران رسالت اور کلمہ گویان محمدی سے تو آپ  
جنگ کرتے ہیں۔ انہیں کفر و شرک کے فتوے دیں اور دشمنان اسلام  
سے جو آج لاکھوں فرزندان توحید کو میدان کرنے پر تھے ہوئے  
ہوں رشتہ داری جوڑتے ہیں، آہ داعیان اسلام کی وہ عجائز  
کیا ہوئیں جو ہزاروں مشکلات کا مقابلہ کر کے مشرق سے مغرب تک  
پھیل جاتی تھیں۔ ان میں کا ایک ایک فروج ملک میں کسی ایک سر

سے داخل ہوتا تھا تو وہ سری اسرودے ہزاروں لاکھوں نفوس  
کو اپنی سعی سے حلقہ بگوش توحید بنا کر نکلتا تھا۔ نفرا اور منہ کیلیم  
کے وہ گردہ اب ناپید ہیں جو فحشی تری صوا دیباہاں کو قطع کر کے  
عرب سے چین اور تبریز سے بنگال آتے تھے آج ضرورت ہے کہ  
بر حوصلے دوبارہ پیدا ہوں اور عزم و استقلال کی وہ لہریں  
ہمارے سینوں میں جو شرن ہوں جو کہ ہلکے ایشیائے یورپ  
اور ہندوستان سے افریقہ لے جائیں

وراثت ختم المرسلین کے دعویدارو! اٹھو کہ یہ وقت گزشتہ  
تنہائی میں مرنے لیس کا نہیں دشمنان اسلام کا سیلاب بڑھا  
آتا ہے اور پرستان توحید مجددار پڑے ہیں کیا تبلیغ پر دشمن  
کرنے والوں نے کبھی بڑی ہفتوں کا انتظار کیا کہ آپ کچ جلی  
واکھ کے منہ تک رہے ہو اب تو اور دین حق کی تبلیغ کرو اور  
مخالفین کے دلوں پر توحید اسلامی کی صداقت کا ایسا سکھ جاؤ

فتیہ ارشد اور علمائے کرام  
گم کردگان راہ کیلئے چراغ ماہ بنو مراہ مستقیم شاہراہ دکھانا  
خیرون القرون کی یاد تازہ کرنا اور مصاب تعلیم کی غور و پرداخت سے  
عزیزیت وقت کے موافق اس میں تبدیل و اصلاح کرنا علمائے کرام کا  
فریضہ اور سہ ہے ادیبی دین حق کی سبزیں خدمت ہے لیکن اُسے زمانہ  
کے انقلاب اور حالات کے تغیر نے ان کا رخ کسی دوسرے طرف پھیر دیا ہے  
اور آج وہ بھی بے پروائی و غفلت کی مرض کے مریض پائے جاتے ہیں  
آہ! ایک وقت تھا کہ قوم کے قومی علمی، مذہبی، اخلاقی تعلیمی  
اور سیاسی فریضے اور شوق و تہذیب اور نشوونما ان کے ماتھوں میں تھی  
رہا تو اسلام کا ایک ایک ذرہ ان نردگان کی کارفرمائی سے فیضیاب تھا  
مراکز سے چین اور سواحل ہند سے بلاد روم تک کوئی قومی کام ان کے  
اشارہ و فیض سے انجام نہ پاسکتا تھا اور اب یہ حال ہو کہ ایک ایک کر کے  
ہمہ امتیازات چین رہے ہیں، تن آسانی و آرام طلبی میں خود علمائے کرام  
کی سرزچہ جاعہ سلوب الاختیار ہوئی جاتی ہے گوشہ تنہائی میں پڑے  
ہستے یا تنہا شکر کے ایندھن کی فکر کے استغراق کے سوا انکا کوئی شغل  
نہیں رہا

سر پرانہ گمان قوم و دینیات کی خدمتیں جان و مال تک قربان  
کو سیدہ سوریہ نہ کرتے تھے خود و خالیش اور جاہ طلبی کے بندے ہو کر نہ  
سکتے ہیں، ہند و مسلم اتحاد جس کی تریں مخالفین اسلام پروردان رست  
اور پرستہ داری توحید و عرب کا رہی ہے جو دم کر رہے ہیں ان کے خیال  
میں بہترین عبادت اور خدمت خلق اللہ ہے

ہمارے جیسے ملک اہل ایمان میں ہی جبکہ مشرکین اور منافقین  
کفر و انکسار کی الم نشرح قیام دے رہی ہیں اسلام و اسلامیات کو  
کھنڈنا اور محو کر دینے کے لئے زور و زور سے کام لے رہی ہیں اپنا دست  
اور پہاڑی بنانے کے لئے جسو منعقد کر کے دھواں دار تقریریں کرتے  
نہیں ہیں سو تو انہی و ضرورت شناسی کا احساس انہیں مفقود ہے  
فتنہ و تفرقہ گردی کی گھاٹو پ آندھنی سے (خاکم بدین) مطلع اسلام  
بنا کر آؤد اگر اور اسلام کا تقادم اور یہاں شیعہ سنی، احمدی غیر  
مذہبی و غیر مذہبی کے حوال سے خانہ جنگی ہو رہی ہے، فریضہ



کہ وہ بے اختیار شہیدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و شہیدان محمد عبدہ والو مسلولہ کہ انہیں اور اس وقت تک دم نہ لو جب تک کہ یہ مردوں ملکہ بگوش اسلام نہ ہو جائیں ، ہندوستان کے مشرکین میں تبلیغ اسلام کا یہ بہت اچھا موقع ہے اور ان کو اس وقت کے کامیابی یقینی نظر میں اللہ و فتح قریب ۔

مسلمانو! آنکھیں کھولو

مہرز معاصر دیکھیں کہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اسلام کے خلاف ایک وسیع سازش کی گئی ہے جس کی ابتدا جسم اسلام کے مرکز سے ہوئی ہے ، اس سازش کی پشت پر تین ہندو ریاستوں انڈیٹ ہلن موہن مالویہ اور ڈاکٹر سپر د کا ماتہ ہے ۔ لوگوں کو خدایا جا رہا ہے غریب جاہل کا ایمان ہے کیا ۔ ہر ایک کو مناسب قیمت پر خرید رہے ہیں ۔ دراصل یہ مذہبی تبلیغ نہیں بلکہ سیاسی کارروائی ہے ۔ آریوں نے جنگ زرگری شروع کر رکھی ہے راجپوتوں کے بعد دوسرے کمزور علاقوں کی باری ہے ، گورگاؤں ، ہردوئی بلکہ کشمیر دیوہ پرائیویٹ آنکھیں لگی ہوئی ہیں ۔ اس جگہ سوز اور دل فراسی واقعہ جس قدر خون جگر کھانا پڑتا ہے اس کے اظہار سے زبان قلم قاصر ہے ۔ سخت نازک وقت اور یہ خاموشی !

تاکہ مملکت مسلمانوں کے طبقہ سے جو اتحاد و یکجہتی کی قربان گاہ پر مذہب اور دین کی ہیئت چڑانے کو تیار ہے کیا ہر دہ اور کیا تو قیام ، ردنا تو اس بات کا ہے کہ بیدار مغز اور روشن ضمیر دلیان ریاست نے ہی اس وقت تک فتنہ ارتداد کے ہلاکت انگیز طوفان کی روک تھام کے لئے دست امداد نہیں ڈرایا ۔ کیا اس پر آشوب واقعات کی موجودگی میں دلیان ریاست کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اس نازک وقت میں آمادہ عمل ہوں ۔ اور نہ صرف حفاظت اسلام بلکہ اشاعت اسلام میں بھی ہر قسم کی مدد دیں ؟

برادران اسلام ! کیا یہ موقوفیوں خاموشی بیچے دینے کا ہے کیا یہ شامیت اعمال نہیں کہ ہمارا گھر رخنہ اور ڈاکو لوٹ رہی ہوں اور ہم بے جس وحکت اور بیدست و پائنتہ تک رہے ہوں خون حسرت کو حشر و دور حفاظت اسلام برآ کام و آسائش

اور جان و مال قربان کر دو ،

میدان ارتداد میں احمدی جماعت کی خدشات

فتنہ ارتداد کے اٹھتے ہی امام جماعت احمدیہ نے مقررہ اور ضرورت شائستگی اپنے مبلغین میدان ارتداد میں پہنچ کر تبلیغ اور یہ بھی مسلمان کیا کہ ہم اور ہمارے مبلغین دیگر اسلامی مبلغین کے ساتھ ملکر دشمنان اسلام کے اس شر کو فرو کرنے کی کوشش کرینگے چنانچہ آپ نے ڈیڑھ سو سرسبز دشمنان ملت کا انتخاب کر کے انہیں ہتھیار کی کہ وہ میدان ارتداد میں جا کر تبلیغ و اشاعت اسلام کا فرض انجام دیں اور اپنے خود نوں کے بوجہ کے فروختی ہوں ۔ ان بدانت کو پاتے ہی احمدی مبلغین میدان ارتداد کو روانہ ہو گئے اخبارات کا بیان ہے کہ وہاں پہنچ کر انہوں نے شاندار خدمات انجام دیں چنانچہ انکی مساعی سے کئی گاؤں مرتد ہونے سے بچ گئے گواختہ عفا کی وجہ سے ہم انہیں کچھ خیال کریں لیکن خدمت و محنت کی داد دینی پائی ہے اور اس وقت ان کا کام فی الواقعہ قابل واد ہے ۔

عورتیں اور پیشہ وکالت

یجلیٹو اسمبلی نے آخر کار اس مسودہ قانون کو پاس کر دیا جس کا یہ مطلب ہے کہ عورتوں کو بھی دکان کی فہرست میں داخل ہونے اور وکالت کا پیشہ اختیار کرنا حلال دیا جائے یہ مسودہ ایک مدت سے زیر بحث تھا اور اس پر ممبروں کی طرف سے عروج طرے کے اٹھنے لگے تھے بعض ممبر کہتے تھے کہ عورتوں کی موجودگی ہر اہم کو موقوف کر دیا کرگی اور انصاف میں خلل واقع ہوگا بعض کا خیال تھا کہ وکالت عورتیں مقابل کے مرد وکیل کو اپنی جادو شگاہی سے رام کر دیا کرگی بعض کی رائے یہ تھی کہ وہ اپنی مغوی و لکنتی سے گواہوں کے لبوں کو مس کر لینگیں ۔ عدالتوں پر تو وکیل عورتوں کا جو اثر ہوگا سوہرگا اس میں کلام نہیں کہ اسمبلی پر ان کا جادو ضرور چل گیا ہے اور یہ ہے کہ ان کو عدالتوں میں وکالت کرنے کی اجازت ملگئی ہے ۔ یہ مسودہ لفظ نگاہ سے اس پر نظر ڈالی جائے تو اس پر شبہ نہیں رہ جائے کہ عورت وکیلوں سے پردہ نشین عورتوں کو معمولی انصاف میں آسانی ہوگی اس لئے کہ بہت سی راز کی باتیں جو عورت عورت سے کہیں کر کہہ سکتی ہے مردوں سے نہیں کہہ سکتی قدرتی جھجک پر قسم پر مزاحم ہے اس لئے یجلیٹو اسمبلی نے عورتوں کے لئے اور عدالت کو ہندوستان کی عورتوں نے اعلان کیا ہے اگرچہ یہ ہی ضروری ہے

یہ مسودہ قانون کو پاس کر دیا جس کا یہ مطلب ہے کہ عورتوں کو بھی دکان کی فہرست میں داخل ہونے اور وکالت کا پیشہ اختیار کرنا حلال دیا جائے یہ مسودہ ایک مدت سے زیر بحث تھا اور اس پر ممبروں کی طرف سے عروج طرے کے اٹھنے لگے تھے بعض ممبر کہتے تھے کہ عورتوں کی موجودگی ہر اہم کو موقوف کر دیا کرگی اور انصاف میں خلل واقع ہوگا بعض کا خیال تھا کہ وکالت عورتیں مقابل کے مرد وکیل کو اپنی جادو شگاہی سے رام کر دیا کرگی بعض کی رائے یہ تھی کہ وہ اپنی مغوی و لکنتی سے گواہوں کے لبوں کو مس کر لینگیں ۔ عدالتوں پر تو وکیل عورتوں کا جو اثر ہوگا سوہرگا اس میں کلام نہیں کہ اسمبلی پر ان کا جادو ضرور چل گیا ہے اور یہ ہے کہ ان کو عدالتوں میں وکالت کرنے کی اجازت ملگئی ہے ۔ یہ مسودہ لفظ نگاہ سے اس پر نظر ڈالی جائے تو اس پر شبہ نہیں رہ جائے کہ عورت وکیلوں سے پردہ نشین عورتوں کو معمولی انصاف میں آسانی ہوگی اس لئے کہ بہت سی راز کی باتیں جو عورت عورت سے کہیں کر کہہ سکتی ہے مردوں سے نہیں کہہ سکتی قدرتی جھجک پر قسم پر مزاحم ہے اس لئے یجلیٹو اسمبلی نے عورتوں کے لئے اور عدالت کو ہندوستان کی عورتوں نے اعلان کیا ہے اگرچہ یہ ہی ضروری ہے

## نواب صاحب بہاولپور

یہ امر موجب مسرت ہے کہ گذشتہ شبہ کو گورنر جنرل کے ایجنٹ نے ہرنائی نس نواب صاحب بہاولپور کو کونسل ریاست کا صدر مقرر فرمایا ہیں امید رکھتی چاہیے کہ عنقریب نواب صاحب کو ریاست کے کامل اختیار عطا کر دے جائیں گے ہرنائی نس ایک نہایت بیدار مغز اور روح پرور شخص ہیں۔ ان کے دلیس رعایا کی بھمدی کا جذبہ موجب جنرل ہی اور رعایا بھی انکو عزیز و محترم سمجھتی ہے یہ خوشگوار حالت بعض ہندو حلقوں میں نظر اطمینان نہیں دیکھی گئی اور ریاست کو بدنام کرنے کیلئے طرح طرح کے منصوبے سوچے جا رہی ہیں اخبارات میں غل ہے کہ ہندوؤں کے حقوق غصب کر لئے گئے اور تقریر و نہیں ستر ہے کہ ہندوؤں کو نقصان پہنچایا گیا یہ غوغا صرف اس لئے ہے کہ پنجاب میں یہ مسلمان ریاست کیوں دکھائی دیتی ہے۔ ہرنائی نس نے نواب خدابخش خالصا صاحب کو کونسل کا نائب صدر مقرر فرمایا ہے نواب ممدوم ایک دور اندیش و ہر میں اور ہمیں امید ہے کہ وہ ریاست کے کاروبار کو خوش پہلوی سے چلا میں گے مولانا حاجی سرجم بخش صاحب کی رہنمائی ہرنائی نس کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے ہمیں یقین ہے کہ مولانا ممدوم کے تجربہ و تجربہ سے ریاست پورا نامہ اٹھائی رہیگی۔ ریاست ستر کی حکمرانی اب بہ نسبت سابقہ کی قدر و شمار ہو گئی ہے لیکن ہرنائی نس کے حسن و قابلیت سے توقع ہے کہ وہ اپنی ریاست کو نہایت اعلیٰ پایہ پر چلائیں گے اور اسے دوسری ریاستوں کیلئے ایک نمونہ کی ریاست بنادیں گے امریکہ کی خوبی تہذیب

رومی زمین پر صرف اصطلاح متحدہ امریکہ ہی ایک کیا ملک ہے جہاں زندہ انسانوں کو آگ کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء تک ۲۲ حبشی عام مجبوں میں زندہ جلادے گئے ۲۲ میں ۶۰ شخص اس مصلوب ہوئے اندازہ لگایا جاتا ہے کہ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء تک ۳۴۹۶ حبشیوں کو زندہ جلادیا گیا جن جرائم میں یہ سزائیں دی گئی ہیں انکی تفصیل حسب ذیل ہے،

قتل ۱۲۹۷ زنا بالجبر ۵۹۱ عورتوں پر حملے ۲۶۳ مختلف آفات کے خلاف جرائم ۳۶۴ جائداد کی تعلق جرائم ۳۳۴ متفرق جرائم ۱۸۴ گناہ ۱۸۴۔ چند حبشیوں کو محض اس لئے اس سزا کا مستوجب قرار دیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک سفید لڑکے کیلئے راستہ نہیں ہٹا وہ کسی نیک کے ممبر ہیں یا انہوں نے کسی سفید آدمی کی ٹوٹر

کی ہے ایسے مقتولوں کی تعداد ۸۳ ہے اب اس قسم بدکارانہ کر نیکی لئے ایک مسودہ قانون پیش کیا جاتا ہے امریکہ میں یہ انسانیت کش اور تہذیب سوز رسم مدتوں سے جاری ہے لیکن انہوں نے اس سے پہلے کہی اس کے انداد کی طرف توجہ نہیں کی گئی،

## الالبان امرتسر کی دور اندیشی

فتنہ ارتداد کے دوزخ کی آگ تے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل کر ہندو مسلم اتحاد کے خرم پر جو بجلی گر پڑی ہے ناظرین اس سے خوب واقف ہیں۔ امرتسر میں بعض شہیدہ سروں کی شہرہ کی سے یہ آگ یہاں تک مشتعل ہو گئی تھی کہ خون کی ندیاں بہنے لگیں کسی گہڑی کا انتظار تھا۔ اس نازک حالت کو دیکھ کر مشہور صاحبہ بی کشر بہادر ہندوستان نامہ نگاروں کا ایک عام جلسہ ۹۔ اپریل کو شام پانچ بجے ٹاؤن ہال امرتسر میں منعقد ہوا اہل کچھ کچھ پیر اور اہل سیک بہادر گو بالفس کی صدارت جلسہ کا افتتاح ہوا۔ کامل دو گنتی کے تدبیر و تدفین کے بعد قرار پایا کہ فتنہ ستر کے عواقب و نتائج پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائے جائے۔ جلسہ بند دستے اشتغال انگیز الفاظ کہتی ہوئے بازاروں میں چکر نہ لگائیں۔ بائیکاٹ اور شہرہ بازی کو ایک عرصہ تک روک دیا جائے، اور کوشش کی جائے کہ امرتسر کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات برادرانہ ہو جائیں،

## احمدی جماعت کے اعلانات

فتنہ ارتداد سے متعلق احمدی جماعت کی مساعی منکرو ہوئی ہیں اس خدمت سے انہوں نے عوام میں بد و لغز پھیلانے کی بجائے ہمارے پاس ان کے تین اعلان بغرض اندراج القریش آئے گھر بے وقت افسوس ہے کہ اس وقت گنجائش نہیں،

اعلانات فتنہ میں کہ ہزار ہزار روپے یہ جماعت اس وقت تک جمع کر چکی ہے اور سارا ہے تین سو مجاہدین زندگی وقف کر چکی ہیں آزاد فرتشی صاحب نے سری نگر کشمیر میں تحفظ نماز و ستر مستورات کے نام سے ایک انجمن قائم کی ہے۔ امید ہے کہ مسلمان ساری نگر اس کا خیر میں مولوی صاحب کی حوصلہ افزائی کر نیکی، اطمینان جن احباب کا سالانہ چندہ اس چرچے کے ساتھ ختم ہوتا ہی سنی کارسار ان کی خدمتیں دتی جاتی حاضر ہوگا۔

حضور نظام توجہ فرمائیں۔ اس عنوان کا پہلا آئینہ درج ہوگا

# یارِ آن قریش

اقوام عالم کی قابل رشک ترقی اور ترقی بخیر سی

ہماری برادری پر جود و سکوت کی حالت طاری ہے اپنی فلاح و ترقی اور شیرانہ ہندی کا خیال ہمیں کبھی بہولے سے ہی نہیں آتا لیکن دنیا کی دوسری برادریاں اوج اقبال کی طرف اس قدر پابجولان ہیں کہ چشم بصیرت سے دیکھنے والے محو حیرت ہیں تمثیلاً بعض برادریوں کے مشاغل درج ذیل کوئی جاتے ہیں،

براجپوت بورڈنگ ہوس ایک جنوں میں موجود ہے جو وسیع بنیان پر ہے، راجپوت برادری ایک بورڈنگ اپنا لاہور میں بھی قائم کرنا چاہتی ہے جس نے ریاست سرسوتر نامین ضلع گورگاؤں اضلع دہلی سے اب تک ۳۵۵ روپے جمع کر لئے ہیں اور وہ برابر اپنا دورہ کر رہے ہیں

ارورٹنس سہا لاہور کی آمدنی ماہ فردی مسئلہ میں مختلف حالات میں ۷۴۲ روپے مہی مارچ کے ابتدائی پانچ یوم کی آمدنی ۱۴۴ روپے ہو اس برادری نے ارورٹنس ٹنگ بھی لاہور میں کھولنے کا ارادہ کیا ہے ۲۵ روپہ فی حصہ کے حساب سے ۵ لاکھ کا سرمایہ مشترک کیا گیا ہے

کھنڈھری سہا دہلی کی مالی مشکلات کا جب رائی بہادر لال سرتی رام رئیس دہلی کو علم ہوا تو آپ نے ۶ ہزار روپہ نقد عطا فرمایا۔

ارورٹنس برادری کی شادی کی تقریبات پر قومی اغراض کو فراموش نہیں کیا جانا فردی کے آخری ہفتہ میں اس برادری کو تین شادیوں میں علی الترتیب پچاس پچاس اور ایک سو پانچ کے عطیہ جاتی قومی کانفرنسوں اور قومی اخبارات کو دئے گئے ہیں۔

مسلمان راجپوت برادری کی بہترین خدمات انجام دے رہے ہیں اسلام راجپوت ہائی سکول کلاؤڈ اور اخبار مسلم راجپوت کیلئے ایک وفد جس میں رؤسا اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مشہور ای اے سی شامل ہیں قومی جلسہ اضکی نکین کیلئے دورہ کر رہے ہیں پورا اور لکھنؤ کے دور رسالوں نمبر ۱۴ وہاں کے ملازموں نے ایک ایک ماہ کی تنخواہ کا وعدہ کیلئے اور پہلی قسط ادا بھی کر دی ہے۔ اب یہ وفد ضلع جالندھر کا دورہ

کر رہے ہیں اخبار مسلم راجپوت کے لئے خان دودراخان صاحب آنریری سول جج راجہ عبدالرحیم خالفا صاحب راجہ محمد ولایت خالفا صاحب (جنوں) اور دیگر بہت سی ہمدرد اصحاب نے نہ صرف اپنے مقرر کردہ خریدار دینی تعداد پوری کی ہے بلکہ زائد خریداری دئے ہیں علاوہ ان کے امریکہ کے مسلم راجپوتوں نے مسند جہیزیل روپیہ ارسال کیا ہے، مرکزی خلافت کمیٹی اور کلاؤڈ مسلم راجپوت ہائی سکول کو ایک ایک ہزار جامد ملیہ اسلامیہ علیگندہ اور متعلقین مولانا ظفر علی خان راجپوت ایڈیٹر اخبار زمیندار کے لئے پانچ پانچ سولہ سو سید حسین صاحب سابق ایڈیٹر اخبار پنڈت ادا کوکب وہ کمیون فورینا آئے تھے تین سو روپیہ، مسلم راجپوت ہند کا سالانہ اجلاس ۳ مارچ یکم اپریل کو بھارت کلاؤڈ لکھنؤ کو اب حاجی حافظ احمد سعید خالفا صاحب سی آئی اے جہت ری ضلع ملتان شہر ہوا۔ اسلامیہ کالج لاہور کے راجپوت طلبہ نے انٹر کالجٹ مسلم راجپوت سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے نام سے قائم کی ہے ضلع دہلی کے بارہ دیہات کے مسلمان راجپوتوں نے ہم راجپوت کھنڈھریاں کے مسلم راجپوت ہائی سکول کلاؤڈ کی امداد کیلئے ہر سال اپنی آمدنی کا بارہواں حصہ یکمشت یا قسط وار دیا کریں گے

ہندو جاتوں کی طرف سے کئی اخبارات ناگریہ اور اردو میں جاری ہیں ضلع دہلی میں دو ان کے ہائی سکول ہیں ایک سکول پر فوجیوں کی طرف سے جو دفعہ طلبہ کو دئے جاتے ہیں انکی تعداد ۱۴

کشمیری پنڈتوں کی برادری بھی اپریل میں ایک رسالہ بنام کشمیری پنڈت سیکرین اعلیٰ ایڈیٹر پر جاری کر رہی ہے جس میں بات ٹون نقد میں بھی ہوئی اور جس کے ایڈیٹر کا تعداد دفعہ درجن کے قریب بیان کی جاتی ہے

برہمن سمجھا لاہور کا سالانہ جلسہ اپریل میں بمقام ناہور ہونے والا ہے راجہ زین الدین ناہر ایم اے استقبالیہ کمیٹی کے صدر قرار پائے ہیں

## شکریہ ادا

مناؤ منڈ ایڈیٹر کی حریف اور خطرناک ہجاری کی نہ پانچ جن اصحاب نے انبار ہمدردی سنہ مایہ انکی برادر نواسہ بعد اقل ناگریہ

فرعون بے عون کی غرقابی کا قرآن کریم شاہد ہے، وہ بارخ  
دنیا سے بے نیل مرام اٹھا اور دیائے نیل کی خوں خوار موجوں کے سپر  
کر دیا گیا اس لئے اس کے مقبرہ کا خیال ہی نہیں کیا جاسکتا۔ یہہ  
تخیلات عالم تھا جو اخبارات سے اقتباس کر کے شائع کر دیا گیا۔  
امید ہے کہ مستفسر احباب کی تسلی ہو جائیگی۔

### صاحب ثروت احباب

ہماری ایک قریشی بہائی شوشے تقدیر سے گردن نما نہیں ہو کر اس  
قدر تہرہ پست ہو گئی ہیں کہ جائداد و املاک وغیرہ میں کرپے پرپی آسٹو  
حال نہیں ہوئے کثیر قسم کے سود کا بوجھ ناقابل برداشت ہے آپ  
بفضل خدا ایک قابل عالم ہیں۔ تبلیغ و اشاعت کی بہترین خدمات میں  
انہوں نے عمر کا بہت بڑا حصہ صرف کیا ہے، پابند صوم و صلوة اور  
نہایت شریف مزاج۔ لیکن مالی کمزوری نے سخت پریشان کر رکھا ہے  
آپ کی خواہش ہے کہ کوئی مسئول بیانی جائداد کی کفالت پر جو ایک بڑے  
شہر کے موزن موقع پر واقع ہے کچھ قرض عطا کریں اور سود کی دھتہ  
سے بچا کر عذاشرہ ماحور ہوں اگر کوئی صاحب ثروت بہائی انکی اس سنا  
اور درجی خویش کو پورا کر کے انکی اس اڑے وقت میں امداد کر دیں  
تو موجب ثواب دارین ہوگا۔ مشار علیہ اپنا نام مشہر نہیں کرنا چاہتا  
جو صاحب ہمدردی کرنا چاہیں وہ دفتر القریش سے خط و کتابت  
کر کے حالات سے واقفیت حاصل کر سکتے ہیں،

### انجمن قریشیان ہند

۸۔ اپریل۔ ۱۰ بجے شام دفتر رسالہ القریش میں ایڈیٹر حکیم  
میر جلال صاحب انجمن کا جلسہ عام منعقد ہوا حاضری کافی تھی مقامی  
و دیگر نجات کے مہربان بکثرت تشریف فرما تھے۔ فتنہ امداد سے متعلق بہت  
دیر تک گفتگو ہوئی رہی۔ سکرٹری صاحب نے انجمن قریشی گوجرانوالہ  
کی کارگزاری کا ذکر کرتے ہوئے برآمدان گوجرانوالہ کے قومی احساس کی  
ترویج کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مرکزی انجمن نے یہ اطلاع پا کر کہ  
امسال گوجرانوالہ میں دہائی کی انجمن سالانہ اجلاس انعقاد کر سکی  
ہے اپنا اجلاس اس خیال سے کہ دونوں جلسے بے رونق نہ رہیں دو ایک  
ہی سٹیج پر قریبی بہتری پر مبادلہ خیال کرنا زیادہ مفید ہوگا اپنا  
اجلاس ملتوی کر دیا تاکہ ماضوس کہ اسٹریکٹ لقطعات گذر گئیں  
اور مرکزی انجمن کا اجلاس بھی رہ گیا۔ ضرورت ہے کہ انجمن قریش  
گوجرانوالہ فوری توجہ کرے،

محترم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر قورنادیاں کے ہم خصوصیت سے ممنون  
احسان ہیں۔ جنہوں نے خبر باتے ہی ایک قیمتی اور نہایت ہی مفید  
سرمد کی ترسیل سے اخوت اسلامی کا ثبوت دیا اور اس نازک اور پریشان  
حالی میں ہراسنا ہمدردی کی اس سرمد کو رنے خدا کے فضل سے نئی افق  
دہی اثر کیا جو نیم جان کے لئے آب حیات کو کرنا چاہیے الحمد للہ کہ کدوں  
کی تیزی جاتی رہی اگر پڑ بالوں کا ازالہ ہو گیا تو زہی لصب، دل جاہتا  
ہے کہ شیخ صاحب کا ایک دفعہ شکریہ ادا کروں کیونکہ انکی بروقت امداد نے  
فی الحال تو میری زندگی کی تلخ گہرائیاں کاٹ دیں اخذ اند کریم جزائے  
خیر دے آمین!

### ایک عرض

میری طویل علالت و پریشانی سے القریش اصلی حالت سے  
بہت گر گیا اس کا مجھ دلی قلق و اضطراب ہے الحمد للہ کہ ہفتہ عشرہ  
سے طبیعت بخیر ہے اور اگر فضل ایزدی شامل حال رہا ہمدردی کا  
کالتقادوم نہوا تو انا داسہ سے کرسا بہتر سے بہترین صورت  
میں بجا بیگا چنا چناظرین کرام آج ہی کی اشاعت میں ترب  
و تنظیم مضامین میں شاندار تبدیلیاں پائیں گے جو خوش آمدید قبول  
کامیاب خیمہ میں امید ہے کہ یہی خواہاں رسالہ موزن مذاہن قوم ترقی  
اشاعت کی امداد سے ہمیں شکر گزاری کا موقع دیں گے اور فکری مناویز  
اصلاحی و قومی مضامین کی ترسیل ہماری اعانت کے علاوہ  
افراد قوم کو اپنے قیمتی خیالات سے مستفید ہونیکا موقع دیں گے۔  
ایک غلط فہمی کا ازالہ

القریش کی پہلی اشاعت میں عجائبات مصر کے تحت "فرعون کا  
مقبرہ" کے عنوان سے کچھ واقعات جو اصل میں اخبارات کا اقتباس  
تھا شائع ہوئے ہیں،

مضون کے اخیر میں یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ یہ مقبرہ نہیں بلکہ  
بناہ گزیر کی عمارت ہے، لیکن ہماری بعض ناظرین اس مضون کے  
عنوان ہی سے ایسے پریشان ہوئے کہ انہیں مضون کا باقی حصہ  
دیکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا اس کی متعلق کئی خطوط موصول ہو چکے ہیں  
اکثر مقامی ناظرین زبانی دریافت کرنے کے لئے تشریف فرامی کی زحمت  
اٹھا چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ احباب کو مضامین بغور پڑھنی اور  
اس کے نتیجہ پر پہنچنے کا شوق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہماری درد  
سری کا بہترین نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔

### انجمن تیسرین گوجرانوالہ

۲۴ دسمبر کی رپورٹ مارچ کے القریش میں شائع ہو چکی سکرٹری صاحبہ ایک مراسلہ سے معلوم ہوا تھا کہ انجمن مذکورہ الیٹری کی قطعیت میں انعقاد جلسہ کی تجویزیں کر رہی ہے بلکہ رپورٹ ماسبق سے یہ معلوم ہوا تھا کہ اطلاعی مراسلات کی طبعاً دعوہ کے لئے اس سہ کی رقم منظور ہو چکی ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ منتظمین کیوں خاموش ہیں۔ دفتر جمیٹف سے اس بارہ میں کوئی مزید اطلاع موصول نہیں ہوئی خدا کرے مانع بیز یوں۔

نمونہ کے پرچے جن برادران کی خدمتیں انکی خواہش کے موافق القریش نمونہ حاضر ہو تھی وہ ہر رانی کر کے بوالہی ٹکٹ شای عاریہ سے

شیخ احمد بن صاحب نے کہا کہ سال گذر گیا دوس ہے کہ کئی انجمن کے بعض اراکین نے خلاف توقع سخت غفلت دے کر قرانی سے کام لیا ہے۔ انجمن نے اسان کوئی نمایاں کام نہیں کیا اس لئے مناسب ہے کہ انتخاب جدید نہایت غور و خوض اور فکر و تدبر سے عمل میں لایا جاوے اس پر بڑی دیر تک معقولیت کے ساتھ بحث ہوتی رہی۔ بالآخر فیصلہ ہوا کہ نایب صدر کی دوسری خانی شدہ جگہ پر کی جائے اور موجودہ اگر نمبر چونکہ کام سے ناواقفیت کے باعث خلاف قانون کام ہو جائے ہیں۔ اس لئے اسے علیحدہ کر کے یہ کام کئی قبل اور اہل کے سپرد کیا جائے اس کے لئے آئندہ کمیٹی کی تاریخ ۲۴ اپریل مقرر ہوئی۔ جلسہ بخیر و خوبی برخواست ہوا۔

## تسلو دکن

### بیگار موقوف

مخفرت نظام دکن نے اپنی سالگرہ پیدائش کی تقویہ پر اعلان کیا ہے کہ آئندہ عیدین، نوروز اور سالگرہ تخت نشینی کی تقاریب پر نذریں پیش کرنا حاکم موقوف کیا جاتا ہے اس کے علاوہ حضور مدوح کے ایک اور مفید اعلان فرمایا ہے جو یہ ہے کہ آئندہ ممالک خرو نظام میں بیگار کا نام دشن ہی نہیں رہنا چاہی آپ نے فرمایا کہ اسے رعایا کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور حکم دیا ہے کہ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کر لیا وہ مستوجب سزا سمجھا جائیگا،

غوا کیلئے جن کے ساتھ حکام بعض اوقات چوہالوں سے بھی زیادہ ذلیل سلوک روا کرتے ہیں یہ حکم آئندہ رحمتہ سے کم نہ ہوگا۔ اور دیگر ریاستیں ہندوستان بھر ریاست کشمیر کو بھی اس بارہ میں ریاست حیدرآباد کی پیروی کرنی چاہیے۔ بیگار کا طریقہ عہد تحش کی ایک نسل یا دگا رہو اور کسی دشمن خیال و خیر خواہ رعایا یا حیدرآباد کو ایکی آئندہ اجازت نہیں دینی چاہیے،

### مسئلہ واپسی برار

سر علی امام حیدرآباد پہنچ گئے اور استر داد بزار کے مساکمیتان بعض ضروری مسائل کی کمیٹی کر کے آغاز کار کی طرح واپس آگئے، مقررہ مقام رہبر دکن وادی ہے کہ اس کام کی انجام دہی کے لئے سر موصوف ریاست سے ۳۵ ہزار روپے مانگنا سادہ و سادہ

### شہر یار دکن کی سادگی

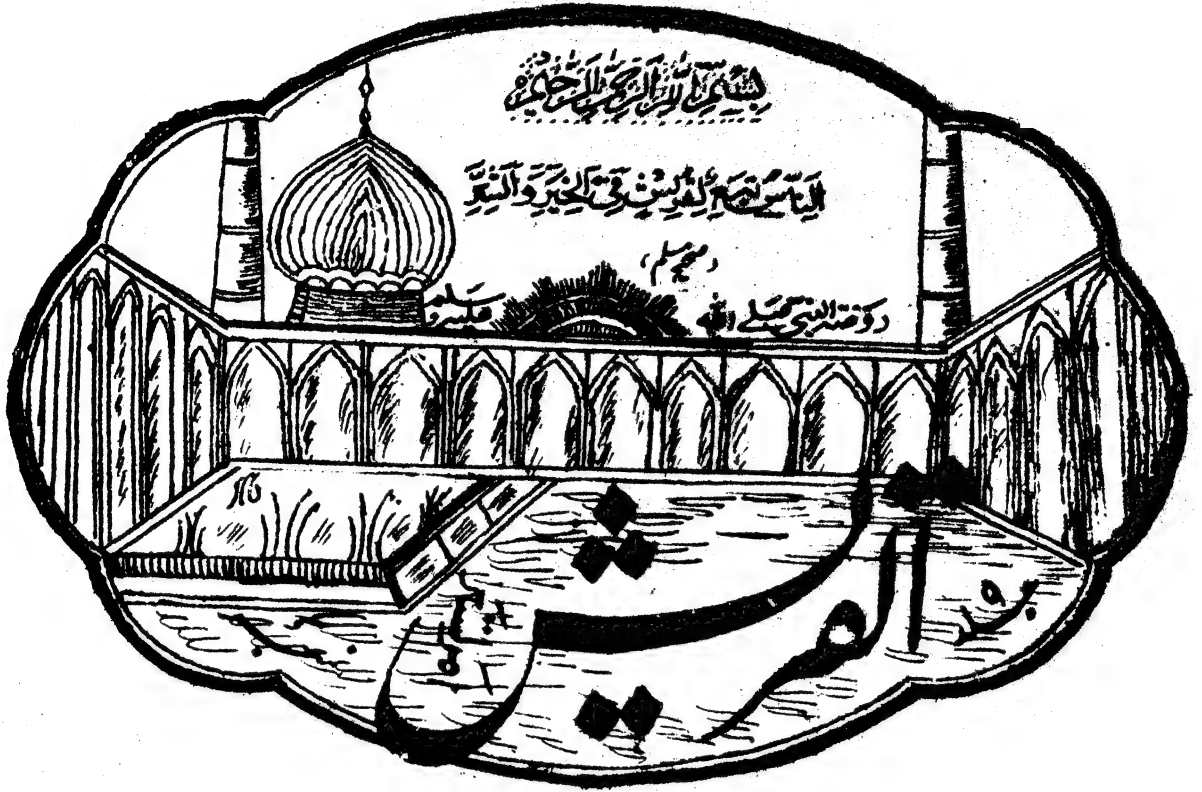
سر سید نبالی سنگ نے ہزار گز الفڈ مانی ش میر عثمان علی خاں بہادر کے حالات "تاؤدن ریلو" میں شائع کئی ہیں بقول مشر موصوف شہر یار دکن کی زندگی کا نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ وہ ایک کروڑ تیس لاکھ باشندوں کے تاجدار ہونیکے باوصف نہایت سادہ لباس زیب تن فرماتے ہیں آپ گنگ کوٹھی میں رہتے ہیں جو سرکاری دفاتر و سرشتا کی کوٹھڑیوں سے محض سرفا صہ پر واقع ہے مشر نبالی سنگ کہتے ہیں کہ جب ان کو حضور کی خدمتیں پیش کیا گیا تو وہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ حضور جو لباس اس وقت زیب تن کئے ہوئے تھے انکی قیمت دس روپیہ سے زیادہ نہ تھی،

ایک دفعہ ایک دہادی نے حضور مدوح کی خدمتیں عرض کی کہ آپ لباس فاخرہ زیب تن فرمائیں آپ نے جواب میں فرمایا کہ محمد (رسول) صلی علیہ وسلم مجھ سے بہت ثریے تھے لیکن وہ میری نسبت زیادہ سادہ لباس پہنتے تھے،

یہ جواب ایسا ہے کہ آج تمام ہندوستانیوں کو چراغ راہ بنانا چاہیے بدقتی سے سادگی رخصت ہوتی جاتی ہے اور آراکشی و زیبائش اسکی جگہ لے رہی ہے مسلمانوں کے لئے یہ طریق عمل کس قدر نقصان دہ ہے یہ انہیں افسوس ہے اور اگر کسی قوم کو اس زمانہ میں خدمت نظام کی پیروی کی ضرورت ہو تو وہ مسلمانوں کی قوم ہے،

مشر نبالی دکن شہر یار دکن کی سادگی

تاریخ اشاعت ہر انگریزی مہینہ کی ۱۶



## ایک اسلامی تعلیمی قومی اور اصلاحی رسالہ

جو

افراد قوم میں یکتاد و اتفاق اور محبت و موافقت کا رشتہ قائم کرنے اور نوجوانانِ قوم کو صبر و استقلال، فیاضی و تابعداری، صلہ رحمی و ایثار لفظی، محنت و جفاکشی، احسان و مروت، خاندان کی عزت و مہمان نوازی کا سبق دینی اور سوسائٹی و نتیجہ سے بچنے کی تلقین کرنے کیلئے

بپائندی و رونق منزلِ اُمر سے ماہوار شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر  
محمد علی رونق پتی

مترجم و مرتب لائے نزلِ عزت سے لائے متوسط احباب کے نمبر بہ طلبہ اسی عمر فی چارپہ





# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ المشرق جلد نمبر ۱

## شورشِ امروزیں ابدیتِ فردا کے

مسلم درناؤ بھت تکلیف کی پروا نہ کر ،  
 بڑھکے آتیلغ کے میدان میں مردانہ وار  
 آج کی ہے آج کے ہمراہ گل کی گل کے ساتھ  
 ہند میں ہی سیتا دیندوسلم ضرور ،  
 بال کھربھی جواد حق و صداقت کے نہ ہٹ  
 اختلاف باہمی کو چھوڑ کر ہو مٹھت  
 ماں انہیں پھولوں سی اکدن آئیگی بوٹی و نا  
 قابلِ تقدیر ہو کر مائل ندبیر ہو ،  
 گامزن میدان جد و جہد آزادی میں ہو  
 خود پہ چاہیں گے آزادی کی مشق کے بال  
 بوش میں آکر کبھی آتش زن خم نہ ہو  
 گردش گردوں سی آزادی کی خواہش ہو اگر  
 ہی اگر خواہش صول عقل کامل کی افق

وقت ہے اب احسان ہمت مردانہ کر  
 کچھ خیال سٹھان ملت بھٹانہ کر  
 نیشور شیں امروزیں ابدیتِ فردا کے  
 میں نہیں کہنا کہ غیر قوم سے اپکانہ کر  
 جس سے جو کسم پسم نہ ہنہ کام صدانہ کر  
 آج مشق میں آکر سالی مہمانہ کر  
 سیرشن لوہہ ٹھن سبزہ بیگانہ کر  
 جھول کر ہی تو زمانہ کا گلہ شکوانہ کر  
 بزدلی سی اپنا لکھتے قوم کو مسلمانہ کر  
 سینہ صد چاک سے کیسویں اس کے شانہ کر  
 پہلے تو پیدا کوئی کشت تل میں دانہ کر  
 بزم سے موقوف دوسرا غو و پیمانہ کر  
 آپ کو اس گیسو دل تار کا تو دیوانہ کر



# اشتات

## کیا آوان "قریشی" ہیں؟

معاصر مسلم راجپوت "میں ایک صاحب" کیا آوان اور کہو کہ راجپوت ہیں، کے تحت تاریخی بحث کرتے ہوئے لکھتی ہیں۔ کہ آوان ہرگز راجپوت نہیں ہیں، نہ وہ راجپوتی کے مدعی ہیں۔ نہ ان کا رشتہ رابطہ راجپوتوں سے ہے نہ ان کے رسم و رواج کے تابع ہیں، یہ لحاظ اسلامی برادری کے وہ ایک شریف قوم ہے اور پابندی شرع میں قابل تعظیم۔ لیکن یہاں سبب نسب کا ہے ان کی کتابوں میں جو زمانہ حال کی تصدیق نہیں لکھا ہے کہ ایک قطب شاہ بزرگ حضرت علی کی نسل غیر فاطمہ سے بعد ادیں رہتا تھا اس کے دو پسرخٹے، ایک عبدالعزیز، اور دوسرا ناصر عبدالعزیز سے آوان پیدا ہوئے، ناصر منہد کہو کہ راجپوتوں کے گہرا لایا گیا اس کی اولاد کہو کہوں میں شامل ہو گئی اور اب ناقابل شناخت ہے اس واقعہ کی قبیہ عقل سلیم تائید نہیں کر سکتی، ویسے ہی کوئی تاریخی شہادت بھی موجود نہیں ہے، ازبانی سچے لب جو مجھے سنایا گیا۔ اس میں قطب شاہ کی بہت سی بیٹیاں بیان کی گئی ہیں مثلاً کدکن، دھڈکن، گودنرا وغیرہ لیکن میری تاریخی تحقیقات یہ ہیں کہ آوان ترکوں کی اولاد ہیں، ایک زمانہ میں وہاں ہندو ساگر مع مضافات ترکوں کے قبضہ میں آ گیا تھا اور انکی ہندو عورتوں سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ آوان ہیں، جیسے گنکھڑا، رانیو کی اولاد ہیں، جو تیکہ بہ دو توفو میں ہندوؤں میں غیرت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ اس لئے جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو یہ ان کے ساتھ مل گئی، غلطیاً آوان ان کو مسلمانوں نے دیا ہے جو سب سے پہلے یہ کہہ کر دگی حضرت مہلب سندھ پر

حملہ آور ہوئے، آوان کے معنی مدگار کے ہیں اور گجرات میں ان کو سر نیڈی کہتے ہیں، تمام سیاسیات اس واقعہ کی تائید کرتے ہیں۔ چونکہ مسلمانوں میں تبدیل قومیت کا رواج عرصہ سے جاری ہے اور افغان بادشاہوں کے زمانہ میں پرانے مسلمانوں کی نو مسلموں کی نسبت زیادہ عزت کی جاتی تھی اس لئے یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور آوان کا دی کے علاقہ میں بھٹی، کہو کہ دھونڈ وغیرہ، جتنی راجپوت قومیں آباد ہیں وہ سب اپنا مورثا اسے قطب شاہ کو بیان کرتے ہیں۔

یہ سنا د پہلے بھی کئی دفعہ ان کا ملوں میں زیر بحث آیا لیکن اجاب کی بے التفاتی سے تکمیل پذیر ہوا۔ "آوان" ہندوستان کی مغز قوموں میں شمار ہوتی ہے مگر اس کی صحیح نسب تصدیق منور نہیں ہوئی جو معیوب سی بات ہے، ضرورت ہے کہ "آوان" پر خصوصاً اور سر نسبی اجاب عموماً ادھر متوجہ ہوں، امید ہے مولانا فرحتی و دیگر تاریخ دان بزرگ تاریخی نکتہ نگاہ سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں گے،

**اجمن قریشیان ہند**

برصغیر میں نصف اجلاس عام منعقد ۸۔ اپریل آج ۲۲ اپریل کو حکیم مولوی نور محمد صاحب کی صدارت میں انہی کے مکان پر ٹھیک ۲ بجے کارروائی شروع ہوئی، آج حاضرین کی تعداد گزشتہ کمیٹی سے زیادہ تھی، سابقہ کمیٹی کی کارروائی پڑھی گئی جو تصدیق ہوئی، منشی محمد سید احمد نے گزشتہ کمیٹی کو بیعت نامہ ثابت کرنیکی بے سود کوشش کی، جناب صدر نے انہوں کے ساتھ اراکین انجمن کی غفلت و بے پروائی کا ذکر کیا اور کہا کہ قومی خدمات میں اس قدر سستی و کاہلی انہوں سے بات ہے لہذا ضرورت ہے کہ حسب قرارداد اجلاس منعقد ۸۔ اپریل سالانہ انتخاب کیا جائے اور ایسی لوگوں ہی ذمہ داری کا کام لے لیا جائے جنہیں اپنے فرائض کا احساس ہو، اور جلدی گاڑی کے آگے روڑا اٹکانے کا باعث



الزمام ہوگا۔ فتنہ ارتداد اور مخالفان اسلام کی موجودہ شدت کے زمانہ میں اس ضرورت کا احساس الٰہکین انجمن کی دوراندیشی پر دال ہے،

احمد دین صاحب بٹ (کشمیری) رئیس گوجرانوالہ نے جن کے دل میں اسلامی ہمیشہ سے لہریں لیتا رہے ہماری بیداری پر نہایت خوش ہوئے اور چلہ میں شریک ہو کر پانچ سو روپے کا گرانقدر عطیہ عطا کیا۔  
منفق حسن صدیقی آئری جرنل سکریٹری

### غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے "بلیکسٹ" کی مسجد میں ایک تقریر

کے دوران میں فرمایا کہ مسلمانوں کی مسجدیں محض اداۓ نماز کی نہیں سیاست اسلام نے مسجدوں کو دارالافتاء بنی "قرار دیا ہے کیونکہ قوم ہر طبقہ کے اندر او کو یہاں پانچ وقت جمع ہونے کا موقع ملتا ہے۔ مسلمانوں کی بہتری اور اپنے اخلاق کے اسباب پر غور و فکر کرنے کا قدرتی موقع ملتا ہے لیکن بڑی مشکل یہ پیدا ہو گئی ہے کہ مسجدوں میں ہر طبقہ کے مسلمان اب جمع نہیں ہوتے۔ ایک مخصوص طبقہ ہے جس سے مسجدوں کی رونق قائم ہے، امراء اور رؤسا میں بہت کم ایسے ہیں جو مسجد کی طرف رنج کرتے ہیں، اور انہیں جو نماز پڑھتے ہیں وہ بہت خرف اپنے گہروں کو بچھتے ہیں اور جو نہیں پڑھتے وہ شام کی وقت کلب گہروں کو آباد کرتے ہیں، مسلمان اپنے ہندو برادران کی صبح خیزی اور ان کی مدد و افزاد محفلوں پر رشک کرتے ہیں لیکن جو مواقع دن کو پھر میں مل جھٹے اور تبادلہ خیالات کے حاصل میں افسوس ہے کہ وہ اس سے مستغنی نہیں ہوتے،

القریش کے تازہ چپ میں ہم نے جب دیکھا کہ آپ حضرت ہمارے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے اپنا جہ ملٹری کریں اور ہم اندیکس کر آپ کو اطلاع دے دیے اور سالانہ جلسہ کر لیں، تو ہماری خجالت اور کوریجی کو کوئی حسد نہ رہی، لیکن میرے کرم میں آپ کی خدمت میں نہایت ادب لیکن زور سے احتجاج کر دینا کہ آپ یہ لگان اپنے دل میں کبھی نہ لادیں کہ ہم نے اسچا آپ کو آپ کی سمولیت سے مستغنی سمجھا، حاشا وکلام تو کسی رہنما کے کلمات اور نصائح کے لئے اظہار اعطش پکار رہے ہیں تو پہلا ہم آپ کی ذات سے بے پروا ہو گئی ہیں ۴۔ اس خیال استحال است و جہوں، (منفق حسن)

آپ کے خیالات قابل قدر اور لائق عمل، اشتراک عمل اسی کو کہتے ہیں اور اسی میں قومی ترقی کا راز مضمر ہے یائے خود ذریعہ اینٹ کی مسجد بنانے والے کبھی فلاح نہیں پاتے، اور مجمع و اجتماع کے ساتھ شاہراہ ترقی پر گامزن ہونوالے ضرور منزل مقصود پاتے ہیں، اور یہی قومی جمود کی بہترین دوا ہے، خدا کرے کہ ہم کو آپ سے اور آپ کو ہم سے مستغنی نہ ہو سکا، موقع نہ آئے، ایک تقریر

ہندو و نفع غیر مسلم۔ "نامسلمان" "مشرک" "کافر" اور "مرتد" کے خلاف ایچی ٹیشن کی دہکی دیتے ہیں، انہیں ان الفاظ میں سو کوئی بھی پسند نہیں، ان کے خیال میں ان الفاظ پچھتہ و قوم کی تہلیل و توہین ہوتی ہے، چونکہ اسلامی اصطلاح میں "مشرک" وہ ہے جو اور چیزوں کو خدا کا شریک بنائے یا بت پرست ہو، کافر وہ ہے جو توحید کامل سے منکر ہو غیر مسلم یا نامسلم وہ ہے جو مسلمان نہ ہو، اسی طرح "مرتد" وہ ہے جو اسلام سے منحرف ہو جائے، چونکہ ہندوؤں کو ان تمام الفاظ پر اقرار ہی نہیں، لہذا معاشرہ وکیل "ہندوؤں کو ان توہین آمیز الفاظ سے بچنے کیلئے نہایت معقول مشورہ دیتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ "وہ کافر و شرک کو مہذب کے لئے خیر و نیکہ ہیں، ایک خدا کو مانیں، توحید کامل کو قبول کریں، بت پرستی ترک کریں، خدا کو کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور اسی ذات واحد کو عبادت کے لائق سمجھیں، اور اسی کی عبادت صحیح طریق پر کریں، جب یہ تمام باتیں حاصل ہو جائیں گی تو مشرک و کافر اور غیر مسلم کے الفاظ خود بخود مفعود ہو جائیں گے، جب

الحکمہ قیادت قریشی برادران جالندھر جو برسوں سے خوب غریب میں محو و مستغرق تھے، بیدار ہو گئے، سلام ہوا ہے کہ جالندھر میں ایک انجمن قائم کی گئی ہے جس کے افتتاحی اجلاس میں دو انڈیائی سونے قریب چند جمع ہوا ہے، برادران جالندھر کی خودی بیداری اس بات کی بین دلیل ہے کہ ان میں کوئی معجزہ یا تجربہ کار ماہرہ کام کر رہا ہے قانون انجمن وضع ہوا ہے جو عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوگا، قریشیان جالندھر کا یہ احساس قابل تریف ہے

انجمن سرتلیان ہند امرتسر میں ایک سکول کے جسراء کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے، اس سکول میں دیہی و طبی تعلیم کا بہترین

مک یہ چھوڑ دہ مسلمانوں کو معذور سمجھیں،

لئے کاغذ استعمال کرتے ہیں،

سیکھوں میں ایک گروہ "بیرا کالی" پیدا ہو گیا ہے، جو عدم تشدد کی پالیسی کا سخت مخالف ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ گروہ دو باغیانہ پرجوں کی بھی اشاعت کرتا ہے، کئی ایک وفادار گورنمنٹ ان کے ہاتھوں قتل بھی ہوئے ہیں،

"بنگالی" اور "جیبیہ" مدراس کے خیال میں وزارتوں کی جدید تقسیم کے باعث لاڈلہ ریڈنگ بڈنام ہو رہے ہیں اسٹھی کی پالیسی، از بدستہ گانگھر اور عہدوں کی تقسیم میں جانبداری سے ان کی شہرست پر دہہ آ رہا ہے ان کے خیال میں ہندوستان میں لاڈلہ موصوف نہ آئے تو ان کی مسئلہ نیکاحی کو بڑھ نہ لگتا،

پیسے اخبار کا ایک نامزد نگار مسلمانوں کو تجارت کا ایک پہلو بتاتے ہوئے بلیتوں اور چوہوں کی پرورش کا مشورہ دیتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ان کی کہانیاں کثیف اندہ بخش میں، مسلمانوں کے مشیر فاشا، اسد کام کی باتیں بتاتے ہیں بڑے غار ہیں، بڑی بودری اور ایسی سوچنی ہے، جس میں منفعت کم اور درد سر زیادہ ہو، کب باپ مرے اور کب بیل بانٹا جائے،

برہمن سپہا لاہور نے چند تجویزیں پاس کی ہیں، جن میں چند ایک یہ ہیں کہ بیاہ کے موقع پر سودیشی کپڑے کا استعمال، برات کیساتھ نہ باجا نہ آتش بازی نہ سوٹ نہ تماشہ پہلے ہی بند ہے، برات کے ہم سے زیادہ آدمی نہ ہوں، شادی بیوگاں جائز ہے، مرنے پر اکٹھ نہ ہوا، شراب، اس کی سخت ممانعت، ہندی بہانہ کی تعلیم لازمی، جو برہمن ان کی خلاف ورزی کرے گا۔ ایک سو روپیہ بطور تاوان دے، عدم ادائیگی برادرسی سے خارج کیا جائے، کیا مسلمانوں کی برادریاں بھی اپنی شادی غمی کی رسومات میں اصلاح کر سکیں، جن کے متعلق قرآن کریم کا حکم ہے،

جرمنی کی فحاکت اور اقتصادی مسکت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ جرمن اپنے مردوں کو دفن کرنے کے لئے تابوت اور کفن کے

چیدر آباؤ دکن کی ریاست بفضل خدا سرعت کے ساتھ قدم آگے بڑھا رہی ہے، دکن اصلاحات کا ایک دریا موجزن ہے، حال ہی میں دکن عورتوں کو قانونی امتحانات میں شریک ہونے کی اجازت ہو گئی ہے، انٹ، اسد تعالیٰ اعلم حضرت نرگراکھنڈ ہائی ٹس حضور نظام غلد اسد ملکہ کی شفیق رہنمائی میں ریاست اقتصادی، تعلیمی اور سیاسی غرض ہر پہلو سے شاندار ترقی کر گئی، حیدرآباد کی ریاست ہندوستان میں اول درجہ کی ریاست سمجھی جاتی ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ وہ ترقی کی شاہراہ پر سرعت گامزن ہو کر حقیقی معنی میں اول درجہ کی ریاست بن جائیگی،

صحیفہ دکن رادی ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تڑاد سے بچانے کے لئے دو غنیمتیں وغرہ کے ذریعہ امداد دینے کے مسئلہ پر سرکار علی غور فرما رہی ہے،

خان بہادر سید ہدی شاہ کی کوشش سے گوجرہ ہائی سکول کالج بنادیا گیا ہے، محکمہ تعلیم نے منظور کر لیا ہے، اسی میں باقاعدہ تعلیم جاری ہو جائیگی،

شہر دہلی نے اودہ ادکی خیرات سے ملک کی ان تمام قربانوں کو خاک میں ملا دیا، جلیاؤں کے شہداء، بیدروں کے قید و بند کے معائب کی تو میں کی، ملک کے اتحاد کو جو فون کی ندیاں بہانے ہی حاصل ہوا تھا حرص و آرز کے سمندر کی خونی موجوں میں بہا دیا۔ آہ لئے حلیب منفعت تراخانہ خراب ہو

جناب اجل آزاد اور انصاری وغرہ لاکھ مذہب کو اتحاد پر نڈا کر ان لوگوں سے امید و فامو سوم، یاد رہے کہ ہندوستان سو سال تک پہلو بدلنے کے قابل نہیں رہا۔ اور نہ یاران وطن کی مہربانیوں سے رہیگا،

آخر لشکر کے ہندوؤں نے دت کی تیاری کے بعد مسلمانوں پر حملہ کیا، مسلمانوں نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ اور اس پر یہ غلطی کی

آپ نے بڑا کر تین سو روپیہ ماہوار کر دیا ہے، علیم مسلم ہائی سکول کانپور کو پانچ ہزار روپیہ کھدار یک مشت دیئے اور پانچ سال تک پچاس کھدار ماہانہ بطور امداد عطا کرنے کی منظوری حضور نے صادر فرمائی ہے، انجن اسلام آباد اس (امرتسر) کے متعلقہ مدرسہ کے لئے بھی ایک سو روپیہ ماہوار کی امداد حضور ممدوح نے فرمائی ہے،

کہ مقدمات واپس لے لئے، اس سے نا عاقبت اندیشوں کے حوصلے بڑھ گئے، یہی وجہ ہے کہ ابھی تک سلسلہ واردات جاری ہے، اگلے دو کے مسلمان کے خون نہایا جاتا ہے، ۶ شام کو پھر چند رگجز مسلمانوں پر حملہ کر کے مجروح کیا جان بیان کیا جاتا ہے، اگر عمل اور نرمی کا یہی صلہ ہے تو مسلمان لیڈران کو اور کس جہکا دینا چاہیے، تاکہ ان کے ہندو بھائیوں کو کھیلے ہندوں مسلمانوں کو لوٹ لینے کا موقع مل جائے

محمد صغر گلزار ہندو رستم طراز ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے، کہ ہندوؤں کی مذہبی عمارتیں اور گھوٹالے سب مسلمانوں کے روپے سے بنائے جاتے ہیں یہ متعجب ہونیکی بات نہیں حقیقت یہی ہے، ہندو لوگوں کا سب سے بڑا بوجہ آڑھت ہے، اس آڑھت میں زیادہ حصہ زمین کی پیداوار کا ہے اور یہ زمین جسکی پیداوار پر آڑھت لی جاتی ہے، زیادہ تر مسلمان زمینداروں کے قبضے میں ہے، ہندوؤں کی زمینیں ہی مسلمان کاشت کاروں کی محنت سے کاشت ہوتی ہیں، جب یہ مسلمان اپنی پیداوار، شہروں کی منڈیاں میں فروخت کولتے ہیں، ہندو آڑھتی اس میں کم از کم ۲۰ فی صدی دہرم آڑھت اور گھوٹالہ منڈ کا وضع کر لیتے ہیں اور جاہل مسلمان زمینداروں کو اس کا مطلق علم نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہہ دیجئے کہ لالہ جی ۲ کی جگہ سر کاٹ لو یہ تو تنگ کام میں خرچ ہوتا ہے اس میں میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ ہر طرح مرنی روپیہ کی کاٹ کے سب سے دن بہر میں ہزاروں روپے ہندوؤں کی جیب میں چلے جاتے ہیں، جس کو وہ اپنے دہرم کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں،

”ذرا انصاف سے کہنا کہ لیٹرے مسلمان ہیں، یا ہندو ٹھگ ہیں“

## تقریظ تنقید

کی غرض سے جو کتابیں اور رسالے دفتر میں موصول ہوئیں ان پر انٹ و انتہا لے آئندہ ریویو کیا جائیگا،

خط و کتابت میں چٹ نمبر ضروری دینا چاہیے، میٹر

**غازی** اور پاشا کی موت، وحیات اب تک ایک معجزہ بنی رہی، ابنا آپ کی شہادت کی تردید ہوئی، لیکن ان کے نشان کے ایک خاص مرحلہ سے صاف عیاں ہو گیا ہے کہ غازی ممدوح واقعی دارالفا کو سدھار گئے، مسلمانوں کو آپ کی بوقت موت کا سخت رنج و الم ہے، خدا آپ کو غریق رحمت کرے،

کشفی شاہ صاحب نظامی رنگون سے لکھتے ہیں، مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہیے بغیر مسلم پر مسلم کا اعتبار کرنا خالی از خطر نہیں ہوتا۔ میدان سیاست میں ہندوؤں نے ہمارا ساتھ جس عیاری و مکاری سے دیا۔ اس آج کھیلے غلو پر بیخبل رہا ہے، مسلمانوں کی غفلت دے پر وہی اہل رحم ہے لہذا ضرورت ہے کہ خلافت منڈ کا روپیہ تبلیغ و اشاعت پر بے دریغ لگایا جاوے، اسلام کی حفاظت خدا کرنے والا ہے، لیکن ایک مسلمان کا بھی اس میں بہت بڑا حصہ ہے، خلافت اسلام سر دست ترکوں پر چوڑ دو، خدا ان کی مدد کرے گا۔ تم اپنے گھر کو سنہاؤ، اگر بارانِ اتحاد کی شرارتوں کی یہی گرم بازاری رہی حصولِ مہراج کے یہی میل و نہار ہے، تو سخت پیشانی ہوگی، تبلیغی رسائل و تبلیغی مدارس کا جسرا از بس مزدوری ہے، انسانی جمع خرچ کا وقت کیا اب عملی کام کرنے کا موقع ہے،

شہر یار دکن کی سرپرستی معلوم دفنوں اپنی نظیر نہیں رکھتی ہندوستان بھر کی اسلامی و ترمیمی کامیاب حضور کے رشتائے کرم سے فیض یاب ہو رہی ہیں، کچھ مدت ہوئی حضور ممدوح نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نام ایک قلیل رستم جاری کی تھی جس کو اب

# شرط زندگی

(از جناب میر غلام بیگ صاحب تیرنگ ترقی آتے)

تجربہ دہی مسلم! ہوا اپنے حال کا بھی کچھ نہ سمجھتا  
کونسی دولت کا تو وارث بنا اور وہ کیا ہوتا  
تہہ او مسلم! تری غفلت کیا کیا کرے گی  
کون سی برتری تر؟ اور کس کا کیا فرمان ہو  
تیرا میرہ وہی جو ہے مقصد جن اس  
کسطن جانا تھا تھکواؤ کہ ہر جا رہا  
کس کو لانا لانا کو تیرا اور کیا کیا دنا  
کیسی تیری ابتدا تھی کیا ہی تیری انتہا  
کیا ہوئی تعمیل فرمان اور ہوا انجام کیا  
تیرا میرہ وہی جو ہے مقصد جن اس

دیکھ تو یہ چل ہی ہے کیسی بہری سوا  
سلطنت لٹ چکی تھی بن ہی تھی لٹکا  
جامع دہلی میں تھا ہر بڑ دا غلط کار  
آج وہ یار وطن دیتا ہی پیغام فنا  
آج دیکھا آستیں ہیں اس کی خوج تیا چھا  
یار دینے لے میں ہلکوا بیا زہر کا  
ایک اندھ غفلت کے متوا فرستیا رہو  
ساز و سامان لٹ چکا تھا جان لالہ لٹ  
آج کھل کھلا دجا خر جنت عیار رہے  
کل تلکے تیا تھا جو ہلکوا صلاح آج  
کہو لکر اخوتش الفت میری طماننا ہو لک  
کیا ہاری نزع کی سی زندگی بھی شاق رہے  
ایک اندھ میر ضلالت کا جہاں میں جہا  
ایک طوفان فساد و فتنہ وطنیاں لٹا بیا  
ہر طرف گرا بیا کی جہاں کی کالی گہشتا  
صوت اس میں توڑی ہو جلا رہا

ہو گیا تھا جو کو ابرہیم کا دست دعا  
ریگ کے دروں میں چکا اک خشتا آفتا  
حکمت و موفار کا وہ خورشید جس کے سامنی  
جس کا فرمودہ ہی ہر مافیل کا دستور لٹ  
جسم عقل و روح کی ہر جگہ سا نام  
نوع انسان کو سکھایا اسو اکرم صفا  
کے کے دستوجیات انفرادی کا سبق  
بطن داد غیر ذی نزع وہ دانہ آگ  
چشم باطل کو جگ نے جسکی خیرہ کر دیا  
ہر زمانے کے نبی کو چاند کا ترسہ ملا  
ہے محمد جس کا اک خورشید آب بقا  
کر دینے جس نے بہیم از ابتدا انتہا  
کیا ہو قانون بقا اور کیا ہو ایمین فنا  
اجتماعی زندگی کا بھی گڑبست دیا

تجربہ بھی کچھ یاد ہی رہے کیا؟ تبلیغ حق  
حالی حق کے لئی تبلیغ کی شرط حیات  
جدید تبلیغ کی مکت کی ہے بالیدگی  
اتحاد جہم جان تک ہی نہیں ہی زندگی  
تو لکر مسلم ہو تو اسلام تیری نوح ہے  
تجھ کو خود زندہ اگر رہنا ہی چھلا زندگی  
ملت اسلام کا جس سے ہوا نشو و نما  
بسلطے ہو امر بالمعروف و نہی  
سو کہہ جائیگا وہ لود اجس کا ٹہنا لکھا  
روح مردہ ہی تو ہے مردہ زندہ نہا  
ٹہرے رہنا روح کا سی تیرا سامان بقا  
دور کر لیں گے ہر پٹ تجھ کو جہانیم فنا  
حب حق حب وطن ہی ہو مقدم باعین  
ایک قید حق پر میں از دیال کچھ نہا  
ہر خواہی کن مگر از شرق و غافل شو  
چوڑ کر حق کو از ادی لو کیا ملا  
سامنے یوسف کے ہمساز عزیز معبر کیا  
مثل روح مضطرب، خود را صلح کیا

جن برادران کینچہ متین الیوش نمونہ ارسال ہوتا ہی ان عرض ہو کہ وہ بواپسی ڈاک منشا و خواہی ہی مطلع فرما کر

# عیسائیت اور اسلام

(دونوں کی اشاعت کیونکر ہوئی؟)

ایک گروہ کے دلیں یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اس وقت کے طول و عرض میں جو تین عظیم اثنان مذہب یعنی اسلام عیسائیت اور یہودیت پھیلے ہوئے ہیں، ان میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو بزرگ و شیر بہیلا ہے، کیونکہ

(۱) بعض اصحاب نے ہجرت کے قبل بعض مخالفین دعوتِ اسلام کے مقابلہ میں جبروتِ خدا سے کام لیا ہے، چنانچہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور ابوجہل کے ساتھ خانہ کعبہ میں جو واقعہ پیش آیا، وہ اسی تلم ہے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے اسلام کو جو قوت حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ یہ لوگ قریش میں نہایت جنگجو اور طاقتور تھے،

(۲) اسلام میں جہاد بھی اس عنصر سے فرض ہوا۔

(۳) اور کسی لئے فتوحاتِ اسلامیہ کی حقیقت سیاسی نہ تھی، بلکہ مذہبی تھی، اور اس کو اشاعتِ اسلام کا ایک ذریعہ بنایا گیا تھا،

لیکن ان میں ایک دلیل بھی محسوس نہیں ہے،

(۱) حضرت حمزہ اور ابوجہل کے درمیان جب یہ واقعہ پیش آیا تھا اس وقت وہ محبالی نہ تھے، بلکہ وہ اس واقعہ کے بعد اسلام لاکر صحابہ کے گروہ میں شامل ہوئے، انہوں نے رسولِ مہر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی اور تذلیل و تحقیر سے ابوجہل کو بے شبہ بزدل کرنا چاہا تھا لیکن اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ ان کے بہنوئی اور قراہنہ تھے اور اس وقت قریش رسولِ مہر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس امانت و ہیز و حریفہ سے پیش آ رہے تھے، اس پر بنو ہاشم کی عربی عصیت اور خانہ کی حمیت عامرین نہیں رہ سکتی تھی، اس بنا پر صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی نے اس وقت رسولِ مہر صلی اللہ علیہ وسلم کی حمايت نہیں، بلکہ بنو ہاشم کا پورا قبیلہ آپ کا پشت و پناہ بن گیا، حضرت ابوطالب باوجودیکہ مسلمان نہ تھے تاہم وہ اسی خانہ کی عصیت کی بنا پر آپ کی حمايت کرتے تھے، قریش نے تین سال تک بنو ہاشم سے اپنے تمام تعلقات کو ایک عام تحریری

معادہ کے ذریعہ سے منقطع کر لئے تھے، اور بنو ہاشم ہی اس ذلت کو گوارا کر کے اپنی قوم سے تین سال تک کے لئے بالکل الگ ہو گئے تھے لیکن اس میں رسولِ مہر صلی اللہ علیہ وسلم کی خانہ کی حمايت کے سوا اور کون سا مذہبی جذبہ شامل تھا؟ اس وقت تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وجہ کے سوا بنو ہاشم میں کوئی مسلمان بھی نہ تھا۔

ابنائے اسلام میں جب آپ اور آپ کے اتباع کی ایک مختصر سی جماعت قریش کے مظالم کا خاتمہ منق بن رہی تھی، اس وقت آپ نے بے شبہ یہ دعا فرمائی تھی کہ خداوند! عمر بن خطاب یا ابوجہم بن ہشام کے ذریعے سے اسلام کو قوت دے، لیکن اس دعا کا مقصد یہ نہ تھا کہ ان لوگوں سے اسلام کی حیرتی اشاعت میں کام لیا جائے بلکہ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ قریش میں یہ دونوں آدمی نہایت صاحب اثر تھے، اس لئے انہیں جو شخص بھی مسلمان ہو جاتا، وہ آپ کو مخالفین کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھ سکتا۔ اور آپ عیسائیہ اسلام کی دعوت دے سکتے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے بعد یہ مقصد حاصل ہو گیا۔ اور انہوں نے اسلام لانے کے بعد آپ سے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم جن پر ہیں، اور کفار باطل پر، بہرہم اپنے مذہب کو کیوں چھپاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ سوائے جماعتِ نہایت مختصر ہے اور کفار کی ایذا رسانی کا تمنا شاید دیکھ چکے ہو بولے میں اس سے پہلے جن جن مجلسوں میں کفر کو لیکر بیٹھا ہوں ان میں اب اسلام کو لیکر بیٹھو گا۔ چنانچہ رسولِ مہر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی دو صفیں جن میں ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شامل تھے قائم کیں اور اس جماعت کو لیکر عیسائیہ مسجد حرام میں داخل ہوئے، (معارف)

ناظرین القریٰ

عید مبارک



## ماترِ جنگِ بدر

سپاہیوں کو شریک جنگ ہونے میں کیا کیا ارادے ہیں۔ آپس میں جھگڑیں ہو رہی ہیں، اک پر اک فوجیت نہاد چاہتا ہے سفاقت پیش ہو رہی ہیں، باہم ذمہ اندازیاں فیصلہ کر رہی ہیں، سعید رغبہ و خثیمہ رغبہ بیچے دباپ میں مکر رہے، خثیمہ رغبہ ہے کہ یثیاس سعید ہم گھر رہو اور عورتوں کی حفاظت کرو اس سعید ملتی ہے، باپ آپ گھر بیٹے، مجھے اجازت دیجئے، خدا! مجھ پر شہادت کو حضرت کیجی۔ اچھے باپ آپ کیسی ہیں، مجھے اچھی خبر پہلے نہیں دیتے، آخر رغبہ پڑا اور سعید کا نام نکلا، عمر بن ابی وقاص ۱۶ سال کی عمر میں دربار میں حاضر ہوتا ہے، اور اجازت "شرکتِ جہاد" چاہتا ہے مگر عمری کے باعث اجازت نہیں ملتی۔ چپکے سے ساتھ چلے آئے اس قلیل جماعت میں کب تک ردلوں سن رہتا۔ کھل گیا حضرت کے روبرو جان نہ لیا گیا۔ اور اس کی زاری اور رونے پر اجازت ملتی ہی اسے طرح چڑاؤ و خیر لڑکے منت و مساجت سے جہاد میں شرکت کی اجازت حاصل کر لے ہیں،

میلین میں محاسبہ ہوتا ہے تو اس جماعت حق، ان مجاہدین اسلام کی گنتی تعداد معلوم ہوتی ہے، کل ۳۳ نفوس اور ٹرنڈوف میں ۱۰۰ اونٹ اور گھوڑے، کیا سامان ہے؟ کیا دوم و دم؟ مگر اس سپہ سالار کے اسلامی نے اقلیم معرفت کے شہتہ کے نام بے مار کا پیام ارسال کیا۔ کہ

"اے بادشاہ! یہ جماعت قلیل ترے حکم سے جہاد کرنے جاتی ہے، ان کے پاس سواری کا سامان کافی نہیں، ان کو سواری دے، یہ بہنہ ہیں ان کو ہتھیار دے، یہ گرسنہ ہیں ان کو سیر کر، یہ محتاج ہیں ان کو اپنے مراعات و عنایات سے عنی کر، اور دشمنوں پر غلبہ دے"

بادشاہ کا نائب جب یہ تار دی چکا، تو انتظامات ظاہری پر نظر کی۔ اور اونٹ چونکہ تھوڑے ہیں، یہ تجویز کیا کہ کچھ آدمی سوار ہو جائیں، اور کچھ پیادہ ساتھ ہولیں، اور باری باری سوار و پیادہ

آج جبکہ دنیا کے ایک بڑے حصے میں سیلابِ خوف موجیں لے رہا ہے، آج جبکہ رجالِ اہم کی تعداد کثیر تہذیب و قومیت کے لئے مصروف ہنگامہ فونی ہے آج جبکہ قوتوں کی تعداد باہم متصادم ہے، آج جبکہ جنگ کے سالوں اور مختصرات و اسبابِ دات کی گونا گوں نذرانوں پر جنگ کی ہمت کا انحصار ہے،

تو کیا دنیا اک نعمت کی نظر اس سادے اور اُمّی انسان کی شخصیت پر ڈالی گئی جو جزا خدائی تغیر ملکی بھلا کے لئے نہیں بلکہ عمال و معتقدات میں تہلکہ عظیم پیدا کر دینے کی واسطے مبعوث ہوا،

پھر دیکھو کہ یہ ہے اور جماعت قلیل، جنگی سال نام کو نہیں۔ مگر ظہارِ عبیدت اور عزائمِ فی اور یہ فضلِ خدا،

انتقام و دقت کے لمحے اظہارِ جنابِ پاک کے غزوات میں سی جنگِ بدر کے کچھ تاثرات پیش

میں، **مشرکین** مکہ نے کوئی تکلیف اٹھانہ رکھی، کوئی امانت چھپانہ چھوڑی، جو رسولِ خدا اور اس کے صحابیوں پر ختم نہ کر دی اور اسلام کا نام مٹانے کی خاطر کوئی کوشش نہ تھی جو چھوڑ دی، آخر کہاں تک اتنے ساری مشرکین نے مٹھی بہر دوستدارانِ خدا کو پیر کر مارا۔ اب جبکہ مسلمان دشمنانِ اسلام سے تنگ آگئے اور حق تمام محبت پوری طرح ادا کر دیا، تو اپنے لئے نہیں بلکہ جان سے زیادہ اس عزیز غلے کے لئے جو دنیا بہر کے لئے نسخہ سعادت بن کر آیا ہے، یعنی اسلام کی حفاظت کے لئے طیار ہوئے،

ہجرت کا دوسرا سال اور رمضان المبارک کا مہینہ ہے کہ سپہ سالار عرب ایک جماعت قلیل کو ساتھ لیکر اپنے بادشاہ کے حکم سے باغیانِ اسلام، مشرکین عرب سے صداقت و تہذیب روجی کا فیصلہ کر نیچے واسطے مدینہ منورہ سے روانہ ہوتا ہے،



اور امید رکھتے ہیں کہ چشمِ زدن میں ہم غلبہ پالیں گے،  
شکرِ مشرکین میں سے عقبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے  
ولید کو لیکر میدان میں آیا اور بجارہ طلب ہوا۔ تینوں سرسے پیر  
تک آہن پوسن لوہے میں عسقر میں، اور ہرے تین جوان انصار  
نیکے لکڑی کے لئے لکڑیاں اور قومیت کی نقلی لی، کہ سہارے لئے قریش  
ہم ترہ جنگ جو آئیں، انصار واپس آئے اور عرب مہاجرین میں سے  
حضرت حمزہ رضی بن عبد المطلب، حضرت علی رضی بن ابیطالب رضی  
اور حضرت عبیدہ بن عارث بن عبد المطلب میدان میں آئے، شیر  
خدا، شیر رسول نے حب دلب بتائے اور باہم جنگ چھڑ گئی،  
عقبہ نہایت جنگجو اور چالاک ہے مگر مقابلہ میں بھی شیر رسول  
حضرت حمزہ رضی ہیں، جنگی تلوار کی سنبھال مشکل، ایلوہہ حضرت کی  
تلوار عقبہ کو سوزہ سرسے کاٹتی کرے نکل گئی، اور حضرت علی رضی  
ولید کو قاتل کر چکے، مگر آہ شیبہ نے چالاکی کی، جناب عبیدہ رضی  
کی پندلی صاف کٹ گئی، خون بہ رہا ہے، شکل پر آشکارا ہے مگر  
تیر دہی ہیں، ہاں ہاں بہت خوب وہ جناب حمزہ رضی شیبہ  
کے مقابل ہو گئے، لوہہ آہن دھند میں شیبہ کا سترن پر نہیں ہے  
مشرکین میں تہلکہ مچ گیا، اور نعرۂ امتداد کبیر بلند ہوا جس سے  
گندہ فلک گونج اٹھا۔ جب ابو جہل نے شکر کو سہا ہوا دیکھا۔ تو یکبارہ  
حدا کا حکم دیدیا۔ کئی بار سخت حملے ہوئے۔ مگر جناب حمزہ رضی اور جناب علی رضی  
اور دیگر صحابہ کرام کی بہادری و شجاعت نے تمام روک لئے، اس وقت  
بن فہرہ شہید ہو گئے، اور ابو جہل زخمی ہو کر گر پڑا۔ اہل کھ سرداران  
شکر کے مارے جانے پخت بیدل دے ہو صلہ سے سو رہے تھے،  
کہ اتنے میں اک نود و شوقی آدمی آئی، آدمی کیا تھی غیض خدا کا ادا  
رہے ہے ہوش مشرکین کے اڑ گئے اور اوسان باختہ بہل گئے، ایسا  
نے لغات کیا اور ستر آدمی قید ہوئے

تمام لڑائی میں مشرکین ۴۹ قتل ہوئے، اور اہل اسلام  
چودہ شہید ہوئے، جن میں آہنہ انصار اور ۲۶ مہاجرین،  
کفار کا تمام سامان ہاتھ آیا۔ اب وہ تار جو کمانڈر نے دیا تھا  
اٹرایا، وہ دعا جو ایک برگزیدہ انسان نے کی تھی پوری ہوئی وہ  
دعہ جو سچے خدا نے کیا تھا ایسا ہوا، جو پیادہ تھے، ان کے باکر  
درد اور تین تین اونٹ ہو گئے، جو شکے اور بہو کے تھے ان کو  
بباس اور کھانے مل گئے، جو تنگ دست تھے خوش حال ہو گئے۔ اور

ہوتے رہیں۔ خود سید سالار بھی اس دستور العمل پر عامل ہوتا اور لڑیں  
طے کرتا ہوا چاہے بدر پہنچ گیا۔ جماعت تو بے شک قلیل سی۔ مگر سب  
خدا اور اس کے نائب پر کامل ہر دوسہ رکھتی ہیں، پاس کچھ نہیں ہے  
گروہ فائق، ایتار، اہمت، صداقت، صبر و شکر، شجاعت و فتانت  
کے نشہ میں مست ہیں۔ انکی اصطلاح میں موت کے معنی عیادت ہیں، اور  
رزم کے معنی بزم، فائقہ ان کے ہاں روزہ ہے اور موت شہادت  
کیا اس سے زیادہ جان برکت رکھتے دلاں کا اور کوئی خطبہ حقیقت  
ہوتا ہے، کفار عرب کا وہ قافلہ جو شام سے واپس آ رہا ہے، جس میں  
وہ لوگ بہت سے ہیں جو رسول خدا اور اس کے دستوں کو ازیتیں  
دیتے ہیں، جن کے ہاتھوں اسلام سخت معویت میں سی۔ ابھی سنا ہے ہی  
تھا۔ کہ سالار قافلہ ابوسفیان کو طیسار مل گئی، کہ ایک جماعت  
مسلمانوں کی راستہ میں ان سے مزاحمت کر رہی ہے، اس لئے اس نے  
ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی مع اسوار کبیر بھیج دی۔ تاکہ اہل مکہ جلد  
ان کی اعداد و حفاظت کو آجائیں، جب وہ شخص مکہ میں پہنچا۔ تو  
ایک گھبراہٹ پھیل گئی، اور عقبہ بن ربیعہ، ابو جہل اور دیگر سرداران  
مکہ ایجنڈا آدمیوں کی جمعیت لیکر جس میں بڑے بڑے نامی گرامی،  
جگمگان عرب زرد پوش شامل تھے، ڈبل کوچ کرتے ہوئے چاہے بدر  
پہنچ گئے،

سید سالار اسلام، یا بیالاحی، شام کے آنیوالے قافلہ کی بجائے  
فی الحال مکہ کے جنگ جو اور با ساز و سامان سرداروں سے مقابلہ پیش  
آیا ہے، کیا رائے ہے؟

جماعتِ امتیلاہ! اسے ہمارے سردار، اسے رسول برحق،  
دشمنوں کی تعداد اگرچہ زیادہ ہے اور سامانِ حرب بھی گوان کے پاس  
بہت ہے مگر ہماری جانیں حضور پر نصرت اور قربان ہیں، ہم کو  
جو حکم حضور دیں گے، ہم دل و جان سے بجالائیں گے، ہم حضرت  
موسیٰ کا امت کی طرح نہیں، جنہوں نے حضرت موسیٰ سے کہہ دیا  
تھا۔ کہ جا تو اور تیرا رب، اور تیرا رب دشمنوں سے مقابلہ کرتے پیرا،  
بلکہ ہم اس کے راستہ میں اپنی جانیں قربان کریں گے، اور شہادت  
کے جام پیئیں گے،

سردار اسلام بہت خوش ہوئے اور اسلامی لشکر کے علمبردار  
مصعب رضی بن عمیر نامزد کئے گئے، اور ابو جہل عقبہ نے صفین  
دست کیں، اور مسلمانوں کی جماعت قلیل کو دیکھ کر سب ہی شاد

آؤ، ہر دم ہم ہی کی تابعداری کریں، جو مساوات اور جنگ  
نفس کی تلقین کرتا ہے، آؤ، آؤ ہم تم اسی کے ہو جائیں  
جو جس کا ہو گیا، اسی کا  
بیڑا پار ہو گیا!

خلیقی

اسلام کی بنیاد ایک مضبوط چٹان پر جسم لگئی  
بیج کہنا، یہ فتح، اقلیتی حقیقت سے قرین عقل و تپاس ہے؟  
نہیں یہ اکثر دعوائی ہیں، یہ تقرنات حقیقت ہیں، یہ صداقت  
کی بلندی ہے، یہ روحانیت کا توجہ ہے، آؤ، آؤ، ہم تم اسی کا  
توازن کا ہیں جو ایک وحشی و جنگ جو قوم پر خنسیاب ہوا، آؤ

## جواہر زینے

حدا تمنا لے عورت ذات کو انسان کا عنصر درقوت  
کے لئے پیدا کیا ہے،

تہذیب کے طمع آمیز لباس کی تہ میں اب بھی وحشی چہپا ہوا ہے  
جزیرہ نظم و نسق اور شائستگی پر ہم نازاں ہیں، اس میں سے اب بھی حیوانیت  
دانت نکلے ہوئے ہے، کیا تاریخ کے لندانی ہلکوتا سکتی ہیں، کوجوانیت  
کہاں ختم ہوتی ہے، اور تہذیب کہاں شروع ہوتی ہے،

رجن آنکھوں نے بہار کی پرفضا بہار کا مشاہدہ کیا ہے، وہ ظن  
کی دیوانی کو دیکھ کر روتی ہیں، اس کے برسنہ درختوں، اس کے زرد  
پتوں، اس کی عام تیرگی وادو اسی کا نظارہ دردناک معلوم ہوتا  
ہے، پہرہ سلی طباہ کی بربادی پرشتوں امیدوں کا غامض مدت مدید  
کے رشتوں کا آخری انقطاع کتنا دردناک ہونا چاہیے، آہ جرحیات  
انسانی میں کیا کیا خانہ بربادیاں ہوئی ہیں

انسان کا پابند سلاسل ہونا غلامی کی دلیل نہیں ہو سکتی۔  
غلامی تو وہ کہلاتی ہے، جب انسان اپنے وقار کو تہ سے کہو چھینتا ہے  
بر کیے اعلیٰ دانشمندی کے کلمات ہیں، یہ کیسے عین تخیل کی غذا ہیں

اے انسان یقین جان کہ تجھے ایسی جگہ جانا ہے، جہاں نہ کوئی  
تیرا دوست، نہ گناہ دشمن، جہاں آنا اور غلام مساوی ہیں، تو دنیا میں  
مغز و متکبر منکر نہ رہ اور نہ کسی کو عیب لگا،

مقام دنیا دی چیز نہیں سب سے عارضی سے تحمین عوام  
ہے، یہ مثل آپ کے ناپائیدار ہے، مثل باد کے تاثیر پذیر ہے،

تجھ کو اور دوس کی بہت سی غلطیاں فراموش کر دینی چاہئیں  
مگر اپنی ایک نہیں،  
ان لوگوں کو جنہوں نے تیرا کچھ مقصود کیا ہے، دوسروں کے  
سامنے شرمندہ مت کر،

حضرت انسان کو خود بینی اور غم و کیو جہ سے کیا کیا خمیا  
اٹھانا پڑتا ہے، لیکن کیا مجال کہ ان میں ذرہ بہرگی ہو جائے، ایک  
دعدہ خواہ اس کو کتنا ہی دہرایا جائے نت نیا اور تازہ رہتا ہے، پہلا  
وہ کون؟ دعدہ محبت!

والدین کے ساتھ اور سرپرستاروں اور یتیموں، مسکینوں  
کے ساتھ احسان کر، اور لوگوں سے اچھی بات کر، تاکہ تو اپنے دل  
سے بری ہو،

بہنی نزع انسان کو خوف خدا کبھی اتنا مانع نہیں ہوتا، جتنا کہ خوف  
دشمنی و انتقام، کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات رحم سے معمور ہے، لیکن  
انسان بے رحم اور نفرت و حقارت سے بڑ ہے،

ظلم و ذہن، مظلوم کی حالت پر جسم کر، کہ خدا تم پر رحم  
کرنے والا ہے، (ماخوذ)

# کوشش

(از جناب حوالی رحمہ اللہ)

ہوا کچھ وہی جس نے یان کچھ کیا ہی  
لیا جس نے پھل بیج بو کر لیا ہی  
کر کچھ کرنا ہی کچھ کمی ہے، مثل ہی کہ کرتے کی سب بدیا ہی

یونہی وقت سو سو کے ہیں جو گنوائے  
وہ حشر گوس کپوڈں ہی میں زک اٹھاتے

نہیں ملتی کوشش سی دنیا ہی تنہا کہ ارکان دیں سبھی اسی پر صہیں برپا  
جنہیں ہونہ دنیا کا فانی کی پروا کریں آخرت کا ہی وہ کاش سہودا

نہیں ہلے دنیا کی خاطر اگر تم  
تو لو دین حق کی ہی اکٹھ کر خبر تم

## وادی خیال کا شیدا

اے پہلے سو ہی اندیشہ بنا کہ کہیں کوئی اچھی صورت ذہن میں نہ آجائے  
وہ پہلے سو ہی درنا تھا کہ کوئی تصویر یا منہ دلیس نہ آئے، آخر وہی ہوا۔ وہی  
صورتیں وہی مناظر آنکھوں کے سامنے آئے دن میں دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا  
کتابوں کو ہینک دیا، سوچ کی روشنی سے منہ پھیر لیا۔ توت متیلہ نے دنیا جو  
دیکھا۔ مردہ جذبات میں حرکت ہوئی، ایک ہی خیال، ایک ہی فہم، ایک ہی  
شوق کا شیدا ہوا کہیں امید شکل کھاتی، کہیں یاس سامنے آتی، کہیں اتر کر  
کہیں اٹھ کر، کہیں حصولِ ممت میں صد ماتم کی باتیں سوچتا، کہیں توبہ کرتا۔  
کہیں سرود آہیں بہتا غرض عجب حالت رہی، وادی خیال کے شیدا سو آخر  
نہ رہا گیا۔ لوہے کا دل اور پتھر کا کلیجہ کر کے راز دل ہنسا ہی کر دیا۔ چاہا کہ عین  
تغیر خیالی سے دل بھلے مگر کب تک، اجوں جوں ہاتھ بڑا تاتا تھا۔ توں توں وہ

تصویر بچو کہنی جاتی ہی اور نا امیدی اور یاس و حسرت کا ساں دکھا رہی تھی  
خاطر نا شا کی تسلی نہ ہوئی، ابھی نگہ کش میں ہی تھا کہ بالغ غیبی نے لٹکارا، نادان  
کس خیال و خیال میں ہے، تیر ہی آئندہ کا متنی دنیا میں کوئی نہیں۔ یہ آئینیں  
سرا بہے۔ یہ امید نہیں یاس ہے، خوشی نہیں غم ہے، تریاق نہیں سہم  
ہے۔ اپنی دل پسند خیالی دنیا کے احاطہ نگے اندر وہ اندام کمالات سے باز  
آ۔ دیکھ باز!۔ وادی خیال کا شیدا یہ سکر زار زار دوبا۔ تھوڑے ہی عرصہ  
میں اس کی ہچکی بندھ گئی۔ سانس پہلنے لگا۔ مرغ روح تفسیر غری کی  
پر واز کر گیا۔ یاس، اتنا، حسرت اور غم ان چارہ فیقوں نے اسے تابوت پر  
لٹایا اور اٹھا کر صالم ہو کر کی طرف لے چلے اگر راستے میں لوگ آنسو بہ کر پوچھتے  
بیکس محرم کی میت ہی تو چاروں یزناں ہو کر کہتے کہ ہماری وادی خیال کے

شیدائی کا جنازہ ہے، کیا خودی یا خدا متفق ہے؟

# تہذیب الاطفال

## طالب علموں سے خطاب

وہو باتیں بے محل ہیں، انہیں گوارا کرو، دانائی کی بات جو نادان کہے اسے قبول کرو، اور نادانی کی بات جو داناکہ اسے معاف کر دو،

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم نے علم اولین و آخرین عطا فرمایا تھا، یہ ابن ہبہ آپ ص خدا کی طرف سے قل رب زدنی علما کی تاکید پاکر اور اپنے شوق سے ہمیشہ افزہ دینی علم کے لئے دعائیں فرماتے تھے، اور قرآن کریم میں چونکہ جگہ جگہ تحصیل علم کی فضیلت اور ہدایت ہوتی تھی، آنحضرت افزہ امت کو مختلف صورتوں اور عبارتوں میں علم کی طرف شوق اور رغبت دلاتے تھے، اکہی فرماتے کہ علم حاصل کرو، خواہ اس کے لئے تمہیں دعب سے چلکر، چین چیمے، درواز ملک میں جانا پڑے، اکہی فرمایا کہ یا مظلومی سے لیکر تا دم دیسین علم کے طلب گار ہو، اکہی یہ ارشاد ہوا کہ درحقیقت انسان کی عزت اور شرافت علم و ادب ہی کی بدولت ہے ذکر ذات و قومیت اور حسب و نسب سے، اور چونکہ مقتضائے زمانہ الہی با علم اور بے علم برابر نہیں ہو سکتی، جناب رسول خدا نے لوگوں کو یہاں تک کہہ کر علم کا شوق دلایا کہ ایک عالم کو ایک عابد پر الہی زندگی حاصل ہے جیسی بزرگی مجھے اپنے ایک ادلے مجاہدی پر حاصل ہے، جناب علی رض فرماتے ہیں کہ ہم خدا نے رحیم و کریم کی اس تعلیم (انعام) سے بالکل خوش اور مطمئن ہیں کہ اس نے ہم کو علم اور عبادت و دشمنوں کو مال دیا۔ کیونکہ مال کو ہمیشہ زوال ہے، اور علم کو فرد اور بقائے دوام حاصل ہے، لیکن جو علوم دینی مفید اور نفع بخش غنائی ہیں، خاص کر ان سے محروم رہنا نہایت ہی بُرا ہے،

اے عزیز، اگر تم علم جیسی نعمت کے سچے خدائی اور متلاشی ہو تو ادب اور تہذیب کو اپنا شعار بناؤ، علم و حقیقت ایک لطیف اور محبت الہی ہے، جو بے ادب کو نہیں دیکھی جاتی، مولانا دروم رحم فرماتے ہیں، اے از خدا خواہم تو تین ادب، بے ادب محروم شد از لطافت

یاد رکھو با ادب بالغیب، بے ادب بے لغیب، کا معنوں بالکل صحیح ہے اسلام کے گزشتہ اور موجودہ طلاب کے ادب و ادب میں ہم زمین و آسمان کا فرق دیکھتے ہیں، اس وقت کے استادوں اور شاگردوں میں ہذا معلوم بیاقت اور شرافت کی کس قدر نمایاں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں، جناب امام عظیم ابو فیض رحمہ اللہ علیہ سے منقول ہے، کہ جب تک میرے استاد و حامد زندہ رہے ہیں نے ان کے مکان کی طرف کبھی پاؤں نہیں پھیلائے، بیادری طالب علم! ذرا غور کرو اور میں بتاؤں کہ اپنے استاد کے ساتھ طلبہ کا ایسا محبت اور ادب آمیز تعلق کیا، آج کل بھی کہیں نظر آتا ہے؟ جناب امام شافعی رض فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھ سے اپنے خرابی حافظہ کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے ترک معاصی کی ہدایت فرمائی اور کہا کہ علم دراصل نوالہی ہے، اور اسے کا نور تصور دلوں کو عطا نہیں ہوا کرتا پس یاد رکھو اگر ہم اپنے استادوں کو نافرمانیاں کریں گے، تو گویا ہم ایسے قصوروں کے مرتکب ہونگے، جنکی دیر سے ہمارا دماغ، ہمارا عقل، ہمارا حال کچھ کام نہ کر سکیگا۔ اور ہم علم دہر سے بہرہ ور نہ ہو سکیں گے، نیز یہ بھی یاد رکھو کہ اگرچہ علم کی بدولت انسان کی معلومات وسیع اور بات لائق تعریف ہوجاتی ہے، لیکن وہ شرافت انسانی جبکو آدمیت کہا جاتا ہے بجز صحبت صالح، تجربہ محنت اور قوت عمل کے یسر نہیں ہوتی،

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے

کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

باقی پر

## تاکید

اگر آپ کی خدمت میں التوسل نمونہ پہنچا ہے تو آپ کا اخلاقی فرض ہے کہ آپ ملاحظہ فرماتے اپنی رائے سے دفتر کو مطلع فرمائیں امید ہے کہ آپ اس اسلامی و قومی پرچہ کی افادت کریں گے؟

# عقل و اسلام

تم حکمت کو اک گشتہ سال سمجھو جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو

۷ "میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگوں کو دنیا میں کون سی چیز سے فضیلت ہے آپ نے فرمایا عقل سی، میں نے عرض کیا آخرت میں کس چیز سے، آپ نے فرمایا عقل سے، میں نے عرض کیا کہ اپنے اعمال کے عوض ان کو جزا نہ ہوگی، آپ نے فرمایا اسے عانت انہوں نے عمل ہی اتنا ہی ہوگا، جتنی اللہ نے ان کو عقل دی ہوگی، تو جتنی ملی ہے اتنے ہی عمل ہونگے، اور جس قدر عمل کیا ہوگا اسکی جزا ہوگی،

۸ برتنے کا ایک لازمہ و سامان ہے، اور ایما ذرا کا سامان دائر عقل ہے، ہرجیز کی ایک سواری ہے اور مرد کی سواری عقل ہے ہرجیز کا ایک رکن ہے اور دین کا رکن عقل ہی، ہر قوم کی ایک غایت ہے اور بندوں کی غایت عقل ہے، ہر آدمی کے لئے ایک پیچھے رہنے والا ہوتا ہے، جسکی طرف وہ منسوب ہوں، اور اس کے باعث ذکر کیا جاتا ہے اور صدیقیوں کے پیچھے رہنے والا جسکی طرف وہ منسوب ہوں اور جس کے باعث وہ ذکر کئے جائیں عقل ہے، ہر سفر کے لئے ایک بڑا خیمہ ہوتا ہے، اور ایما ذراوں کا خیمہ عقل ہے،

غرض اسلام کا دفتر عقل کی فضیلت و منفعت اور اس کے استعمال کی تاکید سے معمور ہے، بایں حد کہ

"جو جئے دلیل سے اور جو ہلاک ہو دلیل ہو ہلاک ہو"

بلا دلیل یقین کرنے کے لئے اسلام نے کسی شخص کو حکم نہ دیا نہیں کیا۔ اس کی ہدایت ہے، صحیفہ کائنات کا مطالعہ کرو، نظام و ترتیب سلسلہ اسباب و نتائج پر غور کرو، اسلام نے عقل کو اجازت دی ہے، کہ وہ آزادی سے اپنی راہ چلے جو قدرت مقرر کی ہے، وہ بلند آواز سے کہتا ہے،

آسمان و زمین کی بنیاد پر غور کرو، مات دن کے ہر پھیر پر نظر ڈالو، ہواؤں کے چلنے کو دیکھو، جن کے سبب کشتیاں چھا سمندر میں ان ان کے فائدے کے لئے حرکت کرتے ہیں، بادل

۱ "کیا اندھا اور بینا برابر ہیں؟ کیا تم فکر نہیں کرتے؟

"نا پاک اور پاک برابر نہیں، خواہ ٹکوتا پاک کی کثرت سے دھوکا ہو" اندھا اور بینا برابر نہیں، اور نہ دھنسی و تاریکی برابر ہے، اور نہ دھوپ و چھاؤں برابر ہے، اور نہ زندہ و مردہ برابر ہیں" کیا برابر ہیں، وہ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے، بے شک نصیحت عقل مند ہو حاصل کر سکتے ہیں، (قرآن)

سب سے پہلے خدا نے عقل کو پیدا کیا۔ اور فرمایا سامنے ہو وہ سناؤ ہوتی، پھر پسند فرمایا پسندتے پھر اس نے پشت پھیری، پھر لٹکتے فرمایا، اقسام ہے اپنی عزت و بزرگی کی کہ میں نے اپنے نزدیک تجھ سے زیادہ کوئی مخلوق اکرم پیدا نہیں کی، میں تجھ ہی سے ڈرنا اور تجھ ہی سے دو ڈرنا۔ اور تیرے سبب سے عذاب کر دوں گا۔

۲ احقر آدمی اپنی جہالت کے باعث بدکاری بدکاری سے زیادہ کر لیتا ہے، اور ذرا اقیامت میں خدا تعالیٰ سے قریب ہونے کے بجائے عقلوں ہی کے موافق بلند کئے جائیں گے،

۳ آدمی اپنی خوش خلقی سے روزہ دار، شنب بیدار کا درجہ پائینا ہی اور کئی شخص کا حسن خلق بڑا نہیں ہوتا جب تک اس کی عقل کامل نہ ہو، پس اس وقت اس کا ایمان کامل ہوتا ہے، اور پھر رب کا فرمانبردار اور اس کے دشمن شیطان کا نافرمان ہوتا ہے،

۴ ہرجیز کا ایک تکیہ ہے اور ایماندار کا مہار عقل ہے تو اس کی عبادت اس کی عقل ہی کے بموجب ہوگی۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ بدکار و درخ میں یوں کہیں گے، اگر ہم ہوتے تو سننے یا سمجھنے، تو دروغ دلوں میں نہ ہوتے،

۵ اسے لو کہ ہرجیز کی ایک سواری ہے اور مرد کی سواری عقل ہی، اور تم میں دلیل و حجت میں بہتر وہ ہے جو عقل میں بڑھ کر ہو،

۶ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو لوگ اپنی نیتوں اور عقلوں ہی کے بموجب مراتب پائیں گے،

اور ہدی ہے بچہ کی ضرورت مخلوق پر عبادت خالق کی فرضیت اور اس کے خوشگوار نتائج و غیرہ نہایت فصیح و موثر زبان میں مسطور ہیں اور اکثر مواقع میں حقیقی شاعری کی شان پیدا ہو گئی ہے، اسی طرح قیامت کے اعتقاد کی معقولیت بڑے بڑے برزور دلائل سے ثابت کی گئی ہے اور بالخصوص اس کے ثبوت میں اس زمین کی نظر پیش کی ہے، جو مدت مدید سے ویران اور خشک پڑی ہو، مگر یکایک کثرت سے مینہ برسے اور اس میں زندگی و سرسبزی کے خوشگوار آثار پیدا ہو جائیں، (سرسبز و لیم) اس تعلیم و تلقین کا یہ اثر ہوا کہ فتوحات کے سیلاب نے اگر تمام اقالیم متحدہ کو ان کے زیر نگیں یا زیر اثر کر دیا۔ تو اس کے ساتھ ساتھ ان کی علم تہذیب کا سکہ بھی چار دانگ عالم میں بیٹھ گیا،

عبد الکریم خاں  
ازکسید

آسمان پر آتے اور پانی برسا کر کہیتوں کو سرسبز کرتے ہیں۔ بارش کی مدد سے وہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں جن پر حیوان و انسان کی زندگی کا مدار ہے یہ سب خدا کی نشانیاں ہیں، اگر انسان ان نشانیوں پر غور کریں، تو وہ دل کی آنکھوں سے خدا کو پہچان سکتے ہیں، جا بجا تو انہیں معجزات مطلقہ کرنے ان پر غور کرنے ان سے نتیجہ نکالنے کی ہدایت ہے، کہیں مردہ زمین کا بارش کے بعد زندہ سرسبز ہونے، کہیں ہواؤں کے چلنے ان کی مدد سے کشتی جہازوں کی حرکت کہیں ستاروں کی چمک و دمک، بجلی کی کرلک باولوں کی روانی انسان کے رنگ و زبان کا اختلاف تقریباً ایک ثلث بلکہ نصف قرآن میں بتدریج حالتوں پر غور و فکر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، قرآن میں نظرت و کائنات سے بہت سے دلائل اخذ کئے گئے ہیں، جن سے مقصود خدا کو پہچاننے، تریں ہستی ثابت کرنا اور بنی نوع انسان کو اس کی اطاعت و شکر گزاری پر متوجہ کرنا ہے۔ اس سے عالم آخرت میں حسنات و سیئات کا اجر پنہی کرنے

## ایمان بالقدر

لئے مقدرات سے سرتابی و کفراف ممکن نہیں ہے، یہی سبب تھا کہ عام طور پر مسلمانوں نے اس عقیدہ کو سہل انگادی اور عقلیت شعار کا حیلہ بنالیا اور اغیار نے اسے سعی و کوشش کا منافی اور ممانعہ پاؤں توڑ کر بیچ رہنے کا مرادف سمجھ لیا۔ اور تدبیر اور تقدیر کو ایک دوسرے کی ضد ٹھہرایا۔ حالانکہ یہ سرتا سر غلط فہمی اور کجرازی ہے، بے شک ہمارا پکا عقیدہ ہے کہ مشیت ایزدی کے بغیر کوئی چوٹی نہ چوٹی بات نہیں ہو سکتی، ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ ابتدائے آفرین سے ہی پہلے اس کا علم ازل سے ابد تک تمام حالات و واقعات معلوم و غیر معلوم پر عادی و محیط تھا۔ لیکن پھر بھی اس سونہ تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم اپنے ہر ایک کام میں مجید اور پابند ہیں اور نہ یہ مستفیض ہوتا ہے کہ ہماری اعمال و افعال کی جہاد ہی ہم سے ساقط ہو جاتی ہے، مسئلہ تقدیر کا یہ مفہوم لینا نہایت سخت غلطی ہے اور اس عقیدہ پر جو کچھ رنگیری کی گئی ہے وہ اس کے اسی غلط مفہوم کے لحاظ سے کی گئی ہے، (حقائق اسلام)

خدا کی شان ہے کہ وہ عقیدہ جو ہر درد کی دوا اور ہر مرض کی شفا تھا، جو ہر مصیبت میں وجہ تسلی اور ہر تکلیف میں باعث تسکین و ترمیم و ہر عقیدہ ہماری بچ فہمی اور نادانی سے اتنا مشکل اور مبہم ہو گیا۔ کہ ساری دنیا نے ہماری قومی ترقی و تہذیب اور انحطاط کا سبب اسی کو ٹھہرایا۔ اور ہم خود بھی اپنی لپٹ سمیٹ اور دونوں طبعی کے نیچوں کا الزام اسی کے سر تھوپنے لگے، عقیدہ تقدیر بالا جمال یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوا ہے جو کچھ ہوتا ہے اور جو کچھ ہو گا سب اللہ تعالیٰ کے علم اور حکم سے ہو رہی ہے وہ شروع ہی سے ہر ایک بات کی بابت فیصلہ کر چکا ہے کہ یہہ اس طرح ظہور پذیر ہوگی اور شخص کے لئے مقرر کر چکا ہے کہ اس کو یہ یہ حالات و واقعات پیش آئیں گے، جفت القلم بما ہو کا رشتہ جو کچھ ہو نہوالاتا تھا اس پر تسلیم چل گیا، یہاں تک کہ اعمال کی نیکی اور بدی اور آدمی کا دوزخی یا جنتی نہ ہونا ہی مقدر ہو چکا ہے اور چونکہ اللہ کے حکم ناگزیر ہیں اس

# قومی نظام

## مسلمانوں کو کس بات کی ضرورت

تجارت دعوہ میں پسماندہ ہیں وہ ہر بات میں دوسروں کی کوتاہیوں میں، اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ان پر سہ امور میں کاٹ ترقی کے اسباب دیے جائیں، اور ان کو ایک نظام کے ماتحت لا کر اس خوبی سے انکو تکمیل تک پہنچایا جائے، کہ ہم خود ان کے نتائج پر غش غش کر سکیں،

لیکن سوال یہ ہے، کہ نظام قومی کیونکر قائم کیا جائے جب تک ہم اپنا ایک نظام قائم نہیں کرتے، تاہن جو کہ ہم کسی بات میں بھی کامیابی حاصل کر سکیں، نظام قومی کا مفہوم عام طور پر غلط سمجھا جاتا ہے، پر مغیر محدود صاحب ایم، اسے جن کی ایک نامہ روزگار تالیف ضرورت وقت کے نام سے شائع ہو چکی ہے، اس بارہ میں نہایت معقول تازہ خیالات قلمبند کر کے ہمیں مرحمت فرمائے ہیں، جن کو ہم نمایاں طور پر مسلمانوں کے سامنے اس عنوان سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ مقتدر و محاب جو اہلیت کار رکھتے ہوئے، متفق ہو کر مجوزہ نظام قائم کر سکیں، پر وینہ صاحب رحم فرماتے ہیں، کہ آج کل نظام قومی کا تذکرہ ہر شخص کی زبان پر ہے، اس میں کچھ شک نہیں کہ نظام قومی ایک بڑی قوت ہے مگر ہندوستان میں نظام قومی سے صرف یہ مراد لی جاتی ہے، کہ چند عہدہ دار ہوں، جو وقتاً فوقتاً صاحب ضرورت قوم کے نام احکام صادر کرتے رہیں، اور سال کے آخر میں ایک جلسہ ہو، جس میں جو شخص فیس ادا کر دے وہ مائے دے سکے، بہت سے رائے دہندہ صرف جلسہ دیکھنے کی خاطر شامل ہوئے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں اسے عملی صورت دینے کی ذمہ داری ان پر ہی عائد ہوتی ہے حقیقی نظام کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی بنیادیں مضبوط اور وسیع ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کافی تعداد ایسے لوگوں کی ہو جو اپنے عہد پر سچے اور سچے ہوں، ایسی حامی

چین لوگوں نے مسلمانوں کی کمزوری کے اسباب پر غور کیا ہے اور ان کی موجودہ حالت پر نظر غائر ڈالی ہے، ان کا اس امر پر اجماع ہے کہ اس وقت مسلمانوں کو ایک قومی نظام کی ضرورت ہے جس کے ماتحت وہ اپنے موجودہ نقص کو رفع کر کے شاہراہ ترقی پر گامزن ہوں،

حالات حاضرہ نے مسلمانوں پر ان کی کمزوریاں اچھلے طرح ظاہر کر دی ہیں، ان کو معلوم ہو گیا ہے، کہ وہ حفاظت و اشاعت اسلام سے اب تک قطعی طور پر غافل رہے ہیں،

۲، انہوں نے حصول تعلیم کے لئے وہ کوشش نہیں کی جو ان کی پسماندگی کے رفع کرنے کے لئے ضروری تھی،

۳، تجارت و صنعت کو انہوں نے قابل افسوس پیرایہ میں نظر انداز کیا ہے،

ان غفلتوں کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اسلامی شعائر کو خیر باد کہہ چکی ہے، اسلام کی سادگی اور پاکیزگی ان کے تمدن سے شخصیت ہو گئی ہے، اور ان میں سے بہت سے محض برائے نام مسلمان رہ گئے ہیں، تعلیم کی کمی کی وجہ سے وہ کسی سمت میں بھی ترقی نہیں کر سکتے، اور وہ اگر کوئی کام کرنا بھی چاہیں، تو بے علمی مزاحم ہوتی ہے، اقتصاد ہی ترقی و اصلاح قوموں پر مشرک کی ہڈی ہے، مسلمانان ہند نے اس کو شروع سے نظر انداز کیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ وہ نہ حفاظت و اشاعت اسلام کا کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں اور نہ کوئی بہم سر کر سکتے ہیں، اقتصاد ہی حیثیت سے طاقتور قومیں دنیا میں کوس لسن الملک بجا رہی ہیں، خود ہندوستان کے اند مسلمان دیکھ رہے ہیں کہ جو قومیں اقتصاد ہی اعتبار سے مضبوط ہیں شریعہ زندگی میں اپنی کی حکمرانی ہے، اور جو قومیں



(۴)، انتخابی کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب ۳ سال کے لئے ہو، مگر رائج دہندہ دہکی جماعت کو حق ہو کہ خاص وجہ کی بنا پر اس معیار کے اندر ہی کسی پہلے ممبر کو معزول کر کے اس کی جگہ سے ممبر کا انتخاب کر لیں،

(۵)، منتخب شدہ لیڈر اپنی تمام کوششیں رائے دہندوں کی آراء کو سمجھنے کرنیں صرف کریں، اور ایسے کسی کام کا تہیہ نہ کریں جس میں انہیں اپنے مقتدیوں کی حمایت کا یقین نہ ہو،

(۶)، ہر شہر یا علاقے کا انتخاب الگ الگ ہو، اور اگر بہت شہر اس طریق پر منظم ہو جائیں تو ہر شہر کی کمیٹی مرکزی کمیٹی کے لئے اپنے میں سے ایک ممبر منتخب کر کے بھیج سکتی ہیں،

اگر لاہور، امرتسر اور پٹنہ اور کے مسلمان لیڈر اپنی اپنی شہر میں اس تجویز کا تجربہ کریں، اور کامیاب ہو جائیں تو دوسرے شہروں کے لئے ان کی مثال کی تقلید آسان ہو جائے گی، جو شخص کسی ایک جگہ بھی اس قسم کا نظام قائم کر دے وہ قوم کو بے نظیر نائدہ پہنچائی گا۔ جو روپیہ قومی ٹیکس سے حاصل ہوا وہ تعلیمی مدارس، اشاعت اسلام اور ترقی صنعت و حرفت کے کام آسکتا ہے، اس طریقے سے مسلمان آئے دن کی بے چینی جلد بازی، اور نقصان مال سے بچ جائیں گے، اور یہ شکایت بھی نہ رہیگی کہ کس کس کو چنہ دیں۔

اپنی اس تجویز میں پروفیسر صاحب نے تجارت کو کوئی جگہ نہیں دی، لیکن ہماری رائے میں جیسا کہ (اوپر بیان ہوا)، تجارت کے بغیر آج کل کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی، اور صنعت و اشاعت اسلام، تعلیم اور صنعت و حرفت کے ساتھ یہ قطعی لازمی ہے کہ اقتصادیات میں بھی پوری ترقی کی جائے اسہم چاہتے ہیں کہ مسلمان اس تحریک پر غور کر کے کسی مفید انتخاب پر پہنچنے کی کوشش کریں گے (دکھیل)

اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہیں، جب ان لوگوں کو جن سے اطاعت کی توقع کی جاتی ہے، اپنا مسلک اپنے لئے خود مفید کرنے کا اختیار ہو، لیڈر مل کو لازم ہے کہ بجائے قوم کے نام (حکام صادر کرنے کے) لوگوں کی صحیح خواہشات اور قابلیت کا علم پیدا کریں اور قوم کے (حکام کے منتظر رہیں، ہر لیڈر کو ہر وقت معلوم ہونا چاہیے کہ لوگ کہاں تک اس کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں، اور اس مطلب کے لئے لیڈر دن اور لوگوں کے درمیان قومی مسلک پر بحث و مباحثہ کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے، جس میں ہر شخص بلا حجاب اپنے خیالات کا اظہار کر سکے، اگر یہ نہ کیا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بعض اوقات لیڈر کا تحمل عرش ملتے پر بردار نہ ہوگا، اور ایک مقتدی بھی اس کا ساتھ نہیں دے سکیگا۔ ایسی باتیں دنیا کے نزدیک قابل تحسین تو ضرور ہیں مگر ان سے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے لفظ یہ ڈر ہے کہ لیڈر ایسے بہت بہت دلپت خیال و قوم ہوتے ہوں کہ وہ قوم کے خیالات سے بہت بچور رہ جائیں، غرضیکہ موجودہ طریقے سے اسی صورت میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ جب لوگوں کو لیڈروں کے مناجات اور ہونیکا یقین ہو،

ان نقائص کو دور کرنے کے لئے میں ذیل کا نظام تجویز کرتا ہوں جس میں مسلمانوں کے سب فرائض شامل ہو سکتی ہیں تین امور کے لئے غالباً تمام مسلمان متحد ہو سکتے ہیں اور

وہ یہ ہیں،

(۱)، حفاظت اسلام (۲)، تعلیم (۳)، ترقی صنعت و حرفت یہ ایسی چیزیں ہیں کہ خواہ حالات کیسے ہی ہوں قوم کو انکی طرف سے کبھی مدد گراں نہیں ہونا چاہیے، شرائط یہ ہیں، (۱)، ہر مسلمان جو مہینے سال کی عمر تک پہنچ چکا ہو اور جو ایک روپیہ سالانہ قومی ٹیکس ادا کرے اس کا نام ممبروں کے جسٹس میں درج کیا جائے،

(۲)، تین سال کے بعد انتخابی کمیٹی کا انتخاب ہوا کرے، جس میں ہر ممبر کو رائے دہی کا حق حاصل ہو،

(۳)، رائے دہندوں کا جسٹس باقاعدہ مرتب ہوا کرے اور انتخاب ایسے ذی دانت اصحاب کے ماتحت ہو جو خود ممبری کے لئے کھڑے نہ ہوں،

## انقریش کی کتابت

قابل اصلاح ہے اس کا جہر خیال ہو، اندر میں توفیق رہے ہر بھی کام کو نوالے کاتب کام کو یکساں سمجھ کر مال دینے میں مجبور تھی، کوشش کی جارہی ہے کہ بہتر میں انتظام ہو جائے، نتیجہ

# مذہبی مناظرہ

## ایک ضروری اور اصلاحی مضمون

سو قطع نظر کہ فریقین سے اجاب کرتا ہوں کہ مناظرہ کے مقصد کو یک تعلیم خیر کہہ سکتے ہیں اور یکلے اس کے کہ ایک دوسرے کے مذہب پر رد و تشدیح کریں اسلام کی جڑ سے مضبوط کر نہیں سکتے۔ اگر اس کو دہریوں اور ملحدوں کے شکوک و شبہات تیز کر رہے ہیں، اس مقام پر ہم ایک شاخ کے چار سرے فضل کرنے مناسب سمجھتی ہیں جن میں لاد مذہبوں کے ان خیالات کی تصویر کھینچی گئی ہے جو مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کی نسبت ان کے دلوں میں گزرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک منکر قرآن پڑھ کر کیا پائے گے یا قید ہم لڑکر کچھ ہم ہے تو میدان میں آئیں ورنہ گناہی ہے خیر اپنی گلی کے اندر

آج کل ہندوستان میں جس قدر محظوظ اور دبا کے انداد کی ضرورت ہے اس سے بہت زیادہ نا اتفاقی کے انداد کی ضرورت ہے، ہر ایک قوم بمقابلہ دیگر قوموں کے اپنا وزن قائم رکھنے کے لئے اور تمام ہندوستان کی قومیں گورنمنٹ کی نظر میں اپنی عزت اور وقار قائم رکھنے کے لئے باہمی اتفاق و اتحاد کی محتاج ہیں، خصوصاً مسلمانوں کو بہ نسبت دیگر اقوام کے اتفاق کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ہندوستان میں آریہ نسل کی جتنی قومیں آباد ہیں سب غلطی سے مسلمانوں کو ایک اجنبی اور بیگانہ قوم تصور کرتی ہیں، حالانکہ وہ خود بھی بمقابلہ اصلی باشندوں کے اس ملک میں ویسے ہی بیکانے میں جیسے مسلمان، پس تا وقتیکہ یہ غلطی رفع نہ ہو اور آریہ قومیں قانون کو بھی دل سے اپنا وطنی بہائی نہ سمجھ لگیں، اس وقت تک مسلمان اس ملک میں بغیر اسلامی اخوت کے اپنا وزن قائم و برقرار نہیں رکھ سکتے، اور اس اخوت و ایکسا کا سب سے بڑا اور قومی مانع مذہبی مناظرہ یا مجادلہ ہے، جو کتابوں رسالوں اور اخباروں کے ذریعہ سے فریقین میں تعصب کی آگ بڑھاتا رہتا ہے اگرچہ مسلمانوں میں اور بھی بہت سے فرقے ایسے ہیں جنہیں بحث و مباحثہ ہمیشہ جاری رہتا ہے، مگر سب سے مضر اور خطرناک اور تمام قوم میں نا اتفاقی کی جڑ مضبوط کر دینا والا وہ مناظرہ ہے جو سنی اور شیعہوں میں اب تک ہوتا رہا ہے اور جس کی بدولت بعض اصحاب کی رائے ہو گئی ہے کہ ہندو مسلمانوں میں تو اتحاد ممکن ہے مگر سنی شیعہ میں اتحاد کا ہونا امکان سے خارج ہے اگرچہ میں اس رائے کو صحیح نہیں سمجھتا، کیونکہ میرے نزدیک جس قدر مسلمان زمانہ کی ضرورتوں سے واقف ہوتے جاتے ہیں گے، اور جس قدر ہندوستان میں مذہبی تعصبات قومی اور ملکی تعصبات سے بدلے جاتے گے، اور جس قدر مذہبی مناظرے فضول اور بے سود بلکہ مضر ثابت ہوتے جاتے گے، اسی قدر اسلامی ترقی میں اتحاد و اتفاق بڑھتا جائیگا۔ لیکن اس مقام پر میں اس بحث

بعض اخبارات میں ہندو مسلم اتفاق کا علاج پر معزین نکل رہے ہیں، اس کی ضرورت بھی ہے، لیکن ہمارے خیال میں اس مسئلہ پر اس محض فکر کرنیکی ضرورت نہیں اکیسویں تہاب اور ملاپ کو معفو مہنی سے آج مشاد، یا انہیں حکیم اور سچے واقعات لکھ کر پھیل کر دے، پھر دیکھو خود بخود ہی علاج ہو جاتا ہے کہ نہیں!

تجارت کے صرف مشغولوں سے کام نہیں چلیگا، ضرورت ہے کہ مسلمان تاجر قوم کے معمولی لوگوں کو تجارت کے اصولوں اور اس کے مختلف شعبوں سے واقفیت کرائیں، امیر اور مالدار مسلمان وسطے و ادلے طبقہ کے لوگوں کی قرض حسد سے مدد کریں تاکہ قول فصل سے بد لکھ قوم کے دن بھر جائیں، اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں! صرف مشغولوں سے کام نہیں چلیگا۔ ضرورت ہے کہ مسلم روسائے امرتسر جن کے روپیہ ہندوؤں کے کام چل رہے ہیں، اور بھی متوجہ ہوں،

## عید الرضوان

میں ہیں ان کی آرزو ابعدی ہے، راہِ بصری دم سے سفیان نوری رو نے پوچھا کہ آپ کے ایمان کی کیا حقیقت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے خدا کی عبادت نہ دوزخ کے خوف سے کی ہے اور نہ جنت کی ہوس میں، تاکہ میرا حال اس بُرے مزدور کی طرح نہ ہو جو مار کے خوف اور لالچ کے ہوس میں کام کرتا ہو، بلکہ میں نے اس کی عبادت صرف اس کی محبت اور شوق کے سبب کی ہے، کیوں نہیں ہے

سودائے زہد ان ہر شوقِ بہشت و دوزخ

غوغائے عارفان ہر دوقِ نقائے نشت

جن کے ایسے خیال ہوں، ان کا روزہ ہی زالا ہے، ان کے واسطے یہ کافی نہیں ہے کہ طلوعِ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک اکل و شرب اور مسابقت سے محذور ہیں، بلکہ تمام اعضاء اور جوارح ممنوعات سے پرہیز کریں، یہاں تک کہ قلب میں خیر کا خیال تک آجائے، خالص خدا کی واسطے منفرد صوم ہے، ان کا روزہ معذور قلب ہے، ذکر سے سحر کہنے میں اور فکر سے غفلت کرنے میں، اشتہاتِ سخی پر ہیز کرتے ہیں اور عجب غیرت گرز اور غرور کیا بائے قرآن کی دنیاوی زندگی ان کے واسطے ماہِ صیام ہے، کچھ کھد کا سناٹا، شبِ عید اور روزِ عید صبحِ محشر ہے، جس کے نقی و دق سید ان میں سب لگے اور پچھلے جمع ہونے، جنت اور دوزخ رحمت اور قہر کے مظاہر بن کر سامنے ہونگی، انواعِ ملائکہ کائناتِ الملکات الیوم کا تقاضا بجائی ہوئی صاف بہ صاف استادہ ہوگی، اس وقت جبکہ جلالِ خداوندی کی بجلی جھک کر آنکھوں کو خیرہ کر دے گی، ان حضرات کا یہ عالم ہوگا کہ وجہِ یومئذِ ناظرۃ الیہا ناظرۃ، یہ تو عالم آخرت کا حال ہے، یا چند افرادِ مخصوص کی کیفیت ہے، لیکن مجموعی طور پر پروردگار عالم نے روزہ کا ایک فوہی نتیجہ اور مسئلہ ہی معزز فرمایا ہے، جو اسی دنیا میں روزہ داروں کو نصیب ہوتا ہے، یعنی لَوْحُ الْعِیدِ

عیدِ نمونہ ہے، اس ابدی اور پائیدار خوشی کا جو بہشت میں روزہ داروں کو حاصل ہوگی، عیدِ ثبوت ہی اس امر کا کہ روزہ خود بہشت کی شاہدانیوں کی سی طرح محرم رہیں گے جس طرح وہ دنیا کی عید میں حقیقی لطف نہیں اٹھا سکتی۔ گو کچھ سے عہدہ پہن لیں اور خوب

حکماء نے دنیا کو رات سے تشبیہ ہی ہے، کسی کے خیال میں یہ وہ رات ہے، جس میں پیارہ انسان جو جسمانیات کے لحاظ سے مرد و اناث و استقامت، استقامت و مرض کو زندہ دگر ہوتا ہے، کسی کے نزدیک یہ شبِ بھر ہے، جس کی تاریکی میں اشیاء کا اصل رنگ نظر نہیں آتا، آنا ہی نہیں بلکہ اس کی گہلا لڑپ اندھیری میں قوتِ متحدہ اشیاء کو بد اور بیوقوفوں کی عجیب و غریب اشکال میں پسین کرتی ہے، مگر اہل دل کے نزدیک یہ شبِ ظلمت کلمہ وہ شبِ امید ہے، جس کی تصویرِ نظیری نے کس دلکش پیکر میں کھینچی ہے

شبِ امید بہ از روزِ عیدِ مسکندہ

گو آفتاب بہ نقائے آفتابِ خفت است

بے شک اگر ان کی زندگی میں عاشقِ دنیا کی شبِ امید کی جھٹ سیڑھی چلے، جو اپنے مستحق کی نقائے دیدار میں ہمدنِ شوق ہو رہا ہو، تو تکلیفِ بصیرت اور غم جو اس جہان کی خصوصیات سے ہیں نہ صرف بہت کم محسوس ہونگے، بلکہ ان میں ایک خاص لذت ہوگی،

ہر جنبے اپنے پیر کو تکالیفِ شرعیہ کے معاوضہ میں کہہ نہ کہ امیدِ فردِ ولایت ہے کہ عقیدت مند و پوجا پاٹِ اہلِ ہرم کے کام اس امید پر کرتا ہے، کہ مرنے کے بعد اداگوں کی رو سے دوسرا جنم پہلے سے بہتر حاصل کرے، اور پھر دنیا میں چین کرے، ایک امانتِ کیشِ مہائی اس تمنّا میں بن کے کام انجام دیتا ہے، کہ جنت میں ابنِ اللہ کے داہنے بازو پر بیٹھ کر انگوٹھی شربِ مہی نصیب ہوگی، اسلام نے یہی انسان کے اختلافِ طبائع کے مختلف مدارج کا پورا لحاظ رکھا ہے، اعمالِ حسنہ کی بجا آوری کے معاوضہ میں بہشت پر اس کی امید دلائی ہے، جو محسوس اور غیر محسوس جہانی اور دہائی لذتوں کا محل ہے، لیکن ساتھ ہی ارکانِ جنہ (کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) میں محرم کے مستحضر ایک نوافلِ قسم کی امید دلائی ہے، وہ کیا ہے؟ یہ دو مضمینِ العزم کی دانا جزی بہ یعنی روزہ میرے واسطے ہی اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ میں خود ہی اس کے عوض میں مل جاؤں گا، اب جس کی جیسی بہت جیسا خوف، کسی کو دل جو کر کے تمنا، کسی کو شربِ لہجہ کی ہوس، مگر اہل نظر اور ہیروئن

انفرض عید روزہ داروں کے لئے ایک فردوسی دن ہے جس پر  
وہ رمضان کی عبادتوں کا بہشتی مزد پالیتے ہیں  
سید نواب علی (صاحب) ایم۔ اے۔

جی کہول کو عید کے طے منائیں گروہ ازخوار کیفیت اور اسی سرور جو  
تیس روزے رکھنے والے کو عید کے دن حاصل ہوتا ہے، تارک الصوم  
اس سے مطمئن محروم رہتا ہے

## آداب عید

تین دن بیوک پیاس کو روکو  
روزہ کیا چیز ہے بتائیں تمہیں  
سب کو سولو کرو خدا کو یاد  
دو جہاں میں اسی کا جسدہ ہے  
دل کی آنکھوں سے دیکھو لیکن  
وحدہ لا الہ الا ہو  
تا بمقدور کیجئے تہلیل  
مختلف خانہ خدا میں بنو

بر ریاضت ہے آدمی کو مفید  
حسروں کی قید نفس کی تبدی  
سب کو چور و کجسہ خدا کی دید  
ہے وہی مثل آفتاب دید  
کہ خدا ز بچشم نتواں دید  
کچھ نہیں ہے سوائے رب مجید  
تا بہ اسکان چاہئے تجبید  
کچھ تو سیکھو طہ ایہ تجبید

عید کرتے ہیں اس وطیرہ ہم  
رمضان کا مہینہ یوں گزرا  
عید کے دن پڑ ہو کساز و دعا  
کہ خدا یا نہ ہو سکی طاعت  
نہ ہوئی تیرے حکم کی تعمیل  
کوئی خدمت بجا نہ لائے ہم  
جو ہوا تیرے ہی ہر بانی سے  
شکر کی ہم کو تو نے دی توفیق  
شکر نعمت بھی تو نے سکھایا  
در نہ بتا ہم سے تو بہت ہی بعید

جو خدا کے میں بند گانِ رش  
ختم روزی ہوئی تو آئی ہم  
عذر تعصیر کی گرد و مہربہ  
نہ ہوا ہم سے کوئی کار سبب  
نہ ہوئی اہل رشد کی تقلید  
جنس عجب کی کر سکے زخرا  
نا تو انوں کی تو نے کی تائید  
شکر سے تیری نعمتیں میں خزا  
مولانا محمد سہیل میرٹھی مرحوم

## آنزیری حکام اور رشتہ

### قابل توجہ حکومت پنجاب

دوسرے کا مال چاہیے یا دھوکا دیکر حاصل کرنا نشان بہاری کے  
مختلف ہی، خود محنت نہ کرنا اور دوسروں نے جو عرق ریزیاں کر کے دولت  
حاصل کی ہو، اس پر دندان طبع تیز دیکھنا بڑی نامردی ہے، چھوٹے دعوے  
کر کے اور حکام کو رشوت دیکر اپنے حق میں مفید ناحق کرنا چدی اور دعا  
بازی سے بھی بڑھ کر بزدلانہ فعل ہے لیکن عہد حاضر میں باوجود حکومت  
کی سخت اور مرضی تنبیہوں کے ایسا ہوتا ہے اور وہ لوگ ان افعال شنیعہ  
کے مرتکب ہوتے ہیں، جو حکومت کی طرف سے سمجھ گئے ہیں اور جن کے  
کندہوں پر اسن و اسکن رعایا کا بیت بڑا بوجھ ہے۔ یہ کون لوگ ہیں  
آنزیری بمبڑٹ، آنزیری سفید پوش اور وہ آنزیری عہدہ دار جو گدہ مشغہ  
جگہ کے ایام مقامی دشمنان کو خوش کر کے فرضی خدمات کے صلہ میں یہ طرہ  
امتیاز حاصل کر گئے ہیں، پولیس کاظم، پولیس کی رشوت سنانی

مشہور ہے لیکن مختلف ٹریڈنگوں سے ثابت ہو جائیگا کہ پولیس کو رشوت  
دینے والے میں بھی انہی لوگوں کا ماتہ ہے، اس کی تصدیق ادنیٰ عینی شاہد  
کے لئے آپ آنزیری عدالتوں، آنزیری سفید پوشوں اور جو ہندو لنگی  
مجلسوں میں جانجو اور دیکھو کہ یہ خد کے بندے کس جوصلے اور جرات  
بلکہ دیدہ دلیری سے رشوت کا مال شیعہ مادہ کی طرح حلال سمجھ کر ہضم کر  
رہے ہیں، محکوم طبقہ کے مفلس و غلام افراد کے گارڈیو بیٹوں کی کمائی سے  
اپنی حرص و آاز کی آگ فرو کرنا یہ لوگ اپنا فرض انسانی سمجھتے ہیں، طبعی دلائل  
کے اس اجاڑ میں انہیں اپنے ان افعال کے عواقب و نتائج پر غور کر چکا موقع  
ہی نہیں ملتا، وہ نہیں جانتے کہ ہماری سب کار ہی داعی مدعا کے خوش  
گوار تعلقات میں حقارت و منافرت کی وسیع خلیج حائل کر رہی ہے، حکومت  
کے انتظام اور عدل و انصاف پر ایک بدناما داغ لگا رہی ہے اور ملک

اور اہل ملک کے لئے مہلک ،

مزدہت ہے کہ حکومت پنجاب اس کے چارہ کار پر فوری توجہ دے ، اور سبیل فنا کے اس ٹوٹے ہوئے بند کے روکنے میں اپنا فرض

محسوس کرے ، ہم وقتاً فوقتاً ان لوگوں کے کارناموں پر روشنی ڈالتے رہیں گے ، کیونکہ اس موضوع پر ذاتی مشاہدہ و بحث بہر کے بہم قسم ایسا لگتا ہے ، اس لیے کہ دیگر اجابات بھی انداز قبیحات میں حصہ لینے کی ،

## حفظانِ صحت

### اصول تیمارداری

پیدا و زلیہ ہے اور صحت میں جیسا کہ ہوا کو دخل ہے اسی طرح سے روشنی کو تعلق ہے ، غرض روشنی اور صاف ہوا صحت کے جزو اعظم میں ہم سب تازہ و صاف ہوا کے فوائد سے بالکل نا آشنا ہیں اس لئے بیماری کا مٹانا میں ہوا کی آمد کا معقول انتظام نہیں ہوتا ۔ یوں تو تازہ و صاف ہوا ہر شخص کے لئے ضروری ہے ، مگر مریض کے حق میں اس کی ضرورت کی انتہا نہیں ، پس اس امر کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ مریض کے کمرہ میں ہوا اور روشنی کے آئینکا پورے طور پر انتظام ہو ، اور کمرہ گندگی و غرہ سے پاک و صاف اور ستھرا ہو ،

(۴) مریض کے کمرہ میں حتی الاکان آدمیوں کا مجمع نہ رہنا چاہئے اور نہ اس کے ارد گرد ہجوم رہے کیونکہ اس کی وجہ سے شور و غل ہو گا ۔ اور شہر دخل سے مریض کی طبیعت خراب ہوگی ، مریض کے لئے سکون اور اطمینان کی حالت نہایت ضروری ہے کمرہ میں صرف وہ لوگ رہیں جنکی موجودگی لازمی ہو ،

(۵) مریض کے روبرو مایوسانہ کلمات ہرگز نہ استعمال کریں اس سے اس کے دل کو صدمہ اور مرہن میں زیادتی ہوگی ۔ ناواقف لوگ اکثر جب کبھی کسی مریض کی بیمار پرسی کو جاتے ہیں تو اس کے سامنے ہر کے مرہن کی ترقی اور صحت سے مایوسی و غرہ کا ذکر شروع کر دیتے ہیں اس سے قطعی طور پر احتراز لازم ہے ،

اور احمکیم ،

رفزہ حکیم غلام محی الدین صاحب کی

از بسین

تیار واری یا بیمار کی نگہداشت اور خبر گیری ایک ایسا فن ہے جس کا جاننا ہر شخص کے لئے نہایت ضروری ہے اگر تیماردار کی غفلت یا ناواقفیت کی وجہ سے مریض کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے بلکہ بعض اوقات مریض اسی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتا ہے لہذا اس کے متعلق ہر شخص کو کچھ نہ کچھ معلومات کا ہونا ضروری ہے امید ہے کہ ذیل کی عام ہدایات پر عمل کرنا مریض کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوگا ۔

(۱) سب سے پہلی بات جس کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ مریض کی غذا اور غذا کا فکر ہے ، مریض کو وہاں اسی طبیب کی ہدایات کے بموجب دیا جائے جس کے وہ زیر علاج ہو ، وقت کی نہایت سختی سے پابندی کرنا چاہئے اکثر لوگ دوا دین علاج میں خود اپنی طرف سے یہی کوئی دوا دیدیا کرتے ہیں اس سے احتراز کرنا لازم ہے ، کیونکہ اس طریقہ سے نہ صرف طبیب کی دوا کافی اثر نہیں کر سکتی ۔ بلکہ بعض وقت سخت نقصان ہو نیکا اندیشہ ہوتا ہے ۔ اسی طرح غذا میں بھی نہایت احتیاط کی ضرورت ہے ، نیز اس کے دوا اپنا پورا اثر نہیں کر سکتی ، ممنوعہ مشابہ اسے قطعی پرہیز کر دانا چاہئے ،

(۲) دوسری ضروری بات مریض کے جسم و لباس کا صاف رکھنا ہے ، جسم اور لباس کے میلا ہونے سے مریض کی طبیعت گندہ ہوتی ہے ، برصاف اس کے اگر صفائی کا محی اندر رکھا جائیگا تو طبیعت بشیر رہیگی ، اور ہر طرح سے مرہن کی شدت میں کمی رہیگی اور جلد آفاقہ ہوگا ۔ (۳) جس مکان یا کمرہ میں مریض رہے اس میں روشنی اور تازہ ہوا آئینکا کافی انتظام ہونا چاہئے ، ہوا جاندار کی صحت اور زندگی کا

کچھ کہیں لوگ مجھے سنو ہے بابو ہی بنوں  
کون کا رہے جو گھر آتا ہے بدنامی کو

کوٹ اک خوب سالے آتا ہوں نیلا ہی سو  
اور بنا لیتا ہوں تیلوں بھی باجالی سے

## تم کو روتا ہی شبِ روز تمہارا قرآن

حق کبھی دیکھئے مسلم کا جوتا رات قرآن  
ایک آیت پہ نہیں ایک کا بھی ٹھیک عمل  
اے فلک کون تھے وہ لوگ جو کہتے تھے  
ایک بات نہیں لگتی خدا کی حکمت  
جب سے قرآن نہیں دین بھی دنیا بھی نہیں،  
اب تو لے ماتہ میں ای یار! خدا راقراں  
چاہے نسیاں میں دہی جہنے اتارا قرآن  
منہ سے کہتی ہے سبھی قوم ہمارا قرآن  
دل سی محبوب میں جان سی پیارا قرآن  
کر کے بسم اللہ جو پڑھ جائے سارا قرآن  
اب تو لے ماتہ میں ای یار! خدا راقراں

کوئی مسلم جو ملے تجکو تو کب دینا رشید  
تم کو روتا ہے شبِ روز تمہارا قرآن

## توفیقِ فیصلہ کا کثمہ

ایک جوان مالدار نے دو تین برس کے عرصہ میں اپنی کل جائیداد  
عیاشی، اور نفوذِ فخرچی میں برباد کر دی، اور باطل محتاج ہو گیا۔ جب بے دوست  
بہلا ایسے وقت میں کب کام آئے میں غم خودی کے بے لے اس سے نفرت کرنے  
لگے، جب وہ ہناسم ہی محتاج ہو گیا تو اپنی اُمید کی ذلت اور مصیبت کو  
خیال کر کے اس نے جان دیے کا ارادہ کیا اور دلبین نہان لیا کہ پہاڑ پر  
سے اپنے کو گرادے، غرض خودکشی کا مصمم ارادہ کر کے وہ ایک پہاڑی کی  
چوٹی پر چڑھ گیا، وہاں سے وہ کل بستیاں جو ایک دن خاص اسی کی تھیں  
نظر آئے لیکن، ان کو دیکھ کر وہ دبیائے تجیر میں ڈوب گیا اور گنتوں کے  
بعد توفیقِ فیصلہ نے سہا دیا، بہت اور سہ قلال نے جو بازو پکڑے، تو  
ساحلِ مقصدِ غنائے نگاہِ خوشی کے مارے اوچھل پڑا، اور کہنے لگا  
کہ میں پہر اپنی کل جائیداد کا مالک ہو گیا، یہ کس طرحے اتر آیا اور چند مزدوروں  
کو کوئلہ اٹھانے دیکھ کر فوراً خود ہی اٹکا شریک ہو گیا، جو کچھ مزدوری ملی،  
اس میں ہی نہوڑا تو خرچ کیا! اور باقی رکھ چھوڑا۔ اسی طور سے برابر محنت کرنا

ابج کے کام کو چل پہاڑا کہتا ہے  
کسی تحمید کا یہ شوق ہے جو صحرا میں  
کارخِ مقصد کی وہ پانی میں بنا دیتا  
ایک پاؤں کو درختی کو کھڑا کہتا ہے  
بادِ آشک سے دیکھ چشم کے ساغرِ لبریز  
نخل ہستی کو ہی آب ہرا رکھتا ہے

# کوئی اصول سیکھو

## کیونکہ

### آج کل دن بہت بربہیں

تنگنا کی دہری نا پائیداری کی ڈیڑھ گزین افلاک کی ناسازگار سی گائی  
دوسرے کہ نہیں رنگ بہار زندگی غمگین سی گائی کی دوستداری کی گائی  
خاک میں ناموس بیاں بخت مل گئے اندھ کی دنیا سیر راہ و رسم باری گائی  
جہاں زندگی کا سائیکل راہ راست کی صورت تک سونا آشنا ہو  
داں منزل مقصود کی وال کب گنتی ہے، دنیا کی ہے؟ بے اصولی کی گنتی  
زندگی کے کہیں ہیں؟ خاک اور دہل اڑانے کو، عمر کی تعریف کیا ہے؟ پیدا  
ہونا، اچھا، کوڑا، اور پھر مر جانا، اگر کوئی یہ کہے کہ یہ سب بائیں بے  
دوقنی اور جہالت کے شعبہ سے ہیں، میں کہی تسلیم نہ کروں گا۔ دنیا میں  
ہرگز ہرگز عقل و دانش کی کمی نہیں، غور و فکر کی گراں نہیں، انسان  
سمجھتا ہے اور پھر غفلت کرتا ہے، آزمائش اس امر کی ہے، اگر کسی شخص کو  
”بد تہذیب اور بے اصول“ کہہ دیکھو، دھول دھبہ ہونے لگ جائے گا۔  
ناما پائی شروع ہو چکی، اس سے بچہ بچہ نکلتا ہے کہ ہر انسان بے اصولی  
اور بد تہذیب کی قنات سمجھتا ہے،

اے میرے مخاطب! ع

بس اک نگاہ پر ہنر ہے فیصلہ دل کا

تیرے اعمال و انحال اور تیری غیرت و حمیت سے یہ امر خوب واضح  
ہوتا ہے کہ تو بے اصولی اور بد تہذیبی کو بدترین گالی خیال کرتا ہے اور پھر یہ  
بات بھی بالکل صاف ہے، اور تو تسلیم کرتا ہے کہ تہذیب و اصول اور ان کی  
پابندی ان کو اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی، جب تک اس کی زندگی  
کے لئے کوئی خاص منزل مقصود مقرر نہ ہو، اس کے دوسروں کے بچے جو ایک  
خاص سیدھی ٹرک نظر آئے، ان کو نہ منزل مقصود اور مراط مقصد کے بغیر  
سو سینے بے قاعدہ ہوتا ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ سا لہا سال کی زندگی  
کے بعد بچے سچی خور کے کتے کے نصیب ہوئے ہیں، جنہیں تو نے معاملات حیات  
و مات پر غور و فحس کرتے ہوئے نہایت احتیاط اور عقل مندی کیا ہے  
زندگی کی ہیئت کا ایک طرہ فیصلہ کر دیا ہو اور اگر نتیجہ کوئی یہ لکھ پاؤں  
جس میں تیری دور بینی اور معاملہ فہمی مقدمات حیات کا فیصلہ کرتے بیٹھی ہو

یہ مسافر کیا ہے؟ عجیب لطیف ہے کہ دس قدم لوہے کو دوڑتا ہے  
تو میں قدم چیم کو نکل جاتا ہے، اور پھر مڑا، اب مشرق کی طرف مڑے  
اور بے تحاشا ہلکا جاتا ہے، بہت دور نکل گیا۔ بھاگتا بھاگتا جو پڑ  
کے کنارے تک جا پہنچا، خزاں کی کوس لہر میں پانی کا طوفان کر رہا ہے  
یہ پانی میں چھلانگ پڑا، کپڑے سزاؤں پر لٹے اسی سے لت پت ہو گیا  
آفت، آفت، اب تو غلطے لہا رہے، دوڑو، دوڑو، کہیں ڈوب ہی  
نہرے، میاں لتی رکھو، یہ سزاؤں والی جہنم نہیں، نیچے  
مبارک ہو جو پڑ نہیں جاتی اس کی دم پکڑ بچا ہے، اب بچ رہیگا  
نہیں نہیں دم نہیں، یہ تو نہیں کے ساتھ ہی چھٹا جا رہا ہے، یہ لوہ  
واہوا، بھینس ڈری اور بھاگی، جو پڑے نکل آئی، عجیب ہی تماشہ ہے  
فرس پر گھٹنا جلا جا رہا ہے لیکن دم نہیں چوڑتا۔ کوئی دیوانہ ہے خیال  
کر ضرور مر جائیگا،

دشید! ایک دیوانے کی حالت پر کیا روتے ہو۔ یہ تو دنیا ہی  
دیوانوں کی ہے، ایک ایک کے سر پر کپڑے جو کر سیتو، ایک ایک کی  
جان کا ماتم کرو، سینہ کوٹو، بال نوچو، ایچو اور جلاؤ، وہی ایک شخص  
تو دس قدم لوہے کو اور دس قدم چیم کو نہیں دوڑتا بلکہ سبوں کا یہ حال  
ہے، ہم اور وہ پرستخو اڑانے کے لئے توجہ دل بھیجتے ہیں۔ لیکن یہ  
خبر ہی نہیں کہ ہماری زندگی خود نکالیاں پھانسنے کے قابل ہے، کہتے ہیں  
جو مراط مقصد سے جدا نہیں ہوتے اور سہاج قدیم پر ثابت دم اور  
مستقل قدم ہیں، کہتے ہیں جن کے ایمان میں استقلال، ارادے میں  
استقامت اور عزم میں استحکام ہے، کہتے ہیں جو قول کے کپے دے دے  
کے پورے اور زبان کے پابند ہیں، کہتے ہیں جو دل کے سچے، نیت کے کپے  
اور باطن کے خالص ہیں، اگر کوئی ایک ہی خود غرضی کی آلودگی، غریب  
کاری کی کثافت، شیطنت کی لاگ اور بے اصولی کی لگاؤ سے مرعہ  
نہیں تو پھر کسی ایک کی حالت پر کیا رونا، صاف ماتم کیاؤ اور دنیا  
پر کے اخلاص و وفا کا ماتم کرو،



**تبرک انگوٹھی** جاندی کی نہایت ہی خوشنادر و غریب اور منفرد انگوٹھی کے چھوٹے سے بشت پہلو خوش نام سرخ باسز یا آسانی لکینہ بوجہ  
 میجر صنعت سے خوش نام سنہری سبک خوش نام حروف میں تمام صورت قلم ہو کر  
 ایسی خوش نام اور نہایت کثرت ہے کہ دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے بی انگوٹھی ۲ روپے اگر سورہ قلم ہو گئے نیچے اپنا نام ہی خوش نام سنہری سبک خوش  
 میں کندہ کر امن تو بی انگوٹھی پر اسی قسم کا کمر طیب، انفرس اور فتح قریب، انداکبر، سبحان اللہ، ماشاء اللہ، حبیبی، دھم الوکیل، یا ایسے  
 بکاف عبدہ، سلام قول من رب الرحیم، کندہ شدہ لکینہ والی انگوٹھوں میں سے ہر ایک کی قیمت ۱۰ روپے اور خوش نام حروف ۱۰ روپے کے گٹ لکینہ  
 ایک لکینہ صورتہ منگالیں ہار کا حوالہ ضروری ہے، وعدہ، اگر انگوٹھیاں بہت کے خلاف ہوں تو وہیں کر کے موصول اپنی قیمت منگالیں  
 میجر کا رخانہ تبرک انگوٹھی گوجران سٹریٹ پانی پت کرناں

**ہندوستان بھوکا اور تعلیمی نفرت دار اجنبی** یہ بات مسلم ہے کہ کسی ملک کی زندگی اور موت کا خلاصہ محض اس کی تعلیم پر ہوتا ہے لیکن یہ  
 ہے کہ ہمارے ملک کی تعلیمی حالت نہایت ہی گری ہوئی ہے چنانچہ تعلیم سے بے اعتنائی کا  
**اجنبی متعلم لاہور** ایک ثبوت ہے کہ ملک پر میں اجارہ دار کے اجراء سے پہلے کوئی بھی خالص تعلیمی اجارہ نہ تھا  
 یہ اجارہ تعلیمی مسائل کے دو ماہرین کا فی کی انگریزی میں ۱۰-۱۵ اپریل ۱۹۲۰ء سے محض تعلیمی مسائل پر بحث اور سبک دہنی کرنے کی شاعت تعلیم کی تادیب  
 شہر تعلیم کے جدا ۱۶ کاران اور با محض کم مشاہیر مدرسین کی زبردست دلائل و تر جانی کرنے اور ہر قسم کے علمی علی اور خدائی معامین اور  
 قانہ معلومات اور خبروں کے شائع کرنے کے جاری کیا گیا ہے، جس پر کاروانی اور غیر سرکاری طور پر کثرت سے سکولوں میں ہم بیچا یا گیا ہے  
 ہر مدرس، اہل علم اور ہر بی خود ملک قوم کو اس کا خریدار بنکر مستفید ہونے کے علاوہ اپنے ملک قوم کو باہم عروج پر بیچنا چاہیے لکھا  
 چھاپی کا نقد دیدہ زیب، قیمت سالانہ صرف نو روپے سنہری، میجر اخبار تعلیم انارکلی لاہور

**اجنبی مسلم راجپوت** مسلم راجپوتوں میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے اور ان کی اقتصادی و معاشرتی ترقی  
 کو بہتر بنانے ان کے حقوق و فرائض کی نگہداشت کرنے کے لئے انجن اتحاد مسلم  
 راجپوتوں کی سرپرستی میں ہفتہ وار نہایت عمدہ لکھائی د چھاپائی کے ساتھ نفیس کاغذ پر امرتسر سے شائع ہوتا ہے، راجپوت بہائیوں  
 فرض ہے کہ وہ خود کو خریدیں اور اپنے دیگر احباب کو بھی اس کا خریدار بنا کر اپنے بہائیوں کی اصلاح و فلاح میں کوشاں ہوں اسلام  
 راجپوت کے مضامین کا مطالعہ صرف مسلم راجپوتوں کے لئے بلکہ عام مسلمانان کے لئے مفید اور ضروری ہے، قیمت سالانہ نو روپے  
 عا، غیر مالک کے لئے، نمونہ کا پرچہ مفت، جلد خط کتابت نام سکریٹری انجن اتحاد مسلم راجپوتان پنجاب امرتسر ہو

## شرح اجرت شہادت رسالہ القریش

صفحہ	سالانہ	شہادی	فی اشاعت فی صفحہ	شرائط اجرت
پورا صفحہ (۲۰ کالم)	۲۰ روپے	نئے روپے	صدمہ روپے	بذلغہ خط و
نصف	۱۰ روپے	۱۰ روپے	تیس روپے	کتابت طے ہو
۱/۴	۵ روپے	۵ روپے	۱۰ روپے	سکتی ہیں

نوٹ: اس میں دھانے کی گنتاں نہیں، اشتہار حزب اقلان خلاف قانون نہ لئے جائیں گے، میجر

## جسٹریٹریل نمبر ۱۴۷

روز بازار الیکٹریک پریس اردو میں شیخ عبدالکریم پر نثر کے تمام  
قرآنی مجموعہ کی رونق پبلشر کے لئے چکر شائع ہوا۔

# المرئیس

## مسلمان

لشکرِ درو و محبت کا سپہ دار بھی تو، خلدتِ فضل و عنایت کا سزاوار بھی تو  
دل بھی تو آنکھ بھی تو ابرو و حنجر بھی تو، سینہ عشق بھی تو حسنِ کارسار بھی تو،

اک ترے نام سے عشاق میں دم باقی ہو

تو ہو معدوم تو راستے سے نہ غم باقی ہے

جوش و ہنگامہ سی خالی ہو وہ طوفاں کیسا؟ شلخِ گلِ حبیب نہیں ہو وہ گلستاں کیسا؟

فتیس دیکھا ہونہ جس نے وہ بیاباں کیسا؟ جو گرفتار ہوں ہو وہ مسلمان کیسا؟

اصلِ اسلام تیری نفس کا مرجانا ہے،

یتیم تو حیکد کا پہلو سے گزر جانا ہو

ای مسلمان! تو غافل ہو مسلمان ہو کر، یہ چین تو نے اجاڑا ہے بہت کچھ سو کر

مانگ اس سے رحمت کا اثاثہ رو کر !! پاک کردی دل پر داغ کی چادر دھو کر

پچھترے نام سے گلشن میں بہاؤ آئیگی

پچھتری کام سے پھیل خلقِ خدا کھائیگی

# تاریخ اسلام کا ایک انقلابی نقطہ

اسلام کے پکھری ہوئی جزا کیونکر فراہم ہوئے

سلیم اب اس وقت فی الواقع مقامات مقدسہ کا محافظ ہو گیا اس نے قاہرہ میں ایک بیچارہ بیوقوف شخص کا پتہ پایا جو مستنصر باسہ کے نام سے پکارا جاتا تھا جس کا وصف اقتداری صرف یہ تھا کہ عساکر خلفا کی دوسری شاخ کا اہلکار اور خلیفہ تھا۔ سلیم نے اس پر فائدہ ڈالا اور اس کو اس وقت تک آزادی نہ دی جب تک اس نے خلافت کے تمام حقوق کو دست برداری نہ لکھ دی اس کے معاوضہ میں سلیم نے اس کو کچھ زر نقد اور ماحول و وظیفہ معسرہ کر دیا۔ سلیم نے تب اپنی انقلاب میں اس لقب (خلافت) کا بھی ہنسا ذکر کیا۔ مگر اب خلیفہ ایک لڑکا مسکین بیخ نہیں رہتا بلکہ اب وہ ایک بہت بڑی طاقتور قوت کا نمونہ بنا۔ جو اسلام نے اپنے قبضہ میں رکھی تھی، اس دن سو اسلام پنا ایک امیر رکھتا جس کے اقتدار کے ماتحت تمام سیاسی اور مذہبی امور میں۔

دنیا کا یہ عظیم آئین انقلاب کیونکر ظہور پذیر ہوا یعنی یہ کارہا خلافت خاندان عثمانی میں کیونکر منتقل ہوا اور سلطان سلیم نے حرمین کی خدمت گزاری کا شرف کیونکر حاصل کیا۔ میں انہی نتائج سے اس کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ بلکہ علما کو مکہ اور بیروت میں اپنی تفسیلات میں اس کے متعلق جو کچھ لکھا ہے عرف اس کے ترجمی کا حق اور کرتا ہوں شیخ و طمان کی مفتی شافعی اپنی تاریخ فتاویٰ اسلامیہ میں لکھتی ہیں،

سلطنت ۹۶۰ء میں سلطان سلیم نے سلطان غوری فرما کر دیا مصر و شام کے مقابلہ کا ارادہ کیا جو شاہ ایران کے ساتھ ساز باز کرتا تھا اور جس نے ایرانوں سے جنگ کے موقع پر سلطانی لشکر میں سہ لے جانے کی ممانعت کر دی تھی، ایک معمولی جنگ کے بعد سلطان کا سیاح ہوا۔ اور غوری میدان جنگ میں مارا گیا۔ سلطان شہر حلب میں داخل ہو گیا۔ حلب کے باشندوں نے مع علما و اولیاء کے سروں پر قرآن لکھ کر سلطان کا استقبال کیا۔ نفع کی تہنیت پیش کی اور رفت و مدار کی درخواست کی، سلطان نے مہربانی کا سلوک کیا اور شہر

سلطان سلیم نے شہر ۹۶۰ء میں جب عثمانی تخت پر قدم رکھا تو دنیا نے اسلام انتشار اور ہراکت کی کجالت میں تہی اس نے واسطے بائیں آگے پیچھے جہر نگاہ اٹھائی، اسلام کی سیاسی قوت پارہ پارہ نظر آئی اس نے سمجھا کہ جب تک اسلام کے اصلی عناصر عراق و شام و مصر و عرب ایک مرکز پر جمع نہ ہو جائیں گے اور اندر اسلام خلافت کے ایک متحد نقطہ پر مضبوط نہ ہو جائیں گے، اسلام کے یہ پکھری ہوئے اجزا فراہم نہیں ہو سکتی اور نہ ان میں دشمنوں کے حلوں میں محفوظ رہنے کی طاقت آئیگی، یہ عقیدہ تھا جس نے سلطان سلیم کو دنیاوی اسلام کو اپنے بلانی علم کے نیچے جس سے زیادہ مضبوط طاقت ور اور وسیع کوئی دوسرا اسلامی علم روحی زمین پر موجود نہ تھا لانے پر مجبور کیا خلافت اور سلطنت کی دو علیحدہ علیحدہ شخصیتوں میں تقسیم نے خلافت کے اقتدار و رعیت و سطوت کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ اس لئے ضرورت تھی کہ یہ دونوں شخصیتیں ایک مستی میں مدغم کر دی جائیں اور اس کے لئے خود سلطان کی ذات سے زیادہ موزون کوئی دوسری جہتی اس پر وہ اسکان میں موجود نہ تھی،

تجویز کا یہ نقشہ تھا جس پر سلطان سلیم نے عمل کرنا شروع کیا اور اس کا یہ خواب سلطنت ۹۶۰ء میں پورا ہو گیا۔ جب عراق و شام و مصر سب اس کے جہندے کے نیچے سے کسی بڑی لڑائی کے بغیر جمع ہو گیا۔ تمام عرب خون کا ایک قطرہ بہاؤ بغیر اس علم کے نیچے آکر گھڑا ہو گیا اور ہر جگہ جاموں اور مسجدوں کے ممبروں پر سلطان کے نام کا خطبہ پڑا جانے لگا۔ اور اب سچی دنیا کو اسلام کے قالب بچان میں زندگی کی سہ گیر طاقت کی روح نظر آنے لگی اور اب اسلام کے قرائے داخلی میں وہ قوت پیدا ہوئی جس سے دور کے پتھروں اور رگوں میں جنبش پیدا ہونے لگی،

انگریزی زبان میں اس وقت موضوع کی تاریخ عالم سے بڑھ کر کوئی جامع اور مستند تاریخی مباحثات نہیں اس کتاب کے مصنفین اس موقع پر لکھتے ہیں،

۵۰۰ پر ۵۰۰ (شرفی) دنیا پر کیا گیا، وافر قائم کیا اور اس میں ان لوگوں کے نام لکھے جو مسلم محترم کے عمارت تھے، ان میں سے ہر ایک کا سو تیار وظیفہ مقرر کیا۔ جو مصر کے خزانہ سے ادا کیا جاتا تھا۔ اور تیس آدمیوں آدمیوں کی طرف جماعت مقرر کی گئی۔ جو روزانہ قرآن پاک کا ایک ختم پڑھتے تھے، ان میں سے ہر ایک کی بارہ دینار و تیار مقرر کی، سلاطین مصر پر مال فاقہ زدہ بدوں اور مکہ کے غریبوں کے لئے غلہ بھیجا کرتے تھے، اس کو ذخیرہ کہتے ہیں، سلطان نے اس رسم کو بھی قائم رکھا اور پندرہ ہزار سالہ سالت ہزار اور ہر ایک ہزار پانچ سالہ کم (دین من) غلہ حرمین بھیجا جائے پنج ہزار مکہ مطہرہ اور حرمین ہزار مدینہ منورہ اور تمام علماء و مشائخ اور مفتیوں کے سامنے سلاطین کے حکم سے شریفی کے سوا بدید کے مطابق تقسیم کیا گیا۔ سب کی دین سے کچھ غلہ پیدا کیا جس سے حقہ سے مکہ تک لائے کا خرچ ادا کیا گیا اور مسجد کے تمام گہرا دنہ جہوں بازاروں اور لشکریوں کے سوا ہر گھر کے عورت مرد بچے خادم سب کے نام لکھ گئے، اس طرح کل بارہ ہزار آدمیوں کے نام لکھ گئے، اور ہر ایک کو سہ ماہیہ غلہ دیا گیا۔ جو غلہ فروخت ہوا تھا۔ اس کے نفع سے ایک ایک دینار بھی دیا گیا۔ اور چاروں مذاہب کے مفتیوں میں سے ہر ایک کو تین تین اور غلہ دیا گیا۔ اور بعض خاص اداؤں کے مرتبہ کے مطابق انکو کچھ زیادہ دیا گیا بیشع قسطنطنیہ کے ایک مشہور عالم اور معاصر مدبر کا بیان ہے کہ سلطان نے عطیہ و محبت کی یہ سب سے پہلی قسط تھی (معارف)

اک بے بسی کا عالم دنیا پر چھارہ ماہ وہ غلہ کا جو بادل اڈا کے آئے ہے اسلام ہے بہنو میں ماں ناخدا کوئی کیا اب بھی بے نیازی اپنی دیکھا ہے اور حق دو عالم رفتہ مدد ہی ہے اسلام ملکوں کے مانوں سے جاری ہے اب تو بلا نور پر تباہی کو تیر سہ روز رفت کا دور رس کو بید ستار ہے تباہی میرٹھی (الہلال)

### خود غرضی

میں صادق خود غرضی نہ بھی شام کو کم کچھ نہ آغاز غرضی قصور نہ انجام سے کام جسے میں پیدا ہوا حرف ہی نہ تھا اپنے غلہ کے مطلب مجبوراً کم کم رشتہ

میں داخل ہوا۔ جامع مسجد میں سلطان کے نام کا خطبہ پڑا گیا۔ خطیب پہلے سلاطین مصر کے القاب میں خادم احمد بن الشریفین کے الفاظ پڑا کرتے تھے، جب حلب کی جامع مسجد میں خطیب خطبہ دینے کیلئے گھڑا ہوا تو سلطان سلیم کے نام کے ساتھ بھی اس نے خادم الحرمین الشریفین کا لقب پڑا۔ سلطان اس سے بچہ سردور ہوا اور اسے یقین ہو گیا۔ کہ آخری نفع اس کو نصیب ہوگی۔ اور حرمین الشریفین کی خدمت کا خزانہ اس کو حاصل ہوگا۔ اس خوشی میں خطیب کو وہ حد عطا کیا جو خود سلطان زیب برکتے ہوئے تھا اس کی قیمت ۵۰ ہزار غرض تھی۔ اس کے بعد سلطان شام کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں کے لوگوں نے دعوام و حامی کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اور وہ بھی ان سے نہرانی کے ساتھ پیش آیا۔ یہاں تین جہینے سلطان نے قیام کیا اس دسیان میں جامع مسجد میں گیا اور امام نے ان کے نام کا خطبہ پڑا۔ یہاں سے بیت المقدس ہو کر مصر کا ارادہ کیا اور ۱۳ محرم ۹۷۰ کو مصر پہنچا۔ یہاں غدی کے بعد سلطان اشرف کو مملوکوں نے دینا بادشاہ بنا لیا تھا۔

تاریخ کی دوسری کتابوں میں ہے کہ سلطان نے پہلے اشرف کو صلح کا پیغام بھیجا اور صرف یہ بشرط کی کہ وہ سلطان کی اطاعت منظم کرے۔ اس نے یہ شرط قبول کر لی تھی، کہ مملوکوں نے اس کو مار ڈالا اور اب انی طوائف المملوک پیدا ہو گئی کہ نہ جنگ کا سامان ہوگا اور نہ صلح کے شرائط قبول ہو سکی۔ ناچار سلطان نے مصر پر براہ راست قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں حرمین کی خدمت سلطان نے اپنے گھر لے لیا۔ یہ پہلا دن تھا۔ کہ سلطان سلیم نے عبا کو خلافت دے دی اور دنیا کا اتنا بڑا انقلاب اس مسیح و رشتہ اور یوں مسند و قبول عام پایا اور اسلام کے سب سے بڑے دینی مجمع یعنی موسم حج میں جہاں دنیا کی مسلمان قومیں جمع تھیں اس کا سلطان ہوا اس کے بعد یہ واقعات سننے کے لائق ہیں کہ اس اطاعت و بیعت کے بعد سلطان سلیم نے تین برس کی قلیل مدت میں حرمین کی خدمت گزار ہی کے کیا فرائض انجام دیے

ہر سال صلح جو محل و شہر ان شاہی اور خلعت لیکر آتی تھے سلطان کے حکم سے وہ حج کے بعد بھی مکہ معظمہ میں مقیم رہی اور بیت سے نیک کام انجام دی جس کا ثواب سلطان کو پہنچا یا بخدا ان کے ایک یہ کہ سلاطین مصر کی طرف سے شریفی کچھ وظیفہ ملتا تھا۔

# ایک غلط فہمی

## آوان و کوکھرتیشی نہیں

کی غیر ملکی اولاد قرار دیکر آوان کو عون کی نسل بتایا، لطف یہ ہے کہ حضرت علی کے مقصد و اخلاف میں سے کسی کا نام عون نہ تھا اور حضرت جعفر کے جس نسبہ زندہ کا نام عون تھا اس کی نسبت کتاب المغنی ابن قتیبہ میں درج ہے تنقلاً فی بیشتر ولا عقب لہ مقام شتر میں مارا گیا اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے، پس عبدالسعود کی حقیقت نافرین برسلکف ہو گئی، اور اس کی بے اولادی کا حال بھی واضح ہو گیا۔ بطور دیگر غور فرمنا چاہئے کہ عون کی فرضی نسل کا نام عون ہونا چاہیے نہ کہ اعوان بصورت جمع، اور وہ بھی الف کے ساتھ، بہت آوان بس کے معنی عربی زبان میں وقت اور زمانہ کے میں اس طرح عون اور آوان میں کوئی لفظی اور معنوی تعلق بھی قائم نہیں رہتا۔

بالمیقن سترہ، آوان کی اہلیت عرب سے نہیں پائی جاتی۔ البتہ ہندی یا خراسانی راجپوتوں میں سے مثل بلوچ، بہائی اور قاسم خانی وغیرہ کے ممکن ہے، کیا راجپوت بمقابلہ افغان اکثر قدیم راجپوتوں کی نسل سے ہیں جو تسلط و اطوار کی وقت مشرق بہ اسلام ہو گئی، اور مثل تو مسلم طور پر ال چین کے ہم نسل اور برادر ہیں، جو صرف ۶ سو قبل مسلمان ہوئے ہیں چنگیز اور ہلاکو نے اس کا سر اور گردہ اسلام کے دشمن تھے، اسلام قبول کرنے پر بھی مدت تک وہ دول اسلام کو ضرر پہنچاتے رہے۔ خوارزم شاہ نامی کی بربادی انہیں کے ہاتھ سے ہوئی۔ تیمور نے بھی تنہا سلطنت ہند کو ہی غارت نہیں کیا بلکہ ایلدیم باغیرید سلطان روم پر اس وقت تک پانی چڑھائی کردی جبکہ وہ سلطنت آسٹریا کے دارالریاست کو محاصرہ کر رہے ہوئے تھا۔ تیمور کے بے ہنگام حملے سے آسٹریا کو نفع عظیم اور ممالک کو صدمہ عظیم پہنچا۔ اگر بادشاہ نے باوجود مسلمان ہونے کے اپنی مادہ کمرہ کے انتفاع پر یہ بتیغ تورہ چنگیز خانی رین دیرت کا مصفا یا بانڈا رسیج کیا۔ اس سے مانا گیا ہے کہ راجپوت و معول کے رسوم تعزیت یکساں تھیں، دیکھو اگر نامہ اور ٹاڈ رجسٹران، "کھوکھڑ قطعی راجپوت مانے گئے ہیں، جس سے یہ خیال بعض بگڑ کر لفظ گلہڑ بھی پیدا ہو گیا ہے،

صحیفہ المیزان جلد ۹ نمبر ۹ کے مضمودم پر ایک مضمون فرقہ، آوان کے قریشی و عدم قریشی ہونے کی نسبت استفسار درج ہوا ہے اور دوسرے سخن برباد یا سنج نگاری راجم کی طرف بالاختصاص ہے جس وجہ بعد اپنی مسلمات اور تحقیقات کے بلا خیال توافق و مخالف شخصی جواب تحریر کیا جاتا ہے،

مضمون مذکور کے آغاز میں جو اخذ مسلم راجپوت کا حاصل ہے، بیان کیا گیا ہے کہ قدیم الایام میں جس کا خاص زمانہ نہیں بتایا گیا، ایک قطب شاہ نام حضرت علی کی نسل غیر فاطمی ہی بغداد میں رہتا تھا۔ جس کے دو اخلاف عبدالسعود اور ناصر میں سے اول الذکر کی نسل میں آوان میں، اور وہ ہرگز راجپوت نہیں، ایک تریف قوم ہیں، وغیرہ وغیرہ اس لفظ قطب شاہ پر غور کیا جائے کہ ازمنہ سابقہ کے بزرگ یاد دہانیوں کے نام پر لفظ شاہی کا استعمال ہرگز نہ ہوتا تھا۔ شیخ عبد القادر گیلانی۔ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ احمد عجد الف ثانی، شیخ فرید الدین دعوہ حضرات، معنی و ستریشی الاصل ہونے پر بھی لفظ شاہ سے مخاطب نہیں کئے۔ بلکہ لفظ شیخ کے ساتھ مشہور ہیں۔ لفظ شاہی کا استعمال دہلیش کے نام پر پہلے زمانہ میں ملک ہند میں کیا گیا ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب دعوہ کے نام پر مستعمل ہے، نامی گرامی ادیب ایساخرین میں حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کا تائید ہے۔ جو تین سو سال قبل جب انگریز بادشاہ کے عہد میں گئے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ اس وقت تک لفظ شاہ کسی مذہبی دہلیش کے نام پر مروج نہ ہوا تھا، جیسا کہ اب معمول ہو گیا ہے،

دوسرا امر عبدالسعود (تجدات خیال مسلم راجپوت) کسی ایک شخص کا نام قدیم الایام یا متوسط العہد اطوار میں نہیں پایا جاتا اس منطقہ و غلطی کی بنیاد یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی کے بڑا دھڑا حضرت جعفر طیار کے تین اخلاف بنام عبسہ اور محمد اور عون زینب ان کے بنے بنت فاطمہ کے بطن سے تھے، پہلے نادونی اور تعلقات کے نا میں دو نام عبسہ اور عون کو ایک نام بنالیا اور اس کو حضرت عسلی

باشندگان کو با تامل حق مساوات عطا کیا، بقدر کل مومن اخوة عطا کو مناسب و تعلق رشتہ و یگانگی میں کسی قسم کا امتیاز نہ رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عام و نیز ماعقب حکمرانان عوام اہل مردانہ و عبا سید کے عہد میں جیسے ممالک مثل شام و مصر و آفریقہ و ایران و توران و خراسان و بلوچستان و کرمان تا بہ سندھ فتح ہوئے، وہاں کے کافرانام بالعموم دارہ اسلام میں داخل ہو گئے، لیکن برخلاف اس کے بہستنائے سندھ و گجرات جہاں قربت کے باعث اہل ہندو کی کچھ اقوام پورچ گئی ہیں ریگستانی و جونی انقطاع ہندوستان اہل عجم یعنی افغانہ و مغول کے آہوں بچ ہوئے اور ان حضرات نے اپنے خیالات نسل پرستی سے اہل ہند میں سے اعلیٰ درجہ کے کثیر پراہمن و راجپوت اقوام کے ایمان لے آئے برائے اختلافی حق مساوات یعنی شرف رشتہ داری سے ہمیشہ محرم رکھا۔ اگر بادشاہ جیسا آزاد خاں بعض ہی راجاؤں کی بیٹیاں برضا مندی لے لینے کے سوا ان لوگوں کو دفتر دہی کا روادار نہ ہوا۔ اگر راجاؤں اور مسلمان سرداروں میں رشتہ واریاں جاری ہو جائیں تو جمیع راجگان قیدیم آج مسلمان نظر آتے ہیں نقص فوق پسندی نے وہاں ترقی اسلام سد و کردی

شرقی افغانستان کے افغانہ شیر راجپوت نسل سے ہیں، اور مغربی قطعی اہل عین کے برادر محرم قوم ہیں۔ لیکن ان سمرعی الاصل حضرات فریسی و ہاسنی رشتہ داری روار کہتے ہیں اور اہل ہند کے نو مسلم اقوام پرہمن راجپوت، کنبود، کلال، و غیرہ سے جن کے بزرگ وسط ایشیائے ہند سے تھے۔ بالکل رشتہ وانا طر پند نہیں کرتے، اس خیال تغیر، تغیر سے خواہ مخواہ نو مسلم اقوام ہند اپنی اصلیت ایک عیب سے ثابت کرنے کے سعی میں

### قومی ترقی و تنزل کے اسباب

بہ اعتقاد اسلام جمیع اقوام عالم حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نئے ذاتی افعال سے بندہ ولپت درجہ پایا ہی آدم کے دو اخلاف قابیل و ہابیل میں سے ایک نیک اور دوسرا شقی مانا گیا۔ حضرت نوح کا نذرند بوجہ کفر مردود بارگاہ انردی ہوا حضرت ابراہیم کے پدربوجہ بت پرستی مقبولیت خداوندی سے محروم ہے رسول اللہ کے علم خاص الوطاب عدم قبولیت اسلام سے فہل جنت نہ ہو گئے، قوم یہودی یعنی بنی اسرائیل کی قلت تعداد و تنزل کا

چند ذراصال قبل مہا بھارت یعنی محاربہ عظیم کے بعد جس میں سری کرشن اور اس کے برادر بھرام کے کارنامے مشہور ہیں اکثر راجپوت گزند پاکر ہندوستان سے خراسان جا بے تھے، جن میں سے اکثر توبت لفظ اسلام ایمان لے آئے اور بعض سندرہو کر واپس ہندوستان میں آئے، سری کرشن کی اولاد میں سے جو سرغنہ ہند میں وارد ہو کر سیلمیر کے راجاؤں کا مورث اصلی بنا۔ اس کا نام بیانی رکھا گیا۔ کنبو راجپوتانہ کی زبان میں پتھر کو سیاہ کہتے ہیں۔ اسی بیانی نامی راجپوت کی اولاد راجپوتانہ میں بیانی اور پنجاب میں بٹی کہلاتی ہے اور اکثر مسلمان ہی ہو گئی ہے اور جو افغانستان میں رہ کر مسلمان ہو گئے، وہ قدیم افغانہ میں غلط ہو گئے ہیں۔ یہ ایک مطول قومی تحقیقات ہے جو اس وقت سے ۳۵ سال قبل زمانہ ملازمت ریاست ادو پور سینکروں تاریخی کتب مختلف الاسندہ قدیم کتب عربی فارسی و سنسکرت ادبزاروں شاہی اور ریاستی ویرنہ کاغذات سے کی گئی ہے ہماری مولفہ تاریخ تحفہ راجستان میں بہ جمیع مطالب مع دیگر عجیب واقعات کے درج ہیں۔ اس تحقیقات سے تاریخ ہندوستان پر بڑا متبرک اثر پڑا ہے۔ کیونکہ ایک صدی قبل کرل ٹاڈ نے ایک مطول کتاب ٹاڈ راجستان تالیف کر کے براہ نصیب اہل اسلام کے خلاف بہت سے غلط قیاس معاین درج کئے ہیں اور اس کتاب سے دیگر مؤرخین فرنگ و ہند نے اکثر مضامین لیکر تاریخ ہند کو غلط مشتہل کیا ہے، ہم نے قدیم سخی کتبات و کتب قدیم سے جمیع اغلاط ٹاڈ کی اصلاح کی ہے، جس کی تردید کوئی اہل مزنگ نہیں کر سکا اس آزادانہ محققانہ تحریر کے باعث سیزدہ ساندہ ملتہمت اس نامی ریاست کی ہم نے ترک کر دی تھی بلکہ بشرط مہات و دست زمانہ کسی وقت یہ مطالب بصورت کتاب مشہر کئے جائیں گے

### فاستحان عجم و اہل ہند

فی زمانہ خواہ مخواہ ہر ایک ہندی الاصل گردنے حالانکہ ان کے قدیم اجداد کو شل اہل عرب و عجم کے ملک وسط ایشیاء سے آبا ہوا مانا گیا ہے۔ اپنی شل کا ماخذ بعض ناموران عرب کو قرار دینے کی سعی لا حاصل کی ہے جس سے بچائے موثر ہونے کے اہل بصیرت کے نزدیک محقر شمار ہوتے ہیں، ہمارے خیال میں جس کی وجہ خاص یہ بانی جاتی ہے کہ وسیع کینال فاختان عرب نے جس ملک کو فتح کیا۔ بصیرت اسلام لائے کے وہاں کے



جو از روئے تحقیق لائق مطلق النسل ہیں، چنانچہ ہماری صوبہ میں ایک آسودہ گروہ بذلیہ عیسیٰ بن مصعب ابن اذریر تک اپنا نسب جو نوجوان بلا اولاد جنگ میں قتل ہوا پہنچاتے ہیں۔ ملک پنجاب کی ایک حکمران ریاست والے حضرت حمزہ عم رسول مقبول سے اپنی مہلت کا بہت بگاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت حمزہ لا اولاد تھا۔ بہت حد میں شہید ہوئے۔

علی بن القیاس فرقہ آوان بھی اپنی نسل ایک شخص عبد عوان سے بتاتے ہیں۔ جو جنگ میں بغیر اولاد قتل ہوئے۔ یہ خیالات لاطالی ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ولا تزکوا انفسکم ان بزرگواران، تم اپنی ذاتی پاکیزگی کا دعویٰ نہ کرو، وہ اصل نفس کو بابتا ہے پاکیزہ بنانا ہے۔ یعنی بمطابقت ان کے اعمال سنہ کے، ۲

گل از خار است و ابرہیم از آذر

محمد عبید (صاحب) قرصی امر دہلوی ۲۔ جون مسئلہ ۶

خاص سبب یہ تھا کہ وہ تمام دنیا سے خود کو افضل و برتر جانتے تھے اس لیے نہ سبب اور اپنی قوم میں کسی غیر خنس کا داخلہ ممنوع جانتے تھے حتیٰ کہ ملک مصر سے ہجرت و خروج کے بعد ملک شام کو آئے ہوئے غیر قوم کی بہت سی عورتیں بنی اسرائیل نے خانہ انداز کر لی تھیں، اور ان سے بہت سی اولاد بھی پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن اس مخالفت کو نہ رگھان قوم نے قطع نہ کیا اور نہ مسترد کیا۔ اور تمام مدخل عورت اور انکی اولاد و نسل بنی اسرائیل سے خارج اور جدا کر دی گئی۔ برخلاف اس کے حضرت اسماعیل ولد حضرت ابراہیم نے جو بنی اسرائیل کے چچہ ہی تھے۔ باجائز پذیر نہ گوار ملک عرب میں سکونت اختیار کر کے وہیں کے موثر خاندان میں سے اپنی زوجہ کا انتخاب کیا۔ اسی باعث ان کی نسل کو عرب متغیر کہا گیا جو یا اس طور پر فرقہ خزانہ عرب یعنی قریشی نامی لوگ اہل باشندگان عرب نہیں ہیں ان کے قدیم مورث نے ملک شام سے عرب میں آکر اہل اقامت ڈالا تھا۔ پس دیگر اقوام مندلا حاصل قدیم عرب بننے کے ولادہ دیا تھا، فعال حسنہ دنیا میں بھی وجہ افتخار و عاقبت میں بھی ذلیل نہ فلاج کار میں، عجیب تر یہ امر ہے کہ تحقیقات قدیمی پر کامل درگ نہ ہونے سے ایسی بزرگان دین تک نسبتاً سے پہنچائے جاتے ہیں۔

## مجرأت عاون

وسفیدی بیغہ مرنا ایک عدد باہم مخلوط کر کے خداد کریں، اس سوزن دفع ہو جائیگی،

حب طاعون، جدہ دار خلط الی تولد، فلفلی سیاہ ۶۰ صند سفید ۶۰ ماشہ، کا فر ۳۰ ماشہ سب کو پس کر بھر موندگ گویاں بنادیں،

چھینا اندہ طاعون، گل نیلوفر ۶۰ ماشہ، آلو بخارا ۱۰ دانہ، گل بیوطی ۴۰ ماشہ، ابرادہ صندل سرخ ۴۰ ماشہ، عوق نیلوفر ۳۰ ماشہ، کھجور حب طاعون ۲ عدد ہمراہ خب اندہ تولد کے صہب شام استعمال کریں،

محافظ طاعون، گل اسبی تولد کا نور تولد حب خفالی تولد نہر صہب خفالی تولد دار قاتلہ صغار تولد، ست گلو تولد شیر ۶۰ ماشہ ردہ مکیوٹا پاؤ، ردہ کوزہ دیر کرل کریں اور سیاہ خشک کر کے بھر داندہ خود گویاں بنالیں خود

طاعون کیلئے صرف یہ چمکلا کافی ہے، کہ مریض کو برگ مار سبز کھانا شروع وہ پتے مطعون بالکل شیریں معلوم ہونگے اور برابر کھانا جائیگا۔ کہلانے کہلانے جس وقت اس کو کڑواہن معلوم ہونے لگے فوراً بس کریں اور پھر نہ کھلائیں کہ وہ اچھا ہو گیا انا، نعالے اس وقت وہ طاعون سے ہرگز نہ مرے گا۔

عندہ طاعون پر چونہ کوسات مرتبہ پانی میں بچھا کر پیرسات مرتبہ معقول کریں۔ اس ترکیب کو پانی میں گہول دیں۔ جب وہ تہ نشین ہو جائے، تو اوپر سے پانی پھٹا کر دسرا پانی ڈال دیں، کسی بخاری سے گہنگنی دیں پھر رہنے دیں کہ چونہ تہ نشین ہو جائے تو پھر اس پانی کو معتدل دیں، ورنہ پانی خفالی ترکیب سابقہ کیلئے سات مرتبہ روزے کی جھٹ ۲ تولد تولد

# مساد اکرام اور رواج

پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء

معاصر الہامی "شرفیت اور رواج" پر تبصرہ کرتا ہوں  
قانون رواج پنجاب کے حوالہ سے مساد اکرام کے ان غیر  
مشروع رواج کا ذکر کرتا ہوں جو مسلمان خواتین و احکام  
ربانی کے سراسر خلاف ہیں، عام موصوفت رکھتا ہے، کہ  
سیّد رواج کے تابع ہیں اور غیر مشروع محمدی کے

یہ ایک جملہ ہے جو مشروع و متدین لوگوں کو ہی نہیں عام  
حیوان اسلام کو عسقلان خجالت میں عسقلان کر دینے کے  
لئے طوفان فوج سے کم نہیں، اس سے قدم سیّد ہی کی نہیں  
بلکہ لفظ "سیّد" کی سخت توہین اور انکی پیشانی پر ایک سیّا  
دراغ ہے، مگر خود یہ سب کچھ نیست، واقعات کو کون جہلا سکتا  
ہے۔ انوس مساد اکرام و ندادی مال و منال کے سامنے  
مسارح آخرت کو بیچ سبھ کر اسلاف کی پاک رودوں کو اپنے غار  
اور قابل نفسہ بن انغال سے اس قصد مدہ پنہا رہے ہیں۔  
کیا پیغمبر مسلم کے نواسے اقوام عالم کے سردار، حاکمان  
عودۃ اللفی جو کبھی شامہ ان اسلام اور مبلغان توحید  
تھے، اس تناثر ہو کر اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہونگے؟  
اللہ تعالیٰ فیصلہ جات کا حوالہ دیا ہے، حسب ذیل  
ہیں،

سیّدان ضلیع ملتان رواج کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ شرع محمدی  
کی، ۳۰ - پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء

سیّدان ضلیع ملتان رواج کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ شرع  
محمدی کی اور پیر پورہ لیا صرف تاحیات یعنی ہے اور حقیقی چچا زاد برادر  
اور دختر کو خارج کرتا ہے، ۱۸، پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء  
بخاری شیعہ سیّدان ساد پورہ ضلیع انبالہ جوہ قانون شرع  
کے برخلاف اپنے خاندان کی سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے،  
سیّدان ضلیع گورداسپور، انونفت ال جائداد اور وارثت میں  
جیلانی سیّدان جوہ پشتوں میں بغیر پیشہ زراعت کا کام کرتے ہیں  
شرع محمدی کی بلکہ رواج کی پیروی کرتے ہیں، ۲۰، پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء  
سیّدان ضلیع گورداسپور رواج کی پیروی کرتے ہیں (۹۰۰

سیّدان ضلیع جائیداد مساد اکرام کے پسر جوہی پشت  
کے زیرہ جدولوں کو خارج کرتے ہیں، ۲۱، پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء  
سیّدان ضلیع جوہ شیار پورہ جوہا جان زمیں پشتوں تک  
زراعت کرتے ہیں رواج کی پیروی کرتے ہیں، ۱۶، پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء  
سیّدان ضلیع انبالہ دلیہ رواج کی پیروی کرتے ہیں جو زری  
رواج کے منطبق نہیں جوہ مسلم جائداد و اختیارات سے یعنی ہے  
۱۱، پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء

یہ ادعا فصول ہو کہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ سید  
میں عام باتوں میں شرع محمدی حاوی ہوتی ہے لیکن یہ کہنا دلیا  
ہی ناممکن ہے کہ خاندان نے تمام باتوں میں رواج قبول کر لیا ہے  
۱۲، پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء

آہ یہ حال ہوں لوگوں کا جو نہایت ضعیف تھا کہ وہ دین کے مسائل  
میں زیادہ موقوف ہوتے اور شرع محمدی کی سب سے زیادہ پیروی کرتے  
مگر انوس خود سیدوں میں شرع محمدی کا اتباع موقوف ہو چلا ہے۔  
اصحاب بعیرت کے لئی یہ واقعہ فی الواقع حیرت انگیز ہے، لطف  
یہ ہے کہ ذات لونی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بالعموم  
شرع محمدی کے پیرو ہیں، حالانکہ ان لوگوں سے ایسی توقع نہ تھی بہت  
شکی ہے لیکن واقعات کو کون جہلا سکتا ہے ہم ذیل میں چند تالونی  
حوالے شریف اور عالی خاندان لوگوں کو بہت شرع دلائل کے لئے پیش  
کرتے ہیں، تاکہ عام شرع اور عزت مند اصحاب میں شریعت حقہ کی  
کی پیروی و اتباع کا شوق دلگیر ہو،

کچھ شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ۲۸، پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء  
(۱) کچھ ان لہو شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ۶۲، سسٹم ۱۹۱۹ء  
(۲) کچھ ان دہلی شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ۱۶۹، سسٹم ۱۹۱۹ء  
(۳) کچھ ان دہلی شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ۵۲، سسٹم ۱۹۱۹ء  
اجلاس کامل،

(۴) کچھ شرع محمدی کے تابع ہیں ۸۹، پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء  
(۵) کچھ شرع محمدی کے پابند ہیں، ۹۵، پنجاب ریکارڈ سسٹم ۱۹۱۹ء

## دل بھرا یا قوم کجالت پریشاں بیکر

دل بھرا یا قوم کجالت پریشاں دیکھ کر  
یاد آتی ہو خزاں میں عشرتِ آیام گل،  
قوم کا گلزار ایسا تازہ و شاداب تھا  
مارت ہمت کو تو اس راہ گیرِ حُب قوم  
ناخلف ہونے پہ اپنی اور بھی آتی ہر شرم  
بے تر و پا کے کشتِ آرزو سے قوم کو  
کیا کوئی قسمت کو اپنی رو کو جب نہ قوم  
ہی ازل سے تاعد یہ زلی کے شطرنج کا  
لاست ہو اسی یکا یک قوم کجالت دست

رو پڑے ہم اپنی بربادی کے سامان دیکھ کر  
نارِ بلبلیں غیر ہے رنگ گلستان دیکھ کر  
پھیکا پڑ جاتا تھا جس کو رنگِ لبان دیکھ کر  
دستِ کوشش کو پُر از خارِ مینداں دیکھ کر  
ایک عالم کو بزرگوں کا ثنا خواں دیکھ کر  
رو پڑے ہم جانبِ ابر بہاراں دیکھ کر  
اپنی بربادی کے آثار نمایاں دیکھ کر  
اور قوم میں کیوں خجیتیں بھونناواں دیکھ کر  
جیسو جاگ اٹھی کوئی خواب پریشاں دیکھ کر

قوم کا غم جاں گذاہی جقدر روئیں سو کم  
ماں مگر اپنی بساط اسی چشمِ گریاں دیکھ کر

ہے۔ پہراں پر بلا سڑک کے سفیدی کی جاتی ہے اور وہ کوئٹی کی طرح نظر آتے ہیں،

ڈاکٹر کریم نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے حال میں جانور کا خون آدمی کے بدن میں پہنچا کر بہت کامیابی حاصل کی ہے، حالانکہ عام خیال یہ تھا کہ دونوں کے خولوں میں بہت فرق ہے اور جانور کا خون انسانی خون کے جراثیم کو برباد کرتا ہے،

موجودہ مسلم جماعت کے مجوزہ کی خبر دانا سے آئی ہے۔ یہاں ایک ماہر حیوانات نے ایک کیزے کا سر کاٹ کر اسی جنس کے دوسرے کیزے کے سر پر لگا دیا، دونوں کیزے زندہ ہیں،

دنیا کا سب سے تیز دریا سلتیج کی جوابدہ اسٹور سے ۱۵۲۰ فٹ بلند ہے، لیکن ۸۰ میل کی مسافت میں ۱۲۰۰۰ فٹ نیچا ہو گیا ہے

ارنج ذی ہنٹ کے جنگلوں میں اس قسم کا جنگلی سیب پیدا ہوتا ہے اس کے عرق سے بڑوں کے قسم کا تیل نکالا جائے والا ہے یہ تیل بہت سستا ہے،

فرانس میں اسبابِ تعمیرات کی گرانی سے تنگ آکر لوگوں کے گہاں کے مکانات بنائے شروع کئے ہیں۔ پہلے ان کو چٹائی کی طرح بنایا جاتا

## زمانہ جاہلیت کا ایک شجائے عشق

ذکر ان کا حضرت فاروق  
صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں شہید  
جن کی بیعت کا بیٹھا تھا سکہ  
بودیا جن کا تخت شاہی بنا  
بیٹھے تھے بے تکلفانہ بہم  
ابن سعدی کرب زبیدی بھی  
تر بیت یافتہ نبوت کے  
شام و ایران و مصر میں جنگی  
باتوں باتوں میں حضرت فائق  
چکر و سرور زمانہ دیکھا ہے  
سب سے زیادہ ہمارے بزدل  
اپنی آنکھوں سے جن کو دیکھا ہو  
بوسے وہ جہد جاہلیت میں  
سرم آئی ہے گو کہ کہتے ہوئے  
اکہ ذکر کی تھا منانا خیر  
تھی ہی ہر مری بس اوقات  
پاک اسلام کے عقائد نے  
نیزہ بازی کی دھوم تھی ہر سو  
کامیابی دیکھائیوں میں دام  
عجب طاسی تباہی کہ سب نام

ماہی کف و دستار  
جن کے افسان کی جانیں پکا  
نام سے جن کے کانٹے اشعار  
جن کے سکہ کو تاج تہا درکار  
جمع تھے کچھ صحابہ و اہل  
ایقتا تھے حاضر دربار  
صاف دل پاک باطن و دیندار  
خوب چمکی تھی تیغ جو ہر  
ان سے کہنے لگے کہ اے سردار  
تم بڑے ہو جہاں میں پختہ کار  
سب سے بڑھ کر جہاں میں مکار  
حال ان لوگوں کا کردار  
میں تھا تفریق ریزن و غدار  
راست کہنے میں کیوں مگر ہمار  
ناگنا تھا ہر ایک کی دستار  
رزق کا تھا اسی پر دار و مدار  
اب تو سارے بدل دی اطار  
سب میں مشہور تھی مری تلوار  
ماہرہ باز سے جوئے کہری تیار  
سن کے لیٹے تھے لوگ راہ غدار

سب سے زیادہ بزدل  
گہر سے نکلا میں دھونڈے کوٹھکا  
دور سے دیکھا اک کپڑا ہوار  
اور چھٹا زمین پر تھا سوار  
اور میں نے بتائی اک دھکار  
اگلی سر پہ موت سو مشہور  
کس لئے ہے تو دے ہے اُڑاؤ؟  
اور لقب میرا قاتل خوشخوار  
گر پڑا وہ زمین پر اک بار

جا کے دیکھا تو کچھ نہ تھا انہیں  
سچ تو یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کون  
سب سے زیادہ مکار  
یہی جنگل میں ایک دن پہر میں  
پھلے اسی طرح سے نظر آیا  
پاس ہی اس کے شاگرد نیرہ  
اچھے گھوڑے کی باگ لی میں نے  
لے سنبھل میرا قاتل اپہنچا  
منہ بنا کر یہ سن کے اسے کہا  
سراگ ہوگا دھڑلے لگ دم میں  
خیر جو ہوگا سو رہے گا اُدھ  
ابن سعدی کرب ہوں میں نے  
تم ہو اظہار یہ اب ہو مجھ کو  
دیکھا کس لئے سبب باعث  
یہ نہیں جو ہمارے ہی ہرگز  
پہلے یہ جہد تم کو مجھ سے  
ہوں نہ جب تک سوار گھوڑے پر  
تجربہ سے کہتے ہوں برہنہ کپڑا  
تو نہ جب تک سوار ہوئے گا  
اکے گھوڑے کے پاس بٹھ گیا  
میں یہ کیا بات تو اس کے بٹھ گئے  
جنگ ہی ہے بھلا کسے سنبھل  
بتا ہی تمہارا جہد شکن  
سن کے یہ کچھ نہ بن پڑا مجھ سے  
کیا پتہ کچھ دیا اس سے  
لیکن حسنہ کی نیت سے  
اپنے رمت میں جا کے کوٹھنڈا  
تاک میں آئے جانے والو نکلی

اس کا سرور میں ہو گیا تھا شمار  
ہو گا دنیا میں بزدل و بے کار  
سب سے زیادہ مکار  
جانا تھا اپنی دھن میں مارا مار  
دور سے پشت خالی اک رجاوار  
کرتا تھا نفع حاجت اس کا سوار  
پاس جا کر ڈپٹ کے کی گفتار  
پہر نہ کہنا کیا نہیں مشہور، یقین  
”تجربہ سے سچ بچ کرے گا تو پکار“  
اب ہے تو اور یہ مری تلوار  
پہلے تو نام اپنا کر اظہار (دہ)  
جلد ہو جنگ کے لئے طیار (میں)  
گر ان دن تم نہیں نہ ہمار (دہ)  
کیوں نہیں میرا آدمی میں شمار (میں)  
میں تو جہد ہوں اور تم ہو سوار (دہ)  
پہلے اس بات کا کردار و شمار  
شب تک تم کو نہ مجھ سے ہوا  
تجربہ سے کرتا ہوں جنت یہ استار (میں)  
نہ تھا اُدھ کا تجھ میں ہتیار  
لے چکا جب وہ مجھ سے یہ ہتیار  
اب اُدھ میرا ہے ہو مشہور (میں)  
میں تو اب شہر تک نہ ہو گا سوار (دہ)  
دین و دنیا میں ہے دلیل و غور  
جہد کر اس کو جہد بانا چار  
ابا دیکھ انہیں کوئی مکار  
زمانہ تھا اور  
میں جہد اپنی کھنجر ہو کے صفا  
بانہ نہ کما کر کوئی نہ شکار  
گھوڑا دوڑانا تھا یمن و یار

دور سے پھر نظر پڑا کشتی میں  
سیرہ آغاز زو جاں خوشتر  
ایسا گرو حین، البیضا  
آریا تھا وہ میری ہی جانب  
اس لئے ذکر کیا سلام علیک  
میں ہو چکا اب سلام، نام بتا  
روہ، نام میرا ہے حادث ابن سعد  
میں، ہو خبر دار تان آہنچا  
روہ، کندہ فائز شش با کون ہے تو  
میں، ابن معدی کرب زبیدی ہوں  
روہ، ابن معدی کرب زبیدی کلن  
میں، ہم میں سے ایک جائے کا پھر کر  
وہ، اب بھی کہتا ہوں رائے اپنی  
میں، بس کہہ دینے کا ہو نہیں نام آفہ  
میں، مجھ کو بھی تم سمجھ لو ایسا ہی  
وہ، خیر اب یہ بتا کر تو آیا میں؟  
میں، میں ہی کرتا ہوں تجھ پر حملہ  
کہہ کے یہہہ میں نے مارا انکے نیرہ  
مجھ کو حیرت میں ہو گئی لیکن  
اپنے نیرے سے پھر مگر میں  
تو ہوتا اگر حقیر و ذلیل  
سن کے یہ ولس کٹ گیا اپنے  
میں، سترخ رو جائیگا یہاں میری  
روہ، خیر یہ کہہ کر اب ہے کیا مرضی  
میں نے اگلا جواب اس کو دیا  
تھی نہ، کیجئے امید نا کامی  
اس نے بچسک بتایا پھر کوچا  
اب تو شش ہرن ہوا میرا  
یوں خیال سے میں زیں میں گرا  
سعد پھر ہوا لڑائی پر  
اہتہ چھوٹا ہوا ملا پہنچل  
جست کی دسے کے آہی پھر خالی

خوش ہوا میں پچسا یہ خوب شکا  
سب مشافت کے تھی عیاں آثار  
زندگی بھر نہ دیکھا تھا نہ بہار  
اس کا گہوڑا بھی تھا سب رفتار  
میں نے بھی کبھی یاد ہی ناچا  
وچکر کچھ بیاں جو ہو اٹھکا ر،  
چلتے میں مجھے صغار دکھا  
جائے ماذن زاب ہی اے فرد  
یہ بھلے مانسوں کی ہے گفتار  
سن لیا اب تو اں لے ہو شیا  
وہ حقیر و ذلیل و بد کردار  
جب کو نصرت عطا کرے تلوار  
زندگی سے ہوا ہے کیوں میزار  
جب غالب نہ آیا کوئی سوار  
تم بہاد تو میں بھی ہوں جہدار  
کون بیٹے کرے گا اپنا وار  
لے خبر دے، ہو سنبھل ہشیار  
تھی یہ سب ہو گا دل کے پار،  
اس نے خالی دیا جو میرا وار  
کوچا بتا کے بولا ہو ہشیار  
مارنا تیرا کہہ نہ تا دشوار  
مجھ کو بتا اپنی زندگی سے عار  
آبرو جس کی رکھے اب تلوار  
کون حملہ کرے گا اپنے بار،  
اپنے کرتب کا پھر کیا اظہار  
دار پھر بھی برا گھیا بے کار  
اور کہا دوسری ہوئی ہشیار  
لوتا توبہ کی طرح سے پندار  
ہو گیا جیسے وحشل شوخ ہار  
لکھی لفت پر میں بھی لیکن مار  
پھر کیا خالی اچھے میرا وار  
آرا وہ زمین پر اک بار

میں نے چاہا کہ ماروں ہو  
میں نے مجھ کو سنبھلے بھی نہ دیا  
ایک کوچی بتا کے چلا گیا  
میں مارا تجھے سیمہ کے ذلیل  
پتھر تو قاتل ہی مجھے کر ڈال  
ذلیق میری ہو گئی جب مشہور  
یاد رکھ مجھ میں مار ڈال دیا  
مجھ پر بیت یہ ہو گئی طاری  
آپ سے اب ہو ایک سری عرض  
وہ بھی کہہ ڈالو میں بھی ہوشیار  
میں رہوں گا تھار ہی ہمار  
نہیں ہمدرد نہیں ہم اس قابل  
اس کا کہنا مجھے گراں گذرا  
کیوں نہیں میری کے میں قابل  
جانتے ہو کہاں میں جاتا ہوں  
تم کہیں جاؤ اس سو کام نہیں  
میں تو جاتا ہوں موت کے منہ میں  
خیر یہ بھی سہی تو ذکر کیا ہے،  
جب یہی ہے تو پھر چلو دیکھیں  
گفتگو ختم ہو گئی جس وقت  
چلتے ہی چلتے سارا دن گذرا  
ہم تھے گہوڑوں کی پلٹ پر لیکن  
چلتی چلتے یہ پھر ہوئی نوبت  
اک قبیلے کے پاس جب پہنچے  
موت میری ہے اس قبیلے میں،  
کون جائیگا اس کو اب لینے  
آپ ہی جاتے خدا حافظ  
واقفیت کی بھی ہے اس شرط  
سن کے یہ اس نے بال گہوڑی کی  
اس کا سامن بن کے بھی دل سو  
جائے جاتے بس ایک خیمہ میں  
ایک لمحہ کے بعد جو نکلا

پہنچ کر دیکھا گہوڑے پر تباہوار  
یوں کیا مجھ پر حملہ خوشخوار  
دیکھ مجھ چوڑا ہوں میری  
خار اسے کیا گروں جو خود موٹا  
اب تو جینا ہی ہے مرا بیکار  
کیا کہیں گے مجھ کو بک سوار  
عفو نقص میری ہو چکی تھی  
پھر نہ میں جنگ کو ہوا طیار  
برطرح آپکا ہوں شکر گزار  
دیر کا ہے کی ہے کرد اظہار  
ساتھ چوڑا دنگا اب نہ میں زنبار  
ہے ہر اک مرد کے لٹاک مار  
ہوا خاطر یہ یہ نہایت بار  
آزماش بغیر کیا انکا  
ناحق اس طرح کرتے ہو ہمار  
ساتھ ہے اب یہ خاموشی بار  
سرکھٹ ہو کے ذلیت سے ہزار  
ہی نا! بس جیل کے ہو گئے شکا  
کیا دکھاتا ہے محبت ناہنکار  
ہم ہوئے دونوں مائل رفتار  
اس طرح جا رہی تھے مارا مار  
تھا مجھ پر ہمارے سہرہ سوار  
روڈ روکشن ٹپا ہوئی شہنشاہ  
اس نے ختم کر دے سے کی گفتار  
موت وہ جیسے میری جاں ہوشا  
مرگ مبرم کا کون ہو گا شکا  
اپنا دے جاتے مجھے دھوار  
اجنبی سے یہ کام ہے دستور  
محکود سے دیکھنا کہ لومشیا  
میں سمجھتا تھا اپنا نحو و فتا  
بیڈھڑک کس نیا وہ شیر شکا  
ساتھ ہی اس کے اک پی رضا

خودش، خوش حال، وہ شیرہ  
سادگی پر متین شوخی سے،  
چوڑے سے قد پہ لپٹے لپٹے بال  
لاکے ہمراہ اس پریشانی کو  
مجھ سے کہتی لگا وہ پھر اس طرح  
آپ لہی ہوں محافظت  
خیر بہتر ہے لو ہمارا، جلو،  
چلے گئے پرواں سورتوں کا  
دیکھو کیا کوئی آتا ہے پیچھے،  
آپ بھی دیکھ لیں ذرا مڑ کر،  
ہونٹے کتنے جھلا وہ تھینا  
میرا اندازہ گر نہیں ہے غلط،  
چوڑا کر راہ تم الگ بھیرو،  
راتے میں آگئے قریب وہ لوگ  
وہ جوں ان میں ایک ہوتا بڑا  
ایک تباہ آپ اس کا وہ بھائی  
پہلے باہم ہوئی علیک سلیک  
لبس مناسب ہے کہ لڑکی کو،  
اس لئے اس کو میں نہیں لایا  
سن کے یہ پیر مرد بیٹے سے  
لیکے نیزہ وہ سلنے آیا  
جنگ دونوں میں ہو گئی آغا  
حملہ آور ہوا جو نیکی سے  
بگولا پھیر دیکر سے مر ضعیف  
یہ بھی نیکام مستبد کو جب  
بڑا چپاتی یہ کہہ کے صبر کی سبیل  
نوجوانوں کو توڑنے مار لیا  
ابھی مجھ کو مثبت ہی مجھ سے  
پہر میں کہتا ہوں دیدی لڑکی کو  
جان بانی ہے جان میں جنگ  
خیر اب تو لڑائی ٹھن ہی گئی  
گہڑوں سے ہم اتر پڑیں دونوں  
دار اوچا ہو جس کا اس کا حریف

صدقہ جانیں ہر ماہ، ہر منٹ  
اور بھی حسن کو دیا تھا اس جہاں  
کیا لنگ کر دکھاتا ہے تھے بہار  
سانڈی پر کیا پیرکس نے سود  
تم بونگے کو میں ہوں چوکبند  
میں شتر باں بنو لگا سیکھ بہار  
ہے زیادہ شیریاں بے کار  
پو پھینچے صبح کے ہوئی آٹا  
اٹھ راتے پس طرح غبار  
نظر آتے ہیں مجھ کو چو سولہ  
کچھ بتاؤ مجھ کو کر کے سنو  
تو یقیناً وہ آئو لے میں جا رہا  
آئے دو موت آتی ہے اکسار  
اب جو دیکھا تو تین میں تھے سوار  
تینوں معلوم ہوتے تھے خود خوار  
تینوں لڑکی کے غم میں سبز نگار  
پہر یہ بوٹے لئے بڑھنے کی گفتا  
کردم سیکر حوالے لے کر ادا  
نہ ہوا ہے نہ ہوگا یہ زہن ہار  
بولا اے اس کو کیا ہو سوچ بچا  
جیسے غصہ میں دم برباد مار  
پڑھ کے حارث رنج کے کچھ ہنسا  
ماہر بہر ہو گیا جگر کے پار،  
ساٹنے آکر اب ہے تیرا دار  
بھائی کے پاس پہنچا آج کار  
خود ہوا جنگ کیلئے تیار  
ایک بانی ہوں میں خیف زار  
ابھی حائل ہے ریح میں دیوار  
خیریت ہے اسی میں اسے جوار  
نہیں مکن یہ بند ہے بے کار  
پہلے پا جائے ایک شرط قرار  
دونوں باہم لگائیں اک لڑا  
جان دن کا ہو مالک و مکار

قتل لینے جو مجھ کو نہ سکے  
تو مجھے مار ڈالوں میں فوراً  
راہی اس پر کہاں ہوں بسم  
سن کے یہ اڑوں نے کیا حملہ  
اک طرف سو او صمد بڑا نیزہ  
دار دونوں کے پڑ گئے پوسے  
اب جو رکھا تو صاف طلحہ تھا  
دل میں کہتا تھا خوب ماہر آیا  
لاڈل مال سارا اونٹوں پر  
لے جلا تو مجھ کہاں کچھ بول  
میرے لائن نہیں ہے تو سرگز  
ابر جیک کی چلی جلو پیاری  
کچھ نہیں ہے یہ خواب گونجے کا  
میرا شوہر جوت کو بننا ہے  
پہر اگر غائب آؤ تم مجھ پر  
درنہ میں تھکوا مار ڈالوں گی  
اس کے گہرا دل کی شجاعت سے  
اس کی جرات کسی طرح نہوئی  
الغرض ٹالنے کی نیت سے  
تم چلی تو جلو ابھی حساموش  
نہیں مکن یہ کہہ کے کود پڑی  
مجھ سے نیزہ جھپٹ لے چیں لیا  
اس کا قابو میں لانا تھا مشکل  
کر ہی اتنی وہ حملے برسے  
اس میں دو ایک چرکے ہی کھائو  
لازم آئی حفاظت اپنی مجھے  
بوشیادی سے میں بھی لڑنے لگا  
موت ہے جنگ کا تیرا انجام  
گر بڑی زخم کہا کے دگل روا  
ٹائے انوس صد ہزار انوس  
آج تک پہرتی ہے و نظروں میر  
الغرض میں نے ای امیر عرب  
پر نہ عارش کے مثل مجھ کو ملا

ایک ہی دار میں تری تلوار  
درنہ تو مجھ کو مار بے تکرار  
مجھ کو اسفلو جھڑ سے ہم پیکار (مارش)  
اپنا اپنا کیا ہر ایک نے دار  
اک طرف سے او جھپٹ لیا  
مرکے دونوں ہی لڑ گئے اکسار  
نہ ہی تھی خلش نہ بانی صفا  
معنت کا مال معنت کا دلدار  
لے جلا اک طرف پکر کے جہار  
کیا ارادہ ہے مجھ پر بھٹکا (نازنین)  
میں بھی تیرے لئے نہیں تھا  
پہر بتا دیں گے وقت استغفار (میں)  
کہ نہ تم اس کا کرسکو ظہار (نازنین)  
مجھ کو ایک نیزہ اک تلوار  
تو تمہاری ہوئی میں بے تکرار  
اس میں مجھ کو زنا نہ ہوگا عار  
میں سے اوسان کر گئے تھے قرار  
مٹ کے ماہر میں ہیں دوس تلوار  
میں نے پہر اس سے کی دی گفتا  
اس کا موقع نہیں یہ اسے دلدار (میں)  
بھنگی اتو ت کی خہ مخمور (نازنین)  
مٹ کے پیچھے کہا سینل مشا  
سہل سی بات ہو گئی ہنسا  
میں بچاتا تار دکتا تھا دار  
اب درمیں کر گز لے یہ شکار  
پہر تو میں نے بھی کہتی تھی تلوار  
دی بانی نہ صلح کے آثار  
پڑ گیا میرا ایک کاری وار  
جان دیدی تڑپ کے آٹھ کا  
میری تلوار اور گردن مار  
چاند سی شکل بھول سی خسار  
یوں تو دیکھ بہت ڈیر سوار  
کوئی بیخوف بے جگر جوار

## تنقیہ و تقریب

سمرنا کا چاند

ہی الہامی کے جبر اور بعض فروعی اختلافات نے آپ کی دل شکنی کی چونکہ آپ کے دل میں درد تھا اور خون سے پیچو ہوئے اس پودہ کی آبیاری آپ کے لئے ایک قدرتی بات تھی۔ اس لئے آپ بارہا اس کے ارد آپ کی محنت بے داد، رائیگاں ہوئی، انجن کے کاموں میں اس طرح دھیمی لیتے رہے جیسو کہ ان کا حق تھا۔ الہامی تین چار سال تک فاضل فتم محمد انبالوی کی ادارت اور انجن کی سرپرستی میں ہفتہ وار شائع ہوتا رہا۔ جو بحالت مجموعی ایک اچھا پرچہ تھا۔ لیکن معلوم نہیں کہ کن واقعات کی بنا پر اسے باہر کر کے محک اول بنائے انجن حکیم معراج الدین احمد کی تحویل و ادارت میں دیدہ یا گیا، جو ہفتہ وار سہی بدرجہا بہتر ہے اور نہایت خوبی لئے ہوئے عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ باہر شائع ہونے لگا ہے، اور ترقی کر رہا ہے۔ مضامین اچھے اور عمدہ ہوتے ہیں الہامی اجاب کا فرض ہے کہ وہ اس کی مدد کریں۔ چند سالانہ غلام سیر الہامی، امرتسر سے منگائیے،

نہار دستان، "نوناہال"

حکیم احمد شجاع صاحب بی، اسے کی ادارت میں ذاقصص القصص لکھتے تھے مگر کثرت کثرت کر کے لوگوں کو نقصت سنایا کرو، تاکہ وہ غرور کر کے لگیں، کی تعمیل میں نہایت اعلیٰ سپانپر اعلیٰ کتابت و طباعت کے ساتھ لاہور سے باہر شائع ہوتا ہے،

نہار دستان اہم باسمنی رسالہ ہے، اخلاقی و اصلاحی مضامین اور ناول شائع کرنا اس کا مقصد اولیٰ ہے، انہی مقاصد کا ایک "نوناہال" نامی بھی آپ کی ادارت میں ہابندھی و قلم ہفتہ وار شائع ہوتا ہے، حکیم صاحب موصوف ذرائع ادارت کی کتاب دہی کا خاص ملکہ، اور ترتیب و تنظیم مضامین میں مہارت نامہ رکھتے ہیں، البتہ رائے قائم کرنیں کچھ محبت سے کام لینے کے عادی معلوم ہوتے ہیں،

"نہار دستان" اور "نوناہال" دونوں پرچے اس قابل ہیں کہ سترہ تعلیم کی طرف سے دل کھول کر انکی خریداری کی جائے، اگر محکم تعلیم نے ابھی تک توجہ نہیں کی تو اب کرنی چاہیے، "نہار دستان"، ۸۰ صفحات اور ہفتہ وار "نوناہال" علاوہ

مستور چشم خاتونہ ارشد الخیری دہلوی، اصلاحی امور میں مہارت نامہ رکھتے ہیں، ادبی دنیا میں آپ کا نام نامی کسی تعریف و تعارف کا محتاج نہیں، سمرنا کا چاند آپ کی تصنیف ہے جس میں ایک دل چسپ قطعہ کی صورت میں بنایا گیا جو کہ بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی کس قدر اور کیوں ضرورت ہو، اس قسم کی کتابوں کے مطالعہ سے بچوں اور بچیوں میں عادات نیک اور اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں، سمرنا کا چاند عبدالرشید برادر جن کا التزام طباعت دنیا مان چکی ہے کے حسن ہتمام سے شائع ہوا ہے، انما نکل نہایت خوشنما، خوبصورت جس پر کئی رنگوں سے گلکاری کی گئی ہے، حجم علاوہ ۱۲۸ صفحات، کاغذ اور طباعت قابل تعریف، قیمت پھر جو زیادہ نہیں۔ عبدالرشید برادرز تاجران کتب لواری مدوازہ لاہور سے ملے گا۔

الغور العظیم فی روحیہ تعظیم

لیجئے وہ فتویٰ جو مقتد واجلہ عالمان شریعت و علمائے مہند کی تعریف سے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے خلاف دیا گیا ہے۔ یہ فتوے مسجد غفیمی کے جواز و عدم جواز کی بنا پر ہے، خواجہ صاحب موصوف نے رسالہ مرث میں مسجد تعظیم جائز قرار دیا ہے، اور علمائے کرام اسکو قطعی حرام ثابت کرتے ہیں۔ یہہ فتویٰ کتابی سائز کے ۳۰ صفحوں پر نہایت اعلیٰ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع ہوا ہے، ۸۰ روپیہ دفتر الہلال دہلی سے ملے گا

الزاعی

حکیم حسرت الدین احمد امرتسری سے "ارامین بکرین" نامی ایک ماہوار رسالہ کے اجراء سے اپنی قوم کو خواب شیریں سے بیدار کر کے ترقی کی شاہراہ پر لاکھڑا کیا۔ انجن راعیان ہند کی طرح ڈانی افراد قوم کو محبت و سعادت کی پیچو پر انکی دعوت دی، دہی سال میں آپ کی سامی مشکو ہو گیا، اور قوم کے قابل تعریف احساس اور حکیم صاحب کی انتھاک کوششوں سے یہ انجن میں قدر بڑھی کہ انہی عالم حیران ہو گئیں، سمرنا میں جبکہ آپ کی سامی کی قدر ہونی چاہیے



سردق ۱۶ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے، قیمت سالانہ علی الترتیب  
لے دے دے

تہتم صاحب دارالاشاعر ادب لطیف لاہور سے منگائیے  
رفیق صادق

حکیم محمد عین صاحب فرسٹ نے بٹالہ (گورکھ پور) سے اسنام  
کا ایک ماہوار رسالہ حال تک جاری کیا ہے دوسرا نمبر ہماری پیش نظر  
ہے، اس میں اسلامی دہلی سفین کی اشاعت کا اہتمام معلوم ہوتا  
ہے۔ طباعت و کتابت قابل توجہ، قیمت سالانہ عدد بیس روپے صاحب  
رفیق صادق، بٹالہ سے نمونہ منگا کر ملاحظہ فرمائے جو مفت ملے گا

حسن ادب

لکھنؤ سے حال ہی میں اسنام کا کئی سالہ ساڑ پر ایک ماہوار رسالہ  
ابراہیم محمد واحد علی صاحب لکھنؤ کی ایڈیٹری میں جاری ہوا  
ہے دوسرا نمبر ہماری ملاحظہ سے گذرا، اس میں مشہور ادب  
اہل قلم اعجاب کے ادبی و تاریخی متنوع و منظوم مضامین اور طبعی و  
غیر طبعی نظموں، غزلوں کے شائع کرینکا اہتمام کیا گیا ہے، دوسرے  
نمبر میں "اسپین میں بنی امیہ کی حکومت" کے موضوع پر ایک شاندار  
مضمون شائع ہوا ہے طباعت و کتابت اچھی اور کاغذ معمولی اہم امید  
کرتے ہیں کہ ادبیات کا یہ مگدہ دفتر لطف کی آواز میں نمایاں ترقی کرے گا

## مناجات

یارب تو اپنی فضل سی واپس بہار دے

از جناب آقا مئے نامی کوہ سوار تنگ سی شاہ پوری (دکن)

یارب کرم سے اپنے رخ استوار دے ہم کو بہار بھیر وہی طرز و شمار دے  
بگڑے ہوئے نصیب ہماری سنوار دے پسختی سے ہم کو بہر کرم بھیرا بھار دے  
عیش و طرب کا دور ہو بزم حیات میں عمر عزیز بندہ ترایوں گزار دے  
غیروں سے کوئی عرصہ نہیں بچتا ہے دعا یارب تو اپنی فضل سی واپس بہار دے  
ہے موسم خزاں سی چین کا خراب حال یارب تو اس کو مژدہ فصل بہار دے  
دل کو طلب ہی اپنے عروج و کمال کی پھر ہم کو اپنے لطف سی ملک بہار دے  
شاہ و کمن کو اپنے کرم سی خدا کی پاک اقبال عمروے اسی ملک بہار دے  
جام مئے نشاط سی ہر دل ہو باغ باغ ہر طفل شیر خوار خوشی سے پکار دے

نامی دعا ہی حنا لقا ارض و سما سے آج

ہم ہی لیا ہوا وہ ہمارا بہار دی

مسند تہار کے مستحق پر معلوم نہ ہوا کہ کیا کارروائی ہوئی، مسر علی امام کی ذات سے توقع ہو کہ وہ محبت و بہی برادری کو شفیق شریعہ کرے گا

یہ رسالہ سالانہ نمونہ ہوتا ہے

## برادری کی باتیں

القریش کی خدمات کا اعتراف، اجرامی سکول کا خیر مقدم  
مراسلات کا اقتباس

علمی کا اعتراف کرتا ہوا اعززم میر القریش اور کاکنان انجن سے  
مستعدی ہوں۔ کہ میری ذات کو اپنی ہر ایسی امداد کے لئے جس کے میں لائق  
ہوں و تقاضا سمجھیں، اسی سلسلہ میں بزرگان و برادران قوم سی برور  
اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے غفلت و سہل کو اس ارٹ سے وقت  
میں خیر باد کہہ کر قوی خدمات میں اراکین انجن کا ہاتھ بٹائیں، القریش  
کی آواز دل کے کانوں سے سنیں، اور اس پر عمل اور سفید خیالات  
کے اظہار سے اسرا و قوم کو مستفید کر نیک تہیہ کر لیں، اسکول کے  
اجرا میں اس قدر جانی و مالی امدادیں۔ کہ اس سر میں مجوزہ سکول  
ایک اعلیٰ پایہ پر قائم ہو سکے، میں اپنی خدمات ذوق و شوق سے  
پیٹ کر چکا ہوں، القریش کے لئے ۲۰ خریدار اور سکول فنڈ کے لئے  
۵۰ روپیہ عنقریب بطور ہدیہ پیش کر دوں گا۔

خادم مطیع اللہ صدیقی بینکار علی

انجن قریش، یو ساند زندگی بسر کرتی رہی گذشتہ دس  
سال میں کئی بار نصف ہی مجلسوں کے ساتھ اس کی موت  
و حیات کا سوال پیش ہوا۔ تاہم اس نے ایک ہزار روپیہ  
کے قریب قلبی و خالص میں حشر چ کر دیے، جس میں سے  
قریباً سات سو روپیہ تسلیم توجہ پر اور تین سو روپیہ  
پر صرف ہوا۔ کئی ایسی ہمدردی کام لکے جن کی ضرورت تھی  
رسومات بتیو کا مسودہ پاس کیا۔ الحمد للہ کہ اب قوم  
اس پر عمل کر رہی ہے، قوم تعلیمی ذوق میں بہت ہی پیچھے  
ہے انجن کا اس پریشاں حالی میں ایکچر رار روپیہ تعلیمی و خیر  
چسند چ کر دینا کوئی ایسا کام نہیں جو نظر انداز کر دیا جا  
مگر اسوس کہ احباب اور بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ آپ کا  
احساس دایند قابل تویض و لائق تحسین ہے۔ خدا نے  
عزوجل برادران قریش کو آپ کی تقلید کی توفیق دے اور  
آپ کو عنہم دام استقلال،

القریش کی بھی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے وہی وجہ ہے  
کہ سال میں کبھی اس کے پورے ہر شائع نہیں ہوئے، قوم  
لے اس کی اپنیوں پر بہت کم عزور کیا۔ وہ محض حضور شہر کیا

اقوام عالم خواب غفلت سے اٹھیں اور شاہراہ ترقی پر اس سرعت و  
تیز گامی سے گامزن ہوئیں کہ ترقی و کامیابی کے تمام مراحل طے کر کے وہ  
ایک قلیل مدت میں منصفہ بنو پر جلوہ آرا ہوئیں، قومی مرکز اس کی  
ماتحت شاخوں کا قیام، اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے سکول اور  
ٹائی سکولوں کا جسرا غرض کوئی زینہ ترقی ایسا نہ آجوان کے پاس  
بنات لئے عبور نہ کیا۔ یہ سب کچھ بہت تیز و متغیر سعی و جہد کی برکت اور  
تعمیم عمل کی بدولت ہوا اور ہو سکتا ہے، آج ایک دور میں نگاہ اگر بغیر  
تعمیم نہ نہ کیجالت پر نظر ڈالے تو کوئی قوم ایسی نظر نہ آئیگی۔ جو میدان  
عمل میں ترقی کے قدم نہ بڑھا رہی ہو، مگر ایک البین وہ جو سرتاج اقوام عالم  
اور ممتاز ترین سمجھی جاتی تھی اور میدان جہد و جہد میں عمل قائم ہوا  
کے لئے استناد مالی جاتی تھی۔ سب سے غافل اور سب سے پیچھے نظر  
آئیگی، میرا اشارہ اپنی قوم قریش کی طرف ہے، جس پر توشیحی سخت سے  
زمانہ کے تلخ سے تلخ تازہ بانی اور حادثے بھی بیدار کرنے سے عاجز ہو گئے  
میاں محمد علی صاحب، رونق دینے اپنا قیمتی وقت اور دولت صرف کی، اٹری  
چوٹی تک کا زور لگا دیا۔ مگر وہ اسے قوم تو ایک مرکز پر نہ آئی حریفوں  
سے رشک اور زمانہ سے سبق نہ لے سکی، وہ بڑے جار ہے ہیں۔ اور تو  
تنزل کے نقطہ پر کھڑی ہے، مگر کام کو خوا لے دیکھی اکتائے اور نہ  
ماہوس ہوئے، القریش کا اجرا اور اس کے مدیر کی انتھک کوششیں  
باوصف مشکلات و تکالیف اور قوم کی بے حسی کے جاری و ساری ہیں  
قومی مرکز (انجن قریشیان ہند) کا وجود عالم شہود میں آنا انہی خوش  
کا ایک نتیجہ ہے۔ اگرچہ وہ افراد قوم کی بے پرواہی سے دیگر قوموں کی تجویز  
کی ہمسری تو نہ کر سکا۔ لیکن جو کچھ بھی کیا وہ قوم کے لئے ضرور مفید نتائج  
پیدا کر رہا ہے، جس کا مستقیم ثروت اس نوٹ سے دیکھا جاسکتا ہے جو  
کے القریش میں "دینی و ملی" سکول کے اجرا کی نوید جانفزاں سنا تاہو  
میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس نوٹ کے مطاب اللہ کی میری شادمانی و  
خوشی کی کوئی حد نہ رہی، میں اپنی گذشتہ فرد گذشتوں سے سخت ناام  
اور انجن کی دعوتوں سے مستغنا کرنے پر شرمندہ ہوا۔ لہذا میں اپنی

## ایک خط

محترم شیخ غلام حسین صاحب مکاتیب کو صدیقی اپنے نسبتی  
ذیلات سے اوراق القرین کو ایک عرصہ تک مزین کرتے ہوئے  
ناظرین القرین کو مستفیذ کرتے رہے اور اب کچھ عرصہ سے  
عید الفرحتی کے عذر پر خاموش تھے، باران قرین جس سے چند  
ایک نے آپ کو کئی بار چیئر بھی، لیکن وہاں  
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی آمادہ سے  
کا معاملہ تھا۔ ان کا طبع سکوت توڑنے کیلئے باران قرین کی  
چیئر اور الفرحتی کی آواز تو لاگت نہ ہوئی، ۲۹ جون کے عرصہ  
میں خدا جانے کیا اثر تھا۔ کہ حق سوشی کا حسہ سہری توڑنے  
میں فقر سیلانی کا سا اثر کر گیا،  
آپ لکھتے ہیں،

افغانی اسکرم حضرت رتوں عفاہت مکرم  
السلام علیکم، آپ کے نذرشہ نامے نے مجھے آپ ذات میں عزت  
کر دیا کہوں تو کیا اور نہ کہوں تو کیوں، آپ کی یاد سرائی کا شکر یہ ادا کرتے  
ہوئے عرض کرتا ہوں،  
مخاطب ہو سکوں کیا تجسرو رتوں میں اس غفلت پر اپنی منفعل ہوں  
سدا میں ہم تو میرے لب و دل ہوں کہتا صاف سب کچھ حال ہوں

عید الفرحتی حیدہ نہیں ہے حقیقت میں ہوں صید کشت کار  
ملی اس سے نہ اب تک رستگاری اگرچہ میں نے یہ چاہا کئی بار،

علامہ اس کے جو طرزِ سفر ہے صحیح منوں میں ہے سحر انوروی  
ہمیشہ زیرِ یاد دشت و جبل ہیں، ہے یکساں راندن اندر می سحر

ہوں کرتا نامہ پہر عہد تکلم گذشتہ فاضلی پر سو کے تا دم  
رہو نگاہ دل و جاں کو شمع اعی برافستہ کی خاطر مثل خادم

دریغ، عسکرم حسین شاکر

ایک بل تقلید شادی

انجن قرین شان بندہ سے مرد جسہ رسوم سادی و عی کی شریعت

دکن اداہم اسد برکات کی شان فیا ضی پر زندہ ہے۔ ادراپنی  
حیثیت کے موافق قومی خدمات انجام دے رہا ہے، میں  
خدیادوں کا عطیہ آپ کی سبیل قدر امداد ہے جس کا بعد  
دل شکر یہ ہے، اٹینڈیٹر،

اجرائے سکول کی تجویز مبارک ہو، میں اس کامل سے خیر مقدم  
کرتا ہوں، اور ایک روپیہ ماہوار تازیت تعلیمی فنڈ میں پیش کرنے کا  
خوشی سے وعدہ کرتا ہوں،  
نقیہ عالم شاہ از نامک

انجن کا اجرائے سکول کا خیال ایک نیک خیال ہے، میں  
بل متفق ہوں، اس کا رخیہ کے لئے ہمارے سالانہ کے علاوہ فراہمی  
چندہ کی خدمات کے بھی بلا معاوضہ آمادہ ہوں۔  
قرینی محمد شفیع از ووالہ ویرم

انجن کے ماتحت سکول کا جاری ہونا قوم کی بہت بڑی خدمت  
ہے، ترسیل چندہ اور ہر وادی خدمت کے لئے حاضر ہوں،  
فاکٹر قرینی بی اے، از جہنگ

اجرائے سکول کی تجویز مناسب ہے، نصاب تعلیم تجویز کر کے  
اکابران قوم سے منتظر کروائے، یہ ایک بڑی اسلامی خدمت ہوگی،  
عطا اسد دکیل از سرگودہ

سکول کا اہم عنصر ماقرنین اور عوام آباد اسلامی طبقوں کیلئے  
کثیر نفع بخش ثابت ہوگا، بالخصوص "دینی و ملی سکول کے اجرائے کو ضرورت  
ہی ہے، میں امید کرتا ہوں، کہ میرے قرینی بھائی اس تجویز کا خیر مقدم  
کرتے ہوئے دست امداد ڈالنے سے دریغ نہ کریں گے،  
میں ہی سبقت کرتا لیکن بوجہ چند ہفتوں کی بھلت کا متمنی  
ہوں، عنقریب عرض کرونگا، کہ کس پیشکش کے لئے تیار ہوا ہوں  
طرف صدیقی از سرگودہ

لغیہ مراسلہ کا نتیجہ مس آئندہ دیا جائے گا

سکول لاہور کا دینی، تکمیل الطب لکھنؤ اور طبی سکول دہلی کا طبی شعبہ  
زیر غور ہے، بعد غور کا مل بطلب مشورہ اکابران قوم نتیجہ القریش  
میں شائع کیا جائیگا۔

موجودہ ہندو کی فراہمی کے لئے بقایا داران انجمن کی خدمت  
میں مراسلات جاری ہو رہے ہیں، مالی امداد کی سخت ضرورت ہے  
اجاب توجہ فرمائیں، پیر علی صہب صاحب جٹنڈہ کا چندہ  
بعد شکر تیر وصول ہوا۔

انجمن قریش کو جو اٹالہ کی کوئی کارروائی بدشمنانہ انداز  
اخیار موصول نہیں ہوئی، سکرٹری صاحب متوجہ ہوں،

انجمن اسلامیہ کوہ مری کے علیہ غطر کے اجلاس میں مظلوم  
وجلا وطنان پونچھ سے متعلق کچھ رزلوشن منظر ہوئی۔ رزلوشن  
ادل کے تحریک حکیم مولوی عبدالحق صاحب صدر انجمن مصلحہ القریش  
تھے، جن کا ہمیں ابا مکمل پتہ دیکر ہے جس پر خط و کتابت کیجا سکے  
اگر کوئی صاحب واقف ہوں تو ہر بانی کر کے حکیم صاحب مدد دے  
انجمن مصلحہ القریش کا مفصل پتہ دیکر مشکور کریں، آنریری سکرٹری  
صاحب انجمن اسلامیہ کوہ مری خاص توجہ فرمائیں،

جن اجاب کی خدمت میں "القریش" نمونہ حاضر ہوتا ہے  
وہ ادویہ کے اثار سے اتنی عنایت فرمادیں کہ دفتر کو ان کے  
ایماؤ خریداری و عدم خریداری کا پتہ چل جائے، امید ہے کہ برلور  
ہیں مزید انتظار کی تکلیف سے بچا کر شکر گزاری کا موقع دینے

بعض کو تاہ اندیش نفوس ذاتی غاصت اور حسد کی بنا پر  
القریش کے خلاف ناروا دے جا کاروائیاں کر رہے ہیں، اقوامی  
مفاہد کو نقصان لگانا ان کا جہلی پیشہ ہے لہذا قارئین کرام ان کے  
کسی حکم و دہوکہ میں نہ آئیں،

جولائی کا القریش ایو لیباب کی خدمت میں جن کا سال خریداری  
اس اشاعت کے ساتھ ختم ہوتا ہے لہذا قیمت طلب کیجئے، رعنا ہوگا

حقہ کے خلاف پاکر اپنی قوم کے لئے اصول شرعی کیلئے ایک دستور  
العمل تجویز کر رکھا ہے، جبکہ مطبوعہ کا پیاں کافی امداد میں گزشتہ سالانہ  
اجلاس کی تقریب پر برادری میں تعلیم کرنے ہوئے خواہش کی گئی تھی  
کہ برادران قریش شریعت حقہ کی پیروی میں ان اصولوں کو اپنا نصب  
العین قرار دیں۔ اس سلسلہ کے اکثر اجاب و فتوحات سے اجتناب کرتے  
ہوئے عملا اس دستور العمل کے پابند ہو رہے ہیں۔ سب سے اولیٰ تاحی  
فصل الدین صاحب امرتسری نے اپنی لڑکی کی شادی میں اس فیصلہ  
کے سامنے تسلیم فرمایا۔ اور نہایت سادگی اور عمدگی سے شادی کو  
انجام دیا۔ اب حکیم علی الدین صاحب قریشی ایڈیٹر المصلح امرتسری نے ۲۸  
مئی ۱۹۱۸ء کو اپنی دختر نیک اختر کی شادی کی تقریب پر ایک اور نظیر قائم  
کر دی، بابت فتح محمد صاحب امرتسری کو جس نے صاحب حیثیت اور ایک  
امیرانہ نہایت کے آدمی ہونیکے باوجود اس قدر سادگی سے کام لیا کہ اپنے  
لڑکے (دولہا) کے سر پر پھولوں تک کا سہرا نہیں لگایا۔ اور کوئی غیر  
شرع اور قابل ہمت شراعت نہیں ہونے دی، حکیم صاحب موقع  
نے بھی انجمن کے دستور العمل کی پابندی میں کوئی تہقیر نہ گذارشت  
نہیں کیا۔ آپ کے والد ماجد نے اراکین انجمن کو اختیار دی رکھا تھا  
کہ انہی نظریہ میں دستور العمل کے خلاف اگر کوئی بات ہو تو وہ فوراً اسے  
رد کریں۔ چنانچہ ایک موقع پر بعض نفوس کے خیالات نے اراکین انجمن  
کو اس کا موقع بھی دیا۔ مجھ سمجھتا ہوں کہ اس کے تسلیم کر نہیں سکیں گے مگر  
عرض شادی بار صفت شاندار اور عسلی چہانہ کی ہونیکے شریعت محمدی  
کی عین منشا کیلئے دستور انجام ہوئی، انہا لوں کی خاطر و مدارات میں  
کوئی فروگزاشت نہ ہوئی۔ اور کوئی اصولی دستور ہی نقص واقع نہ ہوا  
اس تقریب پر باوجود محکمہ کی طرف سے اسات اور حکیم علی الدین کی طرف سے  
دو گنا نور پے انجمن فنڈ میں وصول ہوئے،

مولانا آزاد مسٹر بی سترنگ کشمیر نے تحفظ ناز و ستر مشور  
کے نام سے ایک انجمن قائم کر کے اسلامی خدمات بطریق حسن انجام دے  
رہے ہیں، خداؤ تبارک و تعالیٰ آپ کے عزم و استقلال میں  
برکت دے، آمین،

انجمن قریشیان ہند کی ایک سبیش کمیٹی اجرائی سکول اور  
نصاب تعلیم کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے، دارالعلوم دیوبند، لاہور وغیرہ

## کلمات الرسول

کاموں کا دار و دار نیتوں پر ہے جس کی جیسی نیت ہوگی اس کو  
 دیا ہی پھیل ملے گا۔  
 ایمان کی ایک بڑی شاخ ہے، یعنی ایماندار آدمی میں  
 شرم ضرور ہوتی ہے،  
 مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ اور قول و فعل سے دوسروں  
 کو رنج نہ پہنچے، اور مومن وہ ہے جس سے سب کی جان و مال کو ہن  
 لال ایمان والا وہی ہے جو خدا واسطے اور خدا واسطے دشمنی  
 رکھے، اور جو کچھ دے خدا واسطے دے، اور جہاں نہ دے وہ نہ  
 دینا بھی خدا واسطے ہو، یعنی نیک کاموں والے سے ملے اور بدکاروں  
 سے بچے اور اچے کام میں دے اور برے کام میں نہ دے،  
 جو امانتدار نہیں وہ ایماندار نہیں، اور جو اپنی بات پر قائم  
 نہیں وہ دیندار نہیں  
 جو نیک کام کرنے سے خوش اور برے کام سے رنجیدہ ہو تو جان  
 لینا چاہیے کہ وہ ایمان والا ہے  
 اسلام میں وہی لوگ داخل ہیں جو زمی سے بات کرنے میں۔

بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں، معیبت میں بیدل ہو کر گھبراتے نہیں،  
 انہواری معیبت سے مضطرب و پریشان نہیں ہوتے اور سخاوت  
 کرتے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں میں افضل وہ ہیں جسکی گفتار و  
 کردار سے کسی کو نقصان نہ پہنچے اور تمام ایمان والوں میں  
 افضل وہ ہیں جن کی سنائیں تیک ہوں،  
 افضل ایمان کا مرتبہ آدمی کو اس وقت ملتا ہے جب خدا  
 واسطے محبت اور خدا واسطے عداوت ہے، اور ہر دم اس کا نام  
 زبان پر ہو، اور یہ مرتبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب اپنا  
 فائدہ دوسروں کے فائدہ میں اور اپنا نقصان دوسروں کے نقصان  
 میں سمجھ کر عمل کرے،  
 زنا کا حرام کرنے میں اور جو چوری کرتے اور شرابی  
 شراب پینے میں اور قتل قتل کرنے میں ایمان والا  
 نہیں ہوتا۔

نہیں شرم کچھ جو خلق اور خدا سے بچیکا وہ کیونکر گناہ اور خطا سے  
 حیا کی صفت جس بشر میں نہیں ہے نہ ایمان ہے اس کا قائم نہیں ہے

مصر کا آفتاب تہذیب جب نصف المہربا پر چمک رہا تھا تو اس وقت فارس ایک نیم مہذب ملک تھا تاہم محض الذکر مقدم المذکر  
 پر حمد کر کے اس کو مستحضر کر لیا۔ اور ایرانی تہذیب کی بنیاد ملی فارسی کو یونان نے فتح کیا اور اسکی تہذیب کو ملیا میٹ کر کے یونانی تہذیب کا ڈنکا  
 بجایا۔ یونان کو رومنہ الجھڑے کے کم مہذب لوگ ملے زیر کیا۔ اور رومن تہذیب پہیلیائی روم کو جرمنی کے وحشیوں نے پامال کیا اور  
 موجودہ ملک کے اصل باشندوں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ اور اپنی تہذیب چاروں طرف پہیلیائی۔ دنیا کی تاریخ میں صرف  
 اسلام ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ جہاں گیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کو بھیجہ سلامت رکھا وہاں کی تہذیب کو بیکسو چھوڑ دیا  
 اور کسی قوم کو سختی سے اپنی تہذیب نہیں سوزائی۔ اس کی یہ وجہ تھی کہ اس کا عہد توحش و بربریت کا نتیجہ نہیں ہوتا تھا۔ اگر مفسد و اقوام نے  
 اس کی تہذیب کو قبول کیا تو اس کی یہ وجہ نہ تھی، کہ اسلام نے زبردستی کی اگر ایسا ہوتا تو فلاح اقوام کیوں اسلامی تہذیب کا اثر قبول  
 کرتیں مگر تاریخ عالم میں کسی اور مذہب و قوم کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ اہل دنیا اگر دیکھ صبر قبول کر کے  
 تو اسلام انہیں ہر قسم کی سچائیوں اور خوبیوں سے لبریز نظر آئے گا۔ اور انہیں مسلم ہر جا بیگا۔ کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا  
 مذہب ہے، جو حلاوت ہو کر بھی شفیق باپ کا فرزند منانجام دیتا ہے،

انوار القریش پر میں اعلیٰ درجہ کی چھپائی پابند وعدہ کی گجائی، دائرہ علوم سے ہر قسم کی کتابیں برعادت مل سکتی ہیں

# تہذیب الاطفال

## طالب علم کی تربیت و خطابت

دیکھتے ہو گئے

گئے ہیں، سواری انیزہ بازی، تیرا فگنی اور گھوڑ دوڑ اگر نہیں سیر  
نہیں۔ تو کرکٹ، فٹ بال اور ٹاکی دیوہ کی جسمانی مہارتوں سے  
ٹھک کوئی نہیں روکتا۔ بشرطیکہ تم ان میں اعتدال کو مہینہ ملحوظ رکھو، تم  
ناسخ، مشرق، چوسر اور گنجہ اور برسم کی تمار بازی سے قطعی باز رہو  
یاد رکھو کیلوں میں خواہ تم کیسے ہی شفیق دوستوں یا مخالف ٹیموں کے  
ساتھ مقابل ہو یا تمہارے گرد و پیش نعرہ تحمیل دینے والے مسخر زین  
داکارین کا خواہ کتنا ہی بڑا جرم ہو لیکن جب آذان کی آواز تمہاری  
کان میں آجائی تو مٹا اس کیل سے اس وقت کے لئے قطعاً دست  
بردار ہو جاؤ، اگر تم خدا کی سنادی کی اس طرح بے صدق دل سے تعظیم  
اور تحکیم کر کے تمہیں کر دکھاؤ گے، تو اعیانہ کے قلوب تم سے خود بخود مرعوب  
ہو جائیں گے، اور خوشنودی خدا کی بدولت فتح و نصرت یہی اہل اسلام  
تمہاری ہی شامل حال ہوگی،

عزیزو خدا کا شکر کرو کہ فی زمانہ حصول علم و تہذیب کے لئے ٹھکے تھکے  
سہولتیں میسر ہیں، جنہیں سے اکثر تمہاری بزرگوں کو میسر نہیں تھیں لیکن  
ان کے وفور شوق و علم و حکمت نے بعد مسامت اور صعوبت سفر کو  
ان کے لئے بے حقیقت کر دیا تھا، اسد اکبر، بعض نہایت کم استطاعت  
طلبہ اسلام کی یہ کیفیت ہوئی ہے کہ اگر ان کو دیا جلائے کی یہی توفیق نہیں  
ہوئی ہے، تو چاند کی آسمانی روشنی یا اندھیری ماتوں میں عام گمراہیوں  
کی لالچوں کے نیچے کھسے ہو کر انہوں نے تکمیل علم کی فضیلت حاصل کر دکھا  
آج تمہاری پاس گھر گھر ریڈنگ لپ اور نیرک سبیاں موجود ہیں، لیکن اپنی  
محتضن اور ان عاشقان علم کی کوششوں کا مقابلہ کر دو

بہیں لغات، رہ آؤ کجاست تا بہ کجا

اں تو اگر تم ان نعمتوں سے جو آج نہیں حاصل ہیں پورا فائدہ نہیں اٹھاتے  
تو کیا یہ کفران نعمت نہیں ہے، (دبانی بانی)

اگر اچھی تعلیم اور عمدہ تربیت حاصل ہو گئی تو سمجھو کہ طالب علمی  
کے بعد تمہاری زندگی پر اس کا نہایت اچھا اثر پڑیگا۔ تم خود فائدہ اٹھاؤ گے  
اور دوسروں کو بھی اس کا فائدہ پہنچاؤ گے،

عزیزو! اگر تم ایک کامیاب طالب علم بننا چاہتے ہو، تو آج کا  
کام کبھی کل پرست چھوڑو اپنی درس گاہ سے جہاں مہذری و مجیدی ہرگز غیر  
حاضر نہ ہو، استاد جو کچھ بتائیں غور و توجہ سے سنو، سمجھو میں نہ آئے،  
تو دوبارہ پوچھو جسے نہ سناؤ اور نہ فہم کیاؤ، جس مضمون کے لئے وقت  
میں ہو، انہیں اسی کو دیکھو، سکول و کالج ہی بڑائی کو کافی نہ سمجھو، بلکہ  
سکان پر جا کر درجہ تعلیم کا کام کرو، پڑھتے کی وقت بڑھو، کھیلنے کے  
وقت کھیلو، اپنی کتب احسان کے علاوہ ایسی کتابوں کے مطالعہ کا بھی  
وقت نکالو، جس سے ان مضامین میں مزید امداد ملے یا ایسی تصانیف  
کو دیکھو، جس سے تمہارے اخلاق اور عادات درست ہوں، نادلوں  
لطیفوں، مخرب اخلاق نظموں کو نہ کبھی خریدو اور نہ کبھی پڑھو، مشغول  
کی مشغولیت سے اجتناب کرو، اگر تم بورڈ ہو تو اپنے بورڈنگ ہوس کے  
قواعد کے پابند رہو، بلا اجازت کسی وقت باہر نہ نکلو اور خصوصاً شب  
کی وقت حتیٰ الامکان ضرورت بھی اس کو چھوڑ کر نہ جاؤ اپنی سامان کو آہستہ  
اور اپنے قابو میں رکھو، سلیقہ اور تسبیح کو ہر امر میں منظر رکھو، یاد رکھو نیک  
شعاری اور نیک اطواری، اصلاح عمل اور موت عمل کی عادتیں بچنے کرنے  
والا طالب علمی ہی کا زمانہ ہے، ایسا کوئی لمحہ سیکار نہ جانے دو، مسلمان بچوں  
پر مادہ برس کی عمر سے نماز فرض ہو جاتی ہے، نماز دین کا ستون و مومنین  
کی اسراج ہے، نماز سے مطمئن قلب حاصل ہوتا ہے، نماز ان کو خرام  
مکروہات اور فضولیات سے باز رکھتی ہے جس میں چاہئے کہ باندھی  
وقت اس کو ادا کریں اور نماز باجماعت کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں،  
یاد رکھو مسلمان اگر کم عمر ہادی روحانی اور جسمانی امراض کے لئے دوا اور  
شفاف ہے اس میں تاڑکی اور تندہی روح کے ساتھ صحت و عافیت  
جسمانی کو برسرِ کار رکھنے کی یہی ہدایت ہوئی ہے اور علاج بنائی

قطع کتابت میں خریداری نمبر کے حوالہ کی بڑی ضرورت ہوتی ہے

# عاشق کی فریاد

(از جناب مولوی ابوالخیر محمد اسحق صاحب ذیلی کلکٹر)

اندھیری رات ہے، سنان مقام ہے، ایک شخص خیمہ کے آگے  
پوچھ رہا ہے، اور پوچھ رہا ہے، آنکھیں اشکبار ہیں دل کی  
حالت خدا کو معلوم ہے، کہی؟ آہستہ کہی سے یوں کہہ رہا ہے،  
ای خدا میری مدد کر، کیا تو صرف عالموں اور زاہدوں کا خدا ہے؟  
ہم ایسے بد بخت، بنگار، بد میں رہ گم کردہ کیا کریں اور کہاں جائیں۔ کیا  
تو صرف صوفیوں اور گوشہ گیروں کا خدا ہے؟ ہم ایسے شکم پرست  
سبک دنیا کا آخر کون خبر لینے والا ہے۔

اُسے خدا تو میری مدد کر، تو دونوں کے پیسہ کو جانتا ہے۔ یہ اسرار  
ناگفتہ لطفت خیر اسے مجبور اسحق کے دل کا کوئی ماز بخت سے چھپا ہوا نہیں  
ہے، پھر تو اس کو کیوں نہیں سنتا۔ تو خوب جانتا ہے کہ وہ تیرے ایک  
اشارہ کا منتظر ہے تیری ایک جھلک کا منتہی ہے تو پھر اس کی آرزو کیوں  
نہیں بر لاتا؟

اپنی عظمت و جلال کو دیکھ، اپنی شان کبریائی پر ایک نظر کر،  
اپنی قدرت کا لا خیال کر۔

اسحق کی بے بضاعتی کو دیکھ، تیرا مذہب اور اس قدر دل شکستہ  
تیرا غلام اور اس قدر محروم، تیرا نام لیا اور بوں مدد پر ہونے کی پوچھ

کیا جتنا جگہ اردن کا کوئی خدا نہیں؟ یا اناک کے نافرمان بندے  
نہیں ہوتے؟ تب کا پھر ناحب تیرے اختیار میں ہے تو پھر کیا دیر ہے  
ایک نگاہ کرم کر دے اور پھر اپنا رہے،

تو جس خاک کو چاہی وہ بننے پاک، میں خدا کو بنا جو خدا ہو جائے  
کوئی کوک ہی ہے پیہا پی کہاں پی کہاں کی رٹ نگار رہا ہے  
چیت کا مہینہ ہی، سن سان مات ہے نہ کوئی مولس ہی نہ ہم، میں  
ہوں اور تیرا خیال ہے، میری فریاد سن لے، بھی اپنا کر لے، اپنی  
ماہ پر چلا۔

بجہر سو مانگوں میں تجھی کو تو یہی کچھ مل جائے  
سوسالوں کی یہی ایک سال اچھا ہے  
کوئی اسی طرح کو کہتی ہے، پیہا اپنی ہانک لگاؤ جا رہا ہے، رات گزرتی  
جاتی ہے، تبدیلی کے آنکھ ظاہر نہیں ہوتے، اس شخص پر فریاد  
کا ختم ہوتا ہے،

درد چہنیاں بہ کہ گوئم کو خند او ذہنی  
یا نہ گوئم کہ تو خود مطلق بر اسرار  
(ماخذ)

## سوالات

اکثر اصحاب کا خیال ہے کہ انفریش میں سوالات و جوابات کا یہی کام ہو رہا ہے، تاکہ برادران فریش توہم سے مستحق  
اور اپنے مذہبی استغاثات کا جواب اس سے آسانی حاصل کر لیا کریں۔ اس ترکیب پر ہم آج بس سلسلہ شروع کرتے ہیں اور چند  
سوالات موصولہ صبح ذیل کرتے ہیں، سوالات اور ان کے جوابات بلا اجرت شائع کئے جائیں گے، اسد ہے کہ اصحاب جواب دینے  
میں تامل نہ کیا کریں گے یا

تک جاری کرنیوالی ہے، انصاف تجویز ہوا ہے تو کیسے؟ ماخذ کی  
کیا شرائط ہیں؟ کس مقام پر کھینکا اور کتنی جاعتیں ہونگی؟

محمد نذر فریشی میانوالی

(۳) سفید کاغذ بنانے کے ہندوستان میں کہاں کہاں کا رغلانے  
ہیں؟ خط و کتابت کے مفصل پتے درکار ہیں، محمد دین اعجاز کاٹکا

درا، کیا اقدام یا بخت، بودہ، بودہ، جویہ، کو لارہ، جیتی،  
نوم فریش سے تعلق رکھتی ہیں، اگر رکھتی ہیں۔ تو ان کی علیحدہ ہونے  
اور دوسرے ناموں سے موسوم ہونگی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

عبد العزیز زہدیت

(۴) انجمن فریشیان ہند کتب تک دینی و طبی تعلیم کا سکول کب



## مظلوم کی دعا

(از جناب مولانا مولوی نور الدین صاحب تاجہ چرم، گوجہ انوار)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ عوب کے کسی قبیلہ کے پہا  
ایک لالی لوندی تھی۔ انہوں نے اس کو آزاد کر دیا مگر وہ انہی کے پاس  
رہتی تھی۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ اس قبیلہ کی ایک لڑکی جو کہن  
ہتی بنائے کو نکلی جس کا کر بند لال لستوں کا تھا اس نے وہ کر بند اتار کر  
دیکھ دیا۔ یا اس کے بدن سے گر گیا۔ ایک چیل نے اس کو پڑے ہوئے  
دیکھا وہ لال لال گوشت سمجھ کر اس کو جیٹ لیکٹی، قبیلہ کے لوگوں نے  
وہ کر بند دھو کر نہ پایا۔ انہوں نے اس لوندی پر شبہ کیا اور اس کی  
قد منی لینے لگے حتیٰ کہ اس کی .... دیکھی، وہ لوندی چپ چاپ صبر کئے  
کھڑی رہی۔ بالآخر اس نے دعا کی۔ یا اللہ اب تو ہی اس نہت سے  
نجات دینے والا ہے۔ اتنے میں وہی چیل آئی اور کر بند اس نے  
پھینک دیا اور وہ ان لوگوں میں گرا۔ اس وقت وہ لوندی بولی،  
تم مجھے اس کی چوری کا الزام دیتے تھے، مگر اس سے بری تھا۔  
وہ اپنے کر بند لے لو، اور میرا چہرہ چورہ، اس سے یہ نیچو نکلتا ہے،

کہ مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے گو کہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اسی  
بنا پر کہا گیا ہے  
بترس از آہ مظلوماں کہ ملکام دعا کون  
اجابت از در حق بہرستقبال می آید  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ پھر وہ لوندی جناب رست  
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف باسلام ہوئی  
وہ کبھی کبھی میرے پاس آیا کرتی تھی اور مجھ سے باتیں کیا کرتی تھی  
مگر جب کبھی میرے پاس آکر بیٹھتی تھی تو یہ فریاد کرتی تھی  
ولوم المومنین من تعاصیبت بنا  
اللائد من ملاح الکفر الخجانی  
کر بند کا دن خدا کے عبادات میں سے ہے اسی نے مجھے کفرستان سے نجات  
دلائی۔ میں اس سے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ جب تو میرے پاس بیٹھتی  
ہے یہی شہر پہنچتی ہے۔ تب اس نے یہ سارا ماجرا مجھ کو سنایا۔

## موتیوں کی ستاریاں

زیست کا ہر رجب تک جام ہو،  
ہر گھڑی ہر لحظہ جو کچھ تو کرے  
نامدہ پہنچا تو خلق اللہ کو  
وقت پر کر کے ادا صوم و صلوة  
چاہ کر تعمیر اور مسجد بنا  
منہ لگا ہرگز نہ ایسی چیز کو  
کام کر جس سے رفاہ عام ہو،  
خلق کو وہ باعث آرام ہو،  
وقف عالم صبح سے تا شام ہو  
عاقبت میں تاکہ خیر انجام ہو  
تاجہاں میں بسے مردن نام ہو  
سنت کی گر بادہ گلفام ہو  
تو نہ کر ایسا طریقہ خیار

(نو نہال)

جس سے ماحق سورۃ الزام ہو

برقی

## متفرقات

میں کو نوشی کے خلاف آج کل شد و مد سے اخبارات میں مضامین نکلتے ہیں۔ میں کو نوشی کا اگر سردار دہلی اسناد ہو جائے تو ملک کو ایک مستعد مالی مفاد ہو سکتا ہے، لاکھوں روپے کا مٹاؤ اور سگرٹ مالک غیر سے آتے ہیں جو ہندوستان میں بکراؤ جاتے ہیں،

محاضرہ لیسٹر کا ایک نامہ نگار موجودہ ایڈیٹر ان اخبار کی فہم ناک روش کے مطالعہ سے ہندوستان میں اخبار نویسی کا کالج کھولنے کا مشورہ دیتا ہے۔ خیال مناسب اور تجویز معقول ہے اس سے ملک آئے دن کے مصائب سے ضرور بچ جائیگا۔

مصری خواتین مسادات کا حق حاصل کرنے کے لئے کمال جدوجہد کر رہی ہیں "مصری جمیعت نسوان" کا ایک خاص اجلاس گذشتہ دنوں میں منعقد ہوا چند قراردادیں پاس ہوئیں اور کارکنان کا انتخاب کیا گیا۔

حکومت مدرس نے حدود بلدیہ علی ہم میں یکم جولائی سے مفت اور جبراً تعلیم (ابتدائی) کے جسدہ کی منظوری دی ہے،

پولینڈی امرتسر کی طرف سے ممبران کمیٹی کے گہروں میں ٹیلی فون لگوا دئے ہیں، بعض ممبران کا خیال ہے کہ جن ممبران کی زندگی شہر کی چار دیواری میں پرلطف نہیں گزرتی۔ ان کو کمیٹی کی طرف سے شہر کی سڑک پر بٹیکے بنوا دئے جائیں،

ہندو مسلم اتحاد کے تنظیمی، سوانح کی تقسیم، محبت باہمی کے منظر عجیبہ دیکھئے ہوں تو آج کل امرتسر تشریف لے آئے، مسٹر ڈونلڈ سنٹ کلاس جیٹسٹرٹ کے گروہ میں چند منٹ بٹھ جائیے، شہر کے شمالی حصہ کی گشت کیجئے، اور دیکھئے کہ شہیدان جلیا نوالہ کی یاد کس طرح تازہ ہو رہی ہے،

جس طرح دہلی کا رستہ بتانا آسان ہوا اور خرچ دینا مشکل اسی طرح مسلمانوں کو افلاس سے بچنے کی تدبیر اور تجارت کا مشورہ دینا آسان ہے، کوئی بندہ خدایاں تو پیدا نہ ہوا جو معمولی لوگوں کو تجارت کے اصولوں اور اس کے مختلف شعبوں سے واقف کرانے اور قرض حسنہ کی صورت میں مالی مدد کر کے شاہراہ عمل پر لاکھڑا کرے یہ زبان شاہی باقیں کیا انفر کھتی ہیں۔ اس سے تو قوم کا افلاس کبھی جاتے نہ دیکھا۔ ضرورت ہے، کہ مالدار لوگ باہرین تجارت کی رہبری میں بڑے بڑے کارخانے کھولیں۔ ادنی طبقہ کے لوگوں کو اس میں معاونہ پر ان میں کام کر نیکا موقع دیں، واقفان تجارت مگر سقیم الحال لوگوں کی نقدی سے مدد کریں۔ اور بازار تجارت چمکادیں۔ اگر کسی غیر کی محتاجی نہ رہے، اخبارات کو اس موضوع پر قلم اٹھانا چاہیئے

بدوں اور کور باطنوں سی نیکی کرنا اپنی ذات سے دشمنی کرنا اور اپنی جان خطرے میں ڈالنے کے مراد ہے، یہی وجہ ہے کہ سیمہ دور اور ہمدرد لوگ بدوں اور کمینوں کی صحبت کو روا نہیں رکھتے، ذیل کا واقعہ اس کی مثال صحتاً پیش کرتا ہے۔

کا دلا شہرگ میں ایک درزی نے دو گلوں کو جو بچے پرانے کپڑے پہنتے تھے، ہمدردی انسانی کی راہ سے نئے کپڑے دئے، اس لاپرواہی پر سالگرہ کی شام کو وہی گلوں پر اسی انداز کے سکان پرانے، اتفاق سے درزی سویا ہوا ہوتا۔ گلوں نے یہ سب کچھ کر کے وہ کپڑوں سے محروم کر دئے گئے ہیں، درزی کا گلا گھونٹ دیا۔

درزی کو ان بدوں نے اس نیکی کا یہ صلہ ملا کہ بے چارہ ناحق مارا گیا آج اکثر بد باطن ایسی پیدا ہو گئے ہیں جو نیکی کا معادضہ دینا جہر انسانیت سمجھتے ہیں، اور طرح طرح کے فریبوں سے خلق خدا کو تباہ و برباد کرتے اور غیروں کا مال غصب کر کے تفریح و تہنیک کا ایندھن بناتے ہیں۔ نیکی کرنا شائع آخرت بنانا ہے لیکن ایسے لوگوں سے بدلت ہی برابرہ کسی نے اسی موقع کے لئے کہا ہے

مکن بایہاں نیکی آئے نیک بخت

موضع دیال جنھیں پڑنمان کے باشندوں نے مغول غریج کے انداد کے لئے شادیوں پر کھینچی، باجوہ ام شہبازی رنیر دیگر خدان شریع انوجات بہرائی، راول، جوگی دیوہ گنگا رنھی جاکستے ہیں، ودرہب حیثیت چنہ جی کر کے یتیم، مسکین، اور باپاچ کوگوں کی خدمت رنہ کا فیصلہ کیا ہے، باشندگان موضع مذکور کا یہ فعل مبارک ہے، دیگر مقامات کے باشندوں کو یہی اسکی تقلید کرنی چاہیئے۔

انجن اتحاد مسلم راچوتان ضلع اورت سرے تعلیمی مخالفت نڈ کے لئے ۴ سیر غلہ فی ہل جمع کر نیکا فیصلہ کیا ہے، جو فرامی سرا یہ کا نہات متعور ذریعہ ہے۔

آرہ کی خبر ہے کہ وہاں کے ہندوؤں نے ایک معزز مسلمان کو محض اس شبہ میں قتل کر دیا کہ وہ گائے کو ذبح کر نیکی کے لئے جاراہتا، حالانکہ وہ اپنی تم شدہ گائے کو ماہیں لاراہتا۔

نیرنگن مدیاں کو بجا شکات ہے کہ حیدر آباد دکن جیسی نصفت سنا ادمتی نیرہ ریاست دجو بر قوم دولت کی رعایا کے ساتھ بے تعصبانہ برتاؤ رکھتی ہے۔ کئی اقوام کے معابد کو سرکاری مالی سوس معاشیں مقرر ہیں، یہی بعض نا عاقبت اندیش ہندو دیگر انقطاع ہند کے اثر سے فوجی و مذہبی نزاعوں کی بنیادیں قائم کر رہے ہیں، اسرار عالی کی بے تعصبانہ حکمرانی کی یہ تاثیر نہونی چاہیئے۔ کہ بعض مشہور ہندو کی جہانیں اس قدر بڑھ چاہیں کہ مسلمان کے ساجد و معابر اور مقامات متبرکہ کی توہین و تحقیر دوا کرکھیں، اور باہمی مشرد و فساد بڑھے، اور جن عام میں خلل واقع ہو،

مناسب ہے کہ فریقین کے مہذب و سربراہ و ردہ اصحاب بمعہ اق ۲ ہر جیشہ شاہد گرفتیں ہیں، جو پر شدت مذکور شستن بر ہیں، حکمت علی، انرا در محبت و خلوص سے عناد و فساد کی اس رد کو مدد دینے کا فوری انتظام کریں

احمدی جماعت کے مبلغین کی خدمات میدان ارتداد میں قابل قدر ہیں لیکن انہیں شکایت ہے کہ علمائے اضاف وغیرہ ان کے خدائی کاموں میں طرح طرح کی شکا پیش کرتے ہیں، میان غلام نبی صاحب ایدہ فیضان الفضل "اگر وہ سے لکھتوں۔ کہ اس وقت جبکہ ہر چار طرف سے مستغفہ طاقت کے ساتھ اسلام پر جہد آور ہو رہا ہے اس وقت جبکہ مسلمان ہلاکاتے والوں کو سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں وہ

لوگ مرتد کر کے اپنی ساتھ ملا رہے ہیں۔ اس وقت جبکہ ایک دوسرے کی زمین و آسمان کا اختلاف رکھتے ہوئے اسلام کے مقابلہ میں مصف بہت ہو چکی ہیں، ایسے خطرناک اور نازک وقت میں علمائے اسلام جنہیں رسول کریم ص کے سچے جانشین اسلام کے حقیقی محافظ اور مسلمانوں کے رہنما ہونیکا دعویٰ ہے کیا کر رہے ہیں، یہ ایک ایسا سوس ہے جس کا جواب نہات ہی امنستانک اور رنج افزا ہے، کیونکہ علماء کلام انواروں میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اپنے گہر نہیں بچھے، انام و آسائ کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور انہیں اسلام کا اتنا بھی فکر نہیں جتنا اپنے صبح کے ناشتے کا۔ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو ہندوؤں کی رعنا جوئی کے لئے وقف ہو چکے ہیں اور نہیں چاہتے کہ ہندوؤں کو اسلام کے مثالی کوششوں سے باز رکھنے کے لئے ایک لفظ بھی زبان سے نکالیں۔ ان میں سے بہت سی ایسے ہیں جو دشمنان اسلام کا مقابلہ کر نیکی بجائے خادمان اسلام کو دیکھ در تکلیف پہنچانے اور اپنی کوششوں میں روٹا اٹکانے میں لگے ہوئے ہیں۔

انجن تبلیغ الاسلام لاہور فتنہ ارتداد کے لئے تحوہ در تبلیغ مواقع مداء پر بھیج چکی ہے، تبلیغ دانشد اسلام کا فرض اہم و پوجہ حسن انجام دی رہی ہے۔ مالی امداد کی محتاج ہے، ایسی اسلامی انجنوں کی امداد و اعانت کرنا اسلام کی بہترین اور نمایاں خدمت ہے، اصحابان دولت و ثروت توجہ کریں۔

کشتی شاہ ننگابی کے ہاں خدا کو تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے فرزند پیدا ہوا ہے، آپ نے غازی انور پاشا کی یاد میں مولود کا نام "انور" رکھا ہے، خدا مولود کی عمر میں برکت دے اور خادم اسلام سونچ کی توفیق دے، کشتی صاحب کو ہم مبارک باد دیتی ہیں،

ہزار گز اللہ تعالیٰ نس حضور نیکام فرما، فرما زوے حبیب باد دکن نے رائٹ آئریل سرٹسید امیر علی صاحب کی کنیت پیرٹ آف اسلام کی ۳۰ جلدیں خریدنے کا حکم دیا ہے،

نظام عالمیتام نے دہلی میں ایک شاخہ انقصر کی تعمیر کے لئے ۲۵ لاکھ روپیہ کی منظوری دی ہے،

موسیٰ مذبی کے شرب کے باغات حضور شہر یار دکن نے عوام کے لئے وقف فرمائے ہیں،

کو ان کا ان چند روزہ خدمات کے صلہ میں بخش دیا گیا ؟ اگر نہیں تو کوئی مجلس کوئی انجمن، کوئی شخصیت، کوئی طاقت ہے جو ان سے قدم کار و پیروں کرے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے اس وقت بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے،

خود جس نظامی صاحب دہلوی پر ایک مسئلہ کے اختلاف کی بنا پر علماء نے فتوے کفر صادر کر دیا ہے، کوئی ہے جو حکیم اقل، ذوالکثر انصاری، اور حضرت آزاد پر بھی کوئی فتوے دے، آج کل ان کی خاموشی پر لحاظ ہمیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا لیڈر سمجھتے ہیں۔ اور فتنہ ارتداد، پیغمبر اسلام کی توہین اور مسلمانوں کی پریشاں حالی دیکھتے ہیں اور انکے نہیں اٹھاتے، کیا علمائے کرام کے نزدیک ان پر یہ حضرات کا یہ گناہ اس قابل نہیں کہ ان پر کوئی فتویٰ صادر کیا جائے؟

حضرت خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان جب بہ قریب سعید قدیل اداے نماز کے لئے مسجد ابا مصوفیہ میں شانہ شان و شوکت سے تشریف لائے۔ تو اس خاص محراب سے جس میں گزشتہ سلاطین نماز ادا کیا کرتے تھے، تعداد دوسری طرف چلے گئے اور تمام مسلمانوں کی صف میں دیگر نمازیوں کے ساتھ مسجد کے معمولی زمیں پر ادا فرمائی، اور حسن اخلاق و مساوات سے تمام مسلمانوں کو گرویدہ کر دیا۔

ایڈیٹر صاحب رسالہ مجدد لاہور غیرت اسلام نامی ایک انجمن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ مسلمان مستورات جو کچھ ہندو و مشنائین اسلام ہندو کی دکانوں پر غریبہ فروخت کے لئے جاتی ہیں۔ انہیں روکا جائے، اور مسلمان مردوں میں چہرہ جہات کا خیال پیدا کیا جائے۔

جانباز ہوشیار پور کے مصلح میں بیراکی جیسے کہ ہاتھوں تھن کی دلدہاں ہونے پر ہی ہیں گوشت کو اس بیکرہ گروہ کے تدارک کے لئے جلد فکر کرنی پڑے۔ دہن ملک میں سخت ابتری پھیل جائیگا اولیٰ اغلب ہے،

ترتیب حیدری ایران میں زلزلہ کی گنتوں تک رہا۔ ہزارہا جانیں ضائع ہوئیں کہا جاتا ہے کہ شہر سو لوگ بھاگ گئے ہیں، شہر بالکل خالی پڑا ہے

آئیہ اور ہندو اخراجات اسلام اور مسلمانوں پر ناپاک چلے کر رہے ہیں۔ حال میں افکار کیسوی لاہور نے پیغمبر اسلام کی شان میں سخت مکروہ مضمون شائع کیا۔ اس مضمون میں اس نے مذہبی تعصب سے شائع اسلام اور تمام مسلمانوں پر اور حد پیغمبر اسلام صلی علیہ وسلم کی ذات ستونہ صفات پر نہایت ناپاک حملہ کیا۔ انجمن اسلامیہ امرتسر نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے کیسہ کی ایک ایڈریس اس بنا پر کہ اس کے مضمون میں سے مسلمانوں کے احساسات کو صدمہ پہنچتا ہے، دس دس ہزار روپے کی دوا مقرر کی اور دس ہزار روپے کا چیک لینے کا نوٹس جاری کیا ہے،

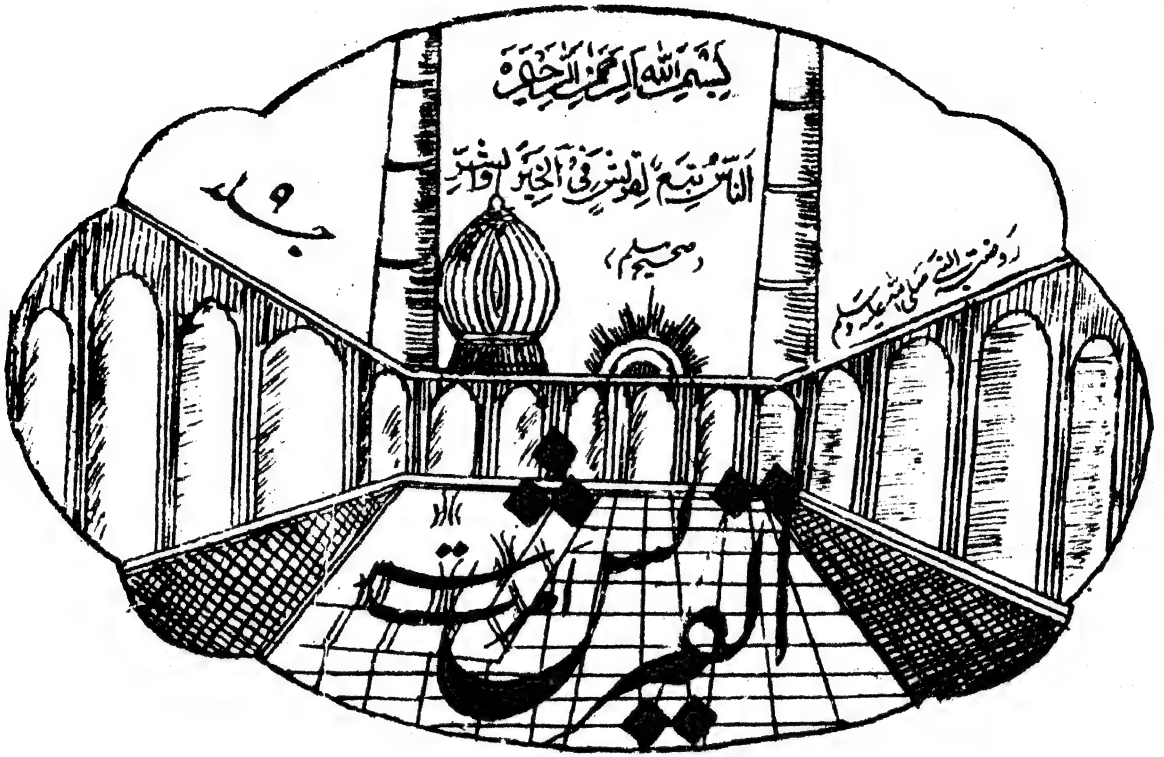
حضرت نظام عالی مقام ضرور دکن نے اپنے ایک فرمان میں حدود ریاست کے اندر ایسا دیکھوں کو ٹیکا لگائے اور پیدائش و اموات کا نظام ایک منظم صورت میں رکھنے کی ہدایت کی ہے،

عشرہ محرم کے ایام میں حیدرآباد (دکن) میں سوانگ نکالنے کا دستہ رائج تھا۔ حضرت نظام خدادادہ المقام نے بذریعہ فرمان آئندہ تمام مالک محروسہ میں ہر جگہ عشرہ شریف میں سوانگ کو بروت سمجھ کر قطعاً بند کر دیا ہے۔ سابق قوانین متعلقہ سوانگ وغیرہ منسوخ فرمادیئے

فتنہ ارتداد کے شاحف نے مسلمانوں کو خوار و غفلت سے چھوٹا دیا۔ اچھے کہ میدان ارتداد میں فتح و نصرت ان کے قدم لپی ہے اور تائبہ اندری ان کے ساتھ ہے، مسلمان مبلغین کی تہذیبی سی کشش سے بیگزڈل ہندو نفوس دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، راجپوتانہ اگر وہ عزہ پر بھی شہر دانہ کا جادو نہ چلا۔ حقیقتاً وہ اس چیز چہرے سے بجائے خود نامادہ ہے اگر سمجھ دار ہندو اس کی شد و مد سے مخالفت کر دے ہیں، کئی ایک نے آئندہ فتنہ بانی گاؤں کا بیجہ شہر دانہ کے سر کہا ہے اور مسلمانوں کی بیداری جو ان کے خیال میں اب ممکن نہ تھی انہیں یوں کر رہی ہے، موجودہ وطن تبلیغ تلی بخش نہیں، علمائے کرام کو چاہیے کہ وہ ہنوز سے عرصہ کے لئے اپنا آرام و عیش اسلام پر نثار کر کے میدان عمل میں نکلیں،

کیا چھٹی بازار کان پور کا۔ ہزار روپیہ میاں فضل حق صاحب

تایخ اشاعہ ہر انگیزی مہینہ کی (۱۶)



## ایک اسلامی تعلیمی قومی ادو اصلاحی ریلو

اس قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کرنے اور نوجوانان قوم کو صبر و  
استقلال فیاضی و ثبات قدمی، صلہ رحمی و آئینہ فنی، محنت و جفاکشی، احسان و مروت  
خاندان کی عزت و مہمان نوازی کا سبق دینی اور سومات بد و فحش سے بچنے کی تلقین کر نیکی

بیا بندئی وقت رونق منزل مرستہ سے ماہور شائع ہوتا

ایڈیٹر

محلی رونق تعلیمی

شرح قیمت سالانہ مہتمل حضرات کے لئے متوسط اجا کے تین روپے، طلباء سے بچہ چار روپے

# میت و مسلم و فساد

سے جو اچھا نتیجہ مترتب ہوا ہے، ماوہ مسلمانوں کا میدان تجارت میں آنا ہے۔ امرت میں بڑی پیمائش اسلامی دکانیں کھل گئی ہیں جسے یہی اسی سلسلہ میں در آمد برآمد مال کا ایک مفید سسٹم شروع کیلئے، لہذا برادران اسلام کو ہماری حوصلہ افزائی اور اسلامی تجارت کو فروغ دینی کیلئے اب اہم متوجہ ہونا چاہئے، ہماری معرفت ہر قسم کا مال معمولی کیشن پر مل سکتا ہے، پکڑا رہنما، ادنیٰ، کامدار چادریں گہریاں، کلاک و نیز جینس تمام کامان مطلوب ہو ہم سے طلبے مائیں ان آتے آتے اکثر فائدہ میں رہیں گے، بحسبہ بشرط ہے، قریبی برادر کمپنی حلقہ نمبر ۲ امرت

مغرب قواعد کی شائع ہو جائیں گے کام ہوئے شائع اور زیادہ بڑی رجاری ملگا۔ اور دیکھنا دای سے ہوگا۔

یہ کام سب کو ایک بار کے سہارے سے نزع کیا گیا ہے، فصل تقسیم کے فارغ ہیں

ہر قسم کا مال طلب کیجئے برادر کے ساتھ ۲۵ فیصدی نقد ہجوائے

علی جوہار

کتاب خانہ دارالعلوم میں علی  
ادبی، اخلاقی، طبی، تاریخی اور  
مذہبی کتابیں موجود ہیں  
کی جن کی کتابیں درکار ہوں اور  
علاقائی زبانوں میں اور برہمنی  
جو ایک کونسا ہے  
دیکھنا لازمی ہیں حاضرین، مکہ اور صاف صاف  
کا بیٹم ہے اور وقت موجود ہو کام دیکھنا بیٹھنا  
میں کتاب خانہ دارالعلوم  
اور تعلیمی پرانی کتب

# القرین کی خدمات کا اعتراف

اکابرین قوم کی رائے

## بارگاہِ صغیر میں اپیل

القرین کے محسن و فہم کے سچے پی خواہ مولانا مولوی حاجی سید قطب الدین شاہ صاحب ہاسٹنسی، ایساں شیخ امجا زہبی صاحب صدیقی لی۔۱۰ اے، مولوی شیخ کریم الدین صاحب صادق لی۔۱۰ اے، مولانا پرنسپل قاضی محمود علی صاحب علوی، عالیجناب سید مولوی شہسوار حسین ترمذی، قریشی افتخار الحق صاحب افتخار لی۔۱۰ اے، مفتی قاضی غلام غوث صاحب مولوی فاضل، مختلف اوقات میں القرین کی قومی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس امر کی ترغیب و تحریک دلا جاتے ہیں۔ کہ انحضرت محمدی اللہ والہ الدین ہذا اگر اللہ باری تعالیٰ کے حضور نظام الملک آصف جہاں فرما فرمائے مگر ادام اصابت لہ و اجلا و جو عواطف شانہ سے اپنے قومی ارگن کی پہلے ہی سوشائے امداد و اعانت فرما رہے ہیں کی بارگاہِ قدسی اساس میں القرین کی کارگذاری کا ذکر کرتے ہوئے اپیل گدائی جائے کہ حضور انجی فیہ من و اکرام کے صدقے اس قومی میگزین کا مزید شائے عنایات سے دامن مراد گوہر مقصود سے بہر دیں

اپریل گذشتہ کی اشاعت میں جسے ان مراسلات کا آئندہ اشاعت میں وعدہ کیا تھا، جو بوجہ آج تک نہ ہو سکا۔ اب مکرر یاد دہانیوں اور متعدد نئے مراسلات نے اس پر مزید زور دیا ہے، اس لئے آج کی اشاعت میں مختصراً ذکر کیا جاتا ہے، احباب کے ہم بدل مشکو میں۔ کوشش کی جائیگی کہ ہر قسم کا ایک محضر نامہ بارگاہِ ہمالیوں میں آئندہ اشاعت کے قبل پہنچ کر سکیں، ان شاء اللہ تعالیٰ محضر نامہ کامقرون احباب کی واقفیت کے لئے اگست کے رسالہ میں شائع کر دیا جائے گا۔

حضور کی سکندرنشئی سے اس اپیل کا درجہ قبولیت حاصل کرنا یقینی ہے، القرین موجودہ حالت میں فی الواقع کٹا وہ ملی سے قومی خدمات انجام نہیں دے سکتا، اگرچہ آپ جیسو احباب داسے، دے، اقلے، سچے اس کی مدد کر رہے ہیں

قومی پچیس اور ہفتہ واری اخبار کے اجرا کے لئے یکٹ کسی معقول رستم کامل جانا اور موجودہ امداد کا سوردیہ ماسودہ یا اس سے زیادہ تک ترئی کرنا ہی ممکن ہے۔

شانِ عجیب گربنوا زندگدارا

## نہایت ضروری اعلان

بعض علما و است اور اسلامی امور سے دل چسپی رکھنے والے حضرات کی خدمت میں انقریش میں امید پر نمونہ اور سال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس کی حسہ دیاری اور سرپرستی قبول فرما کر ہماری اعانت کریں، پس ایسے تمام حضرات کو گذارش ہو کہ براہِ نودین جلد سے جلد اپنے ارادہ خودیاری و عدم خودیاری سے دفتر کو مطلع فرمائیں، ورنہ دی بی کا اجرا عمل میں آجیگا۔ بیخبر



# المرئیس

## خاک میں

(از جناب آفکے نامی کوہ سوار شاہپوری ککن)

کیا چہپاٹی میں فلک نے لعل گوہر خاک لیر  
ہن ہزاروں گنج اور لاکھوں سے جوہر خاک میں  
تاج شاہی جن کے سرتخت شاہی زیر پاہ  
مائے صدانسوس ان کا آج ہر سر خاک میں  
جن کے محلوں کی بلندی کا نشان ملتا نہ تھا  
آج میں پنہان وہ سب دیوار اور درخاک میں  
جو حکومت اور طاقت میں تھی آپ اپنی نظیر  
اب وہی ہیں ستم و دارا سکندر خاک میں  
کیجئے گو غریبیاں کی کبھی بھولے سے سیر  
دیکھیے میں کیسے کیسے ماہ و اختر خاک میں  
چکو تہا غرتابی قرآن کا غم ناصواب  
ہو کے خود غرق اب ہی لاٹ کچر خاک میں  
رشکستہ فردوس تھا بارغ ارم شاد کا  
بے نشان ہی اور پنہاں باغ یکسر خاک میں  
دعویٰ صد حکمرانی جنکے سر میں تھا بھسرا  
منہ چہپائی میں وہ سب فقہور و فقیر خاک میں

جو تلف دفتر ہوا اب اس کا غم نامی ہے کیا  
ہن ہزاروں شاعروں کے آج دفتر خاک میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
مسلمانوں کا قومی مرکز  
ایک ضروری تحریک

وَأَيُّهَا رِيَاسَتِ نَوَّابَانِ جَاقِیْرِ دَارَانِ! اودر عاتقہ السلیس خطبہ

پراؤ دانسے کسے جالتے ہیں، انکو کوئی نہیں جو ان واقعات پر سچے دل سے غور کرتا۔ کامن ہیں ویدہ عبرت لے لیں اور ان لوگوں کے متحدہ نظام اور اتفاق و یکجہت کی جینیلر و میشل مثال کو متاثر ہونے، جن کے جماع قومی کی رہنما اسے کہیں امید نہ رکھتے،

سرزمین ہند کے دورِ حاضر میں جمیعتِ قومی کا شاندار پہلا نفاذ  
 تھا جو گور و گوبند سنگھ کے پیروں کا امجدِ نغمہ گزشتہ کو امرتسر کے بازاروں  
 میں رکیجا گیا۔ پانچ سیل لبِ اندازِ بانی قوم زن و مرد کا جلوس نہایت خلوص  
 و عقیدت سے اپنے ذہنی مسجد گاہ کی خدمت کے لئے جارہا تھا۔ الا بریں  
 قوم اور متعلقین جلوس کے ایک ادنیٰ سے اشارے پر ایک ایک کی جان قربان  
 تھی۔ مامی (والیابن ریاست) دھبایا، اعلیٰ و ادنیٰ، شریفیہ و رذیل  
 میں کوئی تمیز نہ تھی، مومن و عصفور و صفا اور رزق و واسطی کا وہ عالم  
 تھا کہ سخیں ماضیہ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

اگر ایک طرف یہ حال ہے تو دوسری طرف دیانندی و سائتی سنگھنڈی کے لئے نیز ان کا پرمعروف عمل انگر

ایک مسلمان نہیں کہ وہ ازراہ عقل خفہ و غریبہ بڑے خزانے سے  
بے ہیں۔ ان کا نہ کوئی قومی مرکز بناوے انہیں کوئی فکر انہی فرزند ان  
اسلام کی برصفت و بے پروائی تباہی و بھلاکت کا رنگ نہ لائیگی۔ لایسگی او  
مرور لائیگی

کیا اس ابتدا اور پختہ فی کے زمانہ میں جبکہ ہمیں مخالفین اسلام  
 زنت کے پاؤں میں کھل اٹھنے کا اعلان کر رہے ہیں کسی قومی مرکز اور  
 اخوت اسلامی کے بکھرے ہوئے موتی ایک سلک میں منسلک کر دینے کی  
 ضرورت محسوس نہیں ہوتی؟ اگر ہوتی ہے تو پھر کس وقت کا اختلاف رہے۔

مسلمانوں کی بجنہیں مشنرات الامن کی طرح پیدا ہوتی اور مر جاتی ہیں  
 اخبارات میں روزانہ بیسیوں ایسی بجنہوں کے قیام کا اعلان ہوتا ہے جن میں  
 سے ایک ایک کے مفاد کی فہرست اس قدر طویل ہوتی ہے کہ گویا دنیا  
 بہر کی اصلاح کی اجارہ داری بجنہ ہے لیکن پھر معلوم نہیں ہوتا۔ کہ  
 ان کے وجود کو گنہن کہا جاتا ہے یا ہوا چاٹ جاتی ہے کہ صفحہ ہستی پر ان  
 کا نام لیا کہ کوئی نہیں رہتا۔ دراصل ہم نے انجن گری شغل بیکاری بنا  
 رکھا ہے اور سوئے اس کے ہمارا کوئی کام نہیں کہ قوم کو سبز باغ دکھا کر  
 نہیں بڑھیں اور چند روز محض فنا کر کے قوم کو اس کے حال پر چھوڑ  
 کر دوبارہ نکال دیں۔ دوائے ہر حال ما۔

گزشتہ سہ ماہ میں انجمن گروں کی کارگناری کا اگر جائزہ لیا جائے تو اعداد و شمار سے یہ ثابت ہو گا کہ کم و بیش تین سو نئی انجمنیں جن میں مسلمان، تبلیغی، اور اسلامی بھی ہیں وجود میں لائی گئیں لیکن انکی خدمات جلیلہ انہیں اپنی مجوزہ قوس حد کے ماتحت کرنی چاہیے نہیں ہر ایک گہری نظر والی جانچنی تو اس کا غائد خالی نظر آئیگا۔ البتہ آمدن کے رجسٹر میں چند سینکڑوں کی میزان ملیگی جو سامان آرائش و تفریح و تہذیب و معاشرت و قیام و غیر اسی اوصاف دم کی تنخواہ کے اخراجات کی میزان کے برابر یا کچھ کم ہوگی، باقی امترا، امترا، غیر امترا،

حقیقت یہ ہے کہ نہ تو سوز دل اور دردِ کلامی سو آئینہٴ قائم کی جاتی  
ہیں اور نہ ہی قوم کی طرف سے کسی ایک پر بھی جیسا کہ حق ہے اٹھاد کیا جاتا  
ہے، جس کا نتیجہ ذلت، اخاری، افسوس، غریب ذاتی، الجے، عسادی اور انتہائی  
پریشانی ہے جس کا ہم فکر ہو رہے ہیں۔ آہ، باوہ زمانہ تباہ کہ مخالفین  
آنکھ نہ اٹھا سکتے تھے یا اب یہ ہے کہ فرزندِ انِ اسلام، اسلام اور بانسِ ہدم

## شہزاد

حوالہ سے ثابت کیا ہو کہ عربی زبان میں جو قرآنی البقرہ کہا جاتا ہے، اس کثرت میں اسے گو میدہ گیبتہ کہتے ہیں۔ اس معنی میں بدلائل قاطع یہ بتایا گیا کہ کہ ہندو دھرم کی کتب معتبرہ سے قرآن البقرہ کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اسی دبانڈ کی تعلیم کے مطابق گائے محض ایک حیوان ہے، پہرہ جہد معلوم نہیں ہوتا کہ ہندو زبان البقرہ سے اس فقرہ کیوں پریشان ہوتے ہیں۔ اور ہر مسٹرینڈو اور ڈاکٹر انصاری وغیرہ نام نہاد لیڈران تیرہ سو برس قبل کے اسلامی فیصلہ پر نظر ثانی کر سیکے کسی کافر نس کو وجود میں لانیکی بے سود کوششیں کر رہے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان ذبیحہ گاؤ کو ایک ذریعہ مذہبی سمجھتے ہیں اور وہ کسی دباؤ سے اس سے باز نہیں ہوسکتے

جس مذہب کی اساس و بنیاد دیا، دوسکا، بے خبری اور ان گنت عواموں پر جو کفر و تہ میں جو ہندو دھرم شاستر مذکور میں ہوس تو م کی ترقی اور اسکا کا انکام معلوم، نہ دوسیم سے مالال ہونا۔ اونچی اونچی سکول اور شاہکار عمارتوں میں تجنی فرسٹوں پر غرے لینا، عزت و آبرو غیرت و حیثیت نہ ہونکی حالت میں سب بیچ ہے، میدان مقابلہ میں اور محفل مذاہب میں وہ کہی سرانہائی تاب نہیں لاسکتی۔ پہرہ سنگسٹن خدا جانے کس برتے پر تپا پانی، مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے طاقت ایمانی کی ضرورت ہے، اجراہین کو نصیب نہیں،

نکتہ پنج و قیو سس ہند اگر شرواند کے ہندو اندہ اولی سلگانی ہوئی لگلو چلے ہی سواچے لگو سوختی سپر کہ لغت و حقارت سے دیکھتے ہوئی نجات میں صدائے احتجاج بلند کر چکے ہیں، اب ایک نیکدل دوسری ہند دئے شرواند کی اشہ ہی کو نہایت لغت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئی شمار و اعداد سے ثابت کیا ہے کہ اس فتنہ و شر میں ہندو دھرم ناقابل برداشت نقصا برداشت کر رہا ہے، ایک اور دقیقہ میں ہندو فتنہ و اندہ کو اپنی مذہب کی تحقیر و تذلیل سمجھتا ہوا حاکم کر رہا ہے اور شرواند کی ذات سے بائیں خیال اشہ ہی میں کامیابی کی توقع نہیں رکھتا۔ کہ وہ بدالاسلام کہنے لگا، بیربر کے سہارا سے عاجز آگیا ہوتا۔ کیا اچھا ہوتا کہ دانایان ہندو شرواند کا نتیجہ کرنے سے قبل ان عواطف و ناکہ پر ہندو سے دل سے غدر کر لیتے،

فتنہ و اندہ میں چھاڑ کہا کی ہوئے، کفر و تہ دعو سے گہرا ہی ہوئی ہندو اب چھوٹے ہتھیاروں پر اترا آئے ہیں۔ چنانچہ کسی بڑول اور پیچھے سے دن ہستی سواچے نام کے اظہار کی جرات نہیں کر سکا۔ اور ہر ہندو جتھا کا سکڑی ہوئیکا دعوی ہے، میر زہندار کے نام ایک خطا لکھا ہو جس میں ہندو دانت کا اس قدر خون کیا گیا ہے کہ دوسرے مذہب کے پیرو سے نہ ہو سکے، یہ خط ۱۶ جولائی کے زہندار میں شائع ہوا ہے۔ جس میں مسلمانوں کو سخت سے سخت اور فحش ترین گالیاں دینے کے علاوہ غیر صلح کی ذات ستودہ صفات پر نہایت کینہ محک کیا گیا ہے۔ بیربرونیکے بڑول دعوی نے اس مضمون میں مسلمانوں کو جبراشد کرینگی دیکھی دی ہے جو اکی انتہائی خصاصت اور بے حیائی کی دلیل ہے، اسلام و مسلمان ان نزہات و خرافات سے نہ کبھی گہرا سے اور نہ گہرا سے ہیں۔ لہذا یہ کہیں کچھ معنی نہیں دہکتی،

دانایان رنگ ایجاد و اختراعات میں یرطولی رکھتے ہیں، حال ہی میں دانایان لڑیو پنے بادل سواچے مرضی سے مینہ برسانا۔ نو نو گران سواچے ترقی کا کام لینا اور لیسو بیانات و خطوط و جگہ جگہ موفون کے ریکارڈ کی جگہ پر کہہ کر تمام آئیں کا فون سے سنی جا سکتی ہیں، اور میں قسم کی کئی ایجادات سے اپنی فنی کمال کا ثبوت دیتے ہیں،

تجارت اور تحب رتی تعلیم سے متعلق مسلم اخبارات میں و جہوں معنوں نکل چکے ہیں۔ مگر افوس کہ کوئی عمل کرنا والا پیدا ہوا۔ کہا جائیگا کہ سہرا بہ کی کمی سہرا بہ ہے اس کا بہترین علاج ہے کہ مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں کھول دی جائیں، کیا یہ بھی مشکل ہے، ضرورت ہو کہ اکابرین قوم قول کو فعل میں لانے کی جلد از جلد کوشش کریں، کیا محب کہ اندام و نکتہ نازع انہالی سے بدل جائے،

قرآن البقرہ کی غلط فہمی ہندو کے منوں سے رفع کرنے کے لئے غازی محمود ہر سال بی۔ اے نے زمیندار مورفہ جولائی میں گائے کی شربانی اور ہندو شاستر کے عنوان سے ایک مضمون میں ہندو مذہب کی معتبر کتب کے

قومی سالہ کا باوجود جہ نقصان ہوتا ہے جو قوم ایسی مست ہو کہ ایک کارڈ لکھنے میں تالی کرے اور دوسرے کا دس گنا نقصان کرے یا وعدہ غلطی کرے تو اس سے کیا امید ہو سکتی ہے

مسلمانانِ لاہور کے تحفظ حقوق کا ایک عظیم الشان جلسہ، جو لائے کو لاہور میں منعقد ہوا۔ میں سب سے پیش قدمی کے متعلق چند نوید پریشانیوں سے متعلق بات پر زور دیا گیا کہ مسلمان حصول حقوق میں پس پیش نہیں کریں گے۔ بقول معاصرین سہماں کو اہم فشرح کیا گیا کہ گورنمنٹ ہندوؤں کے چہان سے مرعوب ہو کر مسلمانوں کے حقوق غضب کرنا چاہتی ہے جو ناو جب ہے

گورنمنٹ ہند نے پٹیل دنا بہ دو سکھ دیاستوں کی کشمکش سے متعلق ہمارا جہ نا بہ کی زیادتیوں کا جوش پاکر ہمارا جہ نا بہ کو سخت صحت سے معزول کرنا چند شرائط کے تحت اعلان کیا ہے۔ یہ کچھ کشمکش ایک عرصہ سے جاری تھی اور دونوں فریقوں میں منافرت و مخالفت کی خلیج وسیع ہو رہی تھی۔ ہر مذہب کی کمیٹی اور بعض دہریہ قوم قبضہ نامرینی کی ہن گرہ کو ناخن زہیر سے کھولنے کی کوشش کر رہے تھے مگر انہوں نے فریقین کی ناراضی کا یہ پڑا نتیجہ پیدا ہوا۔ نظام ریاست نا وقتیکہ ہمارا جہ صاحب کام سالہ لڑا کا سین غلوغ کو نہ پہنچے گورنمنٹ کے ماتہ میں رہیگا۔ ہمارا جہ صاحب کو گذارہ ملیگا۔

نمونہ ملاحظہ کرنوالے احباب اگر دوجہ کے ایشار سے رسالہ کی صفحہ کے بعد منٹا خریداری و عدم خریداری سے دفتر کو مطلع کر دیا کریں تو انکی عنایت سے دفتر مزید اخراجات سے جو اجوائے دی جلی اور کمر نمونہ کی ترسیل سے ہونے ممکن ہیں سے بچ سکتا ہے انتظار کی رحمت سے نجات ہو جاتی ہے

اس دن جن احباب کی خدمتیں سکھر نمونہ حاضر ہو تا ہی، وہ ہر بانی کر کے ترسیل زحمنہ سے اپنی قومی رسالہ کی اعانت کریں۔ اگر یہ نہیں تو بذریعہ پوسٹ کارڈ دفتر کو مطلع فرما کر مشکور کریں۔

قلمی مسادین ہر بانی کر کے صاف لکھا کریں۔ تاکہ کاتب کو نقص میں آسانی ہونیکے علاوہ غلطیوں کا احتمال نہ رہے

مغفل و بیگاد آدمی بقول مردیکارہ دوز یا بیار حکم تری اور مشغلہ حاشی کی تلاش میں ہزار تیریں بناتا ہے لیکن جب بدستی سے کہیں ہاتھ نہیں پڑتا تو قانون سرکاری اور شرانت ذائق کو بالائے طاق رکھ کر ناگزیری افعال کا مرکب ہوتا ہے جس کا نتیجہ اکثر تباہی و بربادی کا موجب ہوتا ہے لاہور کی تلاشوں کے سلسلہ میں ایسے لوگوں سے ایک پرس اور نوٹ چھاپنے کا سامان اور خلکے میں جن پر مقدمہ چل رہا ہے، نتیجہ ظاہر ہے ۶ ہر جسے کام کا انجام بُرا ہوتا ہے

ہندوستان میں ابتدائے صدی میں فی میل ۱۲۹ تعلیم یافتہ تھے مسئلہ میں ۱۲۰ ہونے اور اب انکی تعداد ۱۱۱ ہے اعداد کی تعلیم میں بھی ترقی ہے چنانچہ ۹ سے ۱۳ اور ۱۳۵۳۳ ہو گئی ہے، برطانوی ہند میں مسئلہ میں تمام طلبہ کی تعداد ۹۳۵۸۰۰۰ تھی لیکن اب ۶۰۰۰۰۰ ہے مسئلہ کے انگلو انڈیہ سے ۱۲۵۰۰۰۰ آدمی ضائع ہوئے، جن میں زور انکی بڑی تعداد ضائع ہونے سے ترقی میں بہت بڑی روکاوٹ پیدا ہو گئی۔ براس حیثیت سے اول ہے۔ جہاں تقریباً ۵۰ فیصدی مرد تعلیم یافتہ ہیں۔ جنگال و مدیس میں ۱۰ ہے اور بیسی میں اس سے بھی کم۔ بڑودہ کی لازمی تعلیم نے جو ۳۰ برس سے دس جاری ہے کچھ زیادہ نمایاں کامیابی حاصل نہیں کی مسئلہ میں ۱۲۲ فی میل میں ۱۶۲ مرد اور ۸ عورتیں تعلیم یافتہ تھیں اور گجرات کے طانی اضلاع میں ۲۰۶ مرد اور ۱۶ عورتیں۔ اب بڑودہ میں ۲۱ مرد اور ۱۶ عورتیں اور برطانوی گجرات میں ۲۲۳ مرد اور ۱۶ عورتیں، تعلیم لہوں میں ۲۳۳ سے ۱۳ کا اضافہ ہوا ہے۔ لیکن پیمانہ صوبے ایسی تک پہنچے ہیں۔ صوبہ متوسط بہار و اوڈیسہ، راجپوتانہ، بھینسی، کشمیر، حیدرآباد اور شمالی ہندوستان میں جہاں مسلمان زیادہ تر آباد ہیں۔ یہ تعداد بہت کم ہے اس حیثیت سے بڑودہ نے خاصی کامیابی حاصل کی ہے پہلے ۱۰۰۰ عورتوں میں ۲۰۵ تعلیم یافتہ تھیں۔ لیکن اب ۴۰۴ ہے اس سلسلہ میں مسرورہ کو چین کی ریاستوں نے بھی ترقی ہے، قومی حیثیت سے نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گزشتہ سالوں میں عیسائی عورتوں نے ۴۷ سے ۲۱۰ تک ہندو عورتوں نے ۵ سے ۱۶ تک اور مسلمانوں نے ۴۷ سے ۹ تک ترقی کی ہے

یہ طریقہ نہایت معیوب ہے مگر جاری ہے کہ بعض عزیز اور پہلے سو کوئی اطلاع نہیں دیتے اور وی پی دیں کو دیتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین انقریش اس کردہ طریق عمل سے اجتناب کریں گے کیونکہ اس سے ایک

## مذہبی تعلیم اور مسلمان

اولاد کو بالبعین اور علم کو اپنا گمشدہ مال سمجھا کر کافر سے تو یہی بگوشی لے لو، جتنی ترغیب مسلمانوں کو اسلام نے علم حاصل کرنے کے لئے دی ہے۔ اور کسی مذہب میں نہیں ہے تحصیل علم کو ثواب قرار دیا ہے۔ علموں سے فخر کو جہاد کا رتبہ دیا ہے ملاحظہ ہو حدیث شریف لعلوا العلم فان فسرہ للہ حسنة ودراسة لتبیم والبعث عند جہاد و طلبہ عبادۃ وقلیلہ صدقہ وبقولہ لا ھلہ قرۃ بنات افسوس ہے کہ مسلمان راہ راست سے دور ہو کر تحصیل علم میں کوشش نہیں کرتے، حالانکہ علم دین حاصل کرنے میں دو نوجہان کا فائدہ ہے، اہل مہنا ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہو بشیر طیکہ اسے خدا کے لئے اور خلق خدا کی بہتری کی غرض سے حاصل کیا جائے،

مسلمانوں کو اپنے کام حذر کرنے چاہئیں، یا ان کو مرتد ایسے لیڈروں کے سپرد کرنا چاہئے جو کہ اپنے مسلمان اور مسلمانوں کے سچے خواہشوں سے ہرگز مشہور لیڈروں کے متعلق جو کچھ بھی کہا جائے حقیقت سے کم رہیگا۔ قوم فردوسی سے بڑا کبر اور کونا الزام ہو سکتا ہو۔ لیکن اگر یہی لیڈر سچے لیڈر ہوتے تو خاموشی کے ساتھ ان الزامات کو نہ سنتے، شاعر اسلامی سے تیار ہو جاتا اور مذہب کے ساتھ خصائص کو بھی ترک کر دیتا ہمارے لیڈروں کے بائیں ہاتھ کا کیل ہے۔ خدائے ہر ایک طبقہ میں اچھے برے تنظیم کے آدمی پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ بڑوں کے ساتھ اچوں کی بھی خدمت کی جاتی ہے اخلاقی کمزوریوں کے بہت سے مدعی ہوتے ہیں۔ بہت سولید ایسے ہیں کہ اگر آج ان کو اچھے آدمیوں کے ساتھ ملکر کام کر نکالو تو غلے تو وہ خدا راہ راست ہر جا میں لیکن محبت ہر کی وجہ سے فی الحال انکی طبائع کی پہلی خواہشیں مذہبی چلی ہیں۔

کہ مسلمان اس بات کو محسوس نہیں کرتے کہ امام بائید کو مقتدیوں سے فائق ہونا چاہئے افسوس کو جس طرح ہم ملے مسجدوں میں امت کو بدنام کر رہا ہے اسی طرح دنیا کے سلسلے برے لیڈر میٹھ کر کوئے اسلام کے رخ روشن ہو رہی دھب لگا رہیں تو تاجی نہیں کی مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کے حلقہ اثر میں اسلامی باتوں کا چرچا ہو اور سنت نبوی کی طاعت

ہماری حالت آج کل نہایت خراب ہو رہی ہے، مذہب کے لحاظ سے ہم خدا اور رسول کے چہرے اور نبوی لحاظ سے ہی اقوام عالم کے پیچھے ہیں ہماری فوجی ہستی سرمن فطر میں ہی لیکن افسوس کہ ہم ابھی تک خواب غفلت میں ہیں اور مرض کی تشخیص یا علاج کی طرف بہت کم متوجہ ہیں مسلمان ایک مسکرمی وہ مسکرمی تک تباہی کے پہلو میں پھنسے ہوئے ہیں۔ متوسطہ درجہ کے عام مسلمان جن پر ابھی اسلام کے پیرو سونیکا طلاق ہو سکتا ہے انچو حال میں مست ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی فلاح کی چنداں پروا نہیں کرتے۔ آسودہ حال فساد اور تعلیم یافتہ اصحاب جو عرف عام میں لیڈر یا قوم کہلاتے ہیں، لیڈری کے نام کو بڑے لگا دے ہیں اکثر حالات میں بچانے فائدہ کے نقصان کا باعث ہیں اور اپنی غلط مثال سے ذمہ کو گراہ کر رہے ہیں، ایران طرفیت جن سے کچھ امید ہو سکتی تھی اندیسوں وہ بھی اغراض دنیوی کے غلام دکھائی دیتے ہیں۔ کمال احمد علی علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کا فائدہ نہ مننے کی بجائے فرقہ بازی تعصب اور مذہب کی آڑ میں دنیا پرستی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، قوم اور مذہب فی زمانہ دو الفاظ بن گئے ہیں جن سے خلق خدا کی گراہی اور تباہی میں تمام بنیادیں اور عہد کے جوئے دو دیار مدد حاصل کرتے ہیں۔

مجموعہ مسلمان اسلام کی اصل تعلیم سے جا مل ہیں اور اپنی لئے یہی کافی سمجھتے ہیں کہ کسی دوسرے مسلمان سو چند ایک اسلامی مسائل پر چہرے لئے اور ان پر جی چا تو عمل کیا نہیں تو اپنے جی کو جس طرح تسلی دی۔ کہ ہمارے لئے اتنا کافی ہے کہ ہم کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ ہماری نزدیکی مسلمان کا علم دین سو جا مل ہونا معصیت میں داخل ہو نہایت ہی خادایہی حالتیں ہو سکتی ہیں جن میں علم دین کی حیثیت محبوبوں کی جو جو قابل معافی ہو، قرآن شریف جگہ جگہ علم والوں کی تعریف کرتا ہے، طرح طرح کے انعام اور خوشخبریاں سوچنے والوں، اخذ کر نواہوں سمجھنے والوں وغیرہ علی بذالعباس کے لئے اللہ کے کام میں ہیں طلب العلم فی اللہ علی کل مسلم و مسلمہ کی حدیث ہر ایک مسلمان کو تحصیل علم کو فرض مستزاد دیتی ہے، مسلمانوں کو نبی کریم کا ارشاد ہے کہ جہاں سے علم حاصل کرو، اطلبوا العلم

کسی سے نہ چاہیں تو انہی تعلیم اور مثال ہی اسی طرح موثر ہو سکتے ہیں جیسا کہ علامہ سلف اور نرون مادی کے نمونوں کا زندہ نمونہ مسلمانوں کی صلاح کا باعث ہو رہا تھا۔

ہماری دوستی اور دشمنی صرف اللہ کے واسطے ہو۔ اگر مسلمانوں میں اسلامی تشفیہ شروع ہو جائے، دوست دوست کو اور بھائی بھائی کو شرع اسلامی کے پاسدار بنائیں گے اور ان کے لئے تو ہماری حالت بہت جلد بہتر ہو جائے گی۔

ہماری شاخ کرام اور پیران عظام اگر ہماری اس کلام حق سے خوش ہیں نہ آجائیں بلکہ معقولیت اور محنت سے دل سے ہماری معروضات پر غور کریں تو اس معاملے انہیں کو مسلمانوں کی بہتری کا وسیلہ بن سکتا ہے۔

پیران طریقت کے متعلق ہمیں عرف یہ کہنا ہے کہ انہیں اپنے مریدوں کو مستحق بازی کی تعلیم نہیں دینی چاہئے۔ بلکہ ان کے دلوں میں اخوت اسلامی کی روح پونگنی چاہئے، اگر مسلمانوں کے پیر اور سجادہ نشین سودی اور نام کے عالم اپنے تئیں رسول اللہ ص کے حلق میں رنگ لیں۔ اپنی تئیں اعراض نفائی سے پاک صاف کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ عوام مسلمان جو ان کے دیوار ہوئے ہیں راہ راست سے ہٹنے لگیں۔ پیران طریقت کی سلسل میں دعوے و نفی کے تذکرے ہونے چاہئیں، نہ دنیا اور دنیا کے کتوں کے افسانے،

بلاخرہ ہم دوبارہ اپنی یاد ان قوم کی خدمت میں بھیجیں کہ وہ خدا کی راہ میں مال و مٹی سے کام لیں اپنے پس پیش کو دیکھیں۔ اپنی اصلاح حالت میں سامی ہوں اور فضول باتوں میں لپٹے عزت و فخر کے شکار نہ رہیں۔ موت ہماری سپر کھڑی ہے تیار کیلئے بیت ہوتا وقت ہی سپر خدام کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے آج کل میں قیامت کا سماں آنکھوں کے سامنے بڑھ جاتا ہے دنیا کی عمر سو دو سو سال کی زیادہ باقی نہیں رہی اگر ہم اپنے نبی کریم کی سچی خلافت کا مختصر ہے تو بہت جلد ہیں اپنی حالت سنواری کی چاہئے۔

ایک عظیم الشان وجہ ہماری مولویوں اور پیروں کے بے اثر ہو چکی ہے کہ وہ حق علم کی بے قدری کرتے ہیں۔ اگر وہ کسپ ہلال سے اپنے وقت لاکھوت کا بندہ ولت کریں اور مسلم دین کی خدمت کا اجر سوائے خدا کے اور

اس معنوں میں میرے جن باتوں کے متعلق بحث کی ہے وہ یہ ہیں کہ عام طور پر مسلمانوں کو سنت و شریعت اور حد شریف کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ نہ ملتی ہے، بلکہ سنت و شریعت کے سمجھ کر پڑھنے کو اپنا حزمہ بن لیتے ہیں جو وقت و فراغ میں ضائع ہوتا ہے، وہ بحث اور مرقی کے کاموں میں صرف ہونا چاہئے، تعلیم یافتہ اور مستول بزرگان ملت کی خدمت میں انہیں سے پہلے اسلام کے علم بن کر رہائیں دین و دنیا کے دو مختلف شعبے سفر نہ کریں۔ دنیا کے ساتھ دین ہے بلکہ ہر ایک محاسن دین دنیا پر مبنی ہے۔ اپنی لباس منع قطع و بدوہ پیش رفتاً گفتار کہانے بچنے و بڑھنے کی عادتیں سب کی سب اسلامی سانچے میں ڈالنے کی کوشش کریں اور یوں پ کا کورڈ جمیع اکی برائوں کے اختیار نہیں نہ کریں اور ہی دیکھیں سوٹ بوٹ چوڑیوں۔ اور ان مذہب کو باہمی کے ساتھ اور کریں اور اپنے ظاہر و باطن و یکساں اسلامی رنگ میں رنگیں۔ اگر وہ اب کریں تو اسلام کے فاسل محب اور خیر خواہ ہوں گے۔ اور مسلمانوں کے مسئلہ سید۔ اعلیٰ بن اور پیران طریقت سے یہ کتب ہے کہ وہ اپنے مریدوں کے لئے اپنی نیک مثال کو رسول اللہ ص کے مسلمانوں کے اسوہ حسنہ کا زندہ نمونہ بنائیں اور ان سے اپنے مریدوں کو مسیح کہتے ہیں۔ پہلے خود ان سے کٹاؤ کش ہوں، ایسے ایک پیر صاحب کا واقعہ یاد ہے کہ وہ طبع میں ملکر اپنے مریدوں کے سامنے ایک مسلمان کو جو غیر حاضر تباہ تھا کہہ رہے تھے یہ ان کا ایک حامی مسلمان کے مرنے سے ٹکٹے شرم کا باعث میں چہ جائیکہ ایک دیر کے مرنے سے نکلیں جسکی تقلید اندھانہ حدیث کی جاتی ہو، تو یہ ہمارے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے اس کی فائدہ کرنی چاہئے اور براہ راست اللہ کے لوہنگائی چاہئے، ہماری بزرگوں اور ہمیں پیشوا کا جو درمختصات میں سے ہے اور میں ان سے نقصان کے بجائے فائدہ حاصل کرنا چاہئے، والسلام علی من تبع البہدلی

(ریخ) فیروز الدین (صاحب) مرآۃ  
ایم ہیں یہی بہتیمہ مکتبہ العلوم  
علیہ گزہ {

انٹرنیشنل کی اشاعت بڑھانا آپ کا قومی فرض ہے، جس قدر یہ بڑھے گا اسی قدر اس کی آواز بلند ہوگی



## مسلمان اور تجارت

دل اور تھک مر رہتے ہو گئی ہے اور شریفوں پر کب معاش کے کل دستوروں  
مرد و ہو گئی ہیں۔

پس جب آیات و احادیث صحیحہ سے یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ اگر کافر  
پیشے جنہیں آج کل حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ انبیاء علیہا السلام اور  
بزرگان اسلام کیلئے ذلیل معاش تھے تو اب کون ایسا مسلمان ہو  
جو کلام مجید کو خدا تعالیٰ کا مقدس کلام ماننا ہو۔ انبیاء علیہا السلام  
کو اپنا حقیقی رب و ربنا جانتا ہو اور بزرگان دین و مشائخ کرام کی  
نسبت غرض عقیدگی رکھتا ہو پھر ان پیشے یا پیشہ وروں کو ذلیل سمجھو۔  
باکسی حلال پیشہ کو ذلیل معاش بنانے سے نفرت کرے انکے بیہون  
چڑھائے تنفر کی نگاہ سے دیکھے۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مسلمانوں کو اس زمانہ  
میں جبکہ ہر طرف سوان پر مصائب و آلام کی کالی گھٹائیں موسلا دھوا  
مینہ برس رہی ہیں اور زمانہ ہر طرح سوان سے برسرِ جنگ ہے  
اور ان کے لئے آمدنی کے ذرائع محدود ہو رہے ہیں تو بغیر اس کے اب  
کچھ چارہ نہیں ہے کہ مسلمان ہر قسم کے جائز پیشوں اور جائز تجارتوں  
کو اختیار کریں و ابھی تامل نہ کریں۔ اور قرون اولیٰ اور اسلاف  
و اکابرین اسلام کی طرح پیشہ وروں، تاجروں، غریبوں اور غریبوں  
کو اپنا حقیقی بھائی تصور کر کے انما المؤمنون אחوة و تمام مسلمان  
بھائی بھائی ہیں، اس اخوت و مودت کا عملی ثبوت و یکجہت و پیار  
سے ان کی ہمت اور حوصلہ افزائی کرتے رہیں۔

عید الفصحی کے بعد باخیز ایسی بڑے کا عزم ایک طویل سفر کے لئے  
ہے۔ اگر حالات نے موافقت اور تائید ازمدی سے مساعدت کی۔ تو  
انٹرنیشنل جلد واپس آکر اگست کا رسالہ وقت ہر نکال دیا  
جائیگا۔ اور اگر کوئی واقعات سب راہ ہو گئے تو محض دہری ہے  
سفر کے لئے گواہی معمم لیا دہ نہیں۔ تاہم احباب پرغبار  
کو دینا ضروری تھا۔ اگر ارادہ ملتوی ہو گیا۔ تو رسالہ اپنی وقت پر  
انٹرنیشنل قائلے شائع کر دیا جائیگا۔

خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیکر پرست

ایک وقت تھا کہ ہندوستانی اپنی صناعی اور کاریگری کی  
وجہ سے دنیا میں زندہ دل منہد تھے۔ یا اب ایک وقت یہ ہے کہ انکی کاپی  
اور صنعت و حرفت سے غفلت اس وجہ بڑھ گئی ہے کہ انکی افسردہ ملی  
ضرب المثل ہوتی جاتی ہے، ایک انگریز مدبر جس نے زیادہ تر مشرقی  
ممالک کی سیاحت کی ہے، اپنی سفر نامہ میں ایک مقام پر لکھتا ہے، کہ  
”میں نے دنیا کے ہر ملک کو دیکھا لیکن ہندوستان کو  
دیکھ کر خوش نہیں ہوا۔ اس ملک کی حالت دیکھنے سے انسان  
دہرزدگی کی محسوس تصور آنکھوں کے سامنے بھر جاتی ہے  
جاپان میں کسی شخص کی پیشانی پر بل نہیں پایا۔ ہر کہ و مر  
اور مفلس منعم کو تبسم کماں پایا۔ ہندوستان میں ہر  
شخص کو یاد آتا ہے، جبکہ دیکھ کر معذوم، مایوس و افسردہ  
دل ہے اس بد بخت ملک میں بجز بچوں کے ہم نے کسی کے  
لبوں پر تبسم نہیں دیکھا۔“

سیاحت مذکور کے خیال میں اس مردہ دلی کا سبب کمزور آبادی اور صنعت  
و حرفت اور تجارت سے غفلت کا باعث ہے پس افسردہ دل ہندوستانیوں  
کو سوچنا چاہیے کہ خلق خدا کا ان کی نسبت کیا خیال ہے، صنعت و حرفت  
تجارت کی ترقی دیکھ کر اپنی دہرزدگی و مایوسی کے استیصال کیلئے دل و  
دماغ سے قلم سواغات کریں اور صنعت و حرفت کو اپنا مقصد بنائیں  
چونکہ اس زمانہ میں مسلمانوں میں تجارت صنعت و حرفت کی  
کساد بادی ہے اور پیشہ وروں کی سمیت افزائی نہیں ہوتی بلکہ انکو  
حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری تنگدستی اور  
مفلسی بڑھتی چلی جاتی ہے، باپ دادوں کی یہی سہی ریاست اور  
جائداد کو نقصان پہنچتی ہے تباہ و برباد کئے دیتے ہیں۔ اس زمانہ میں وہی  
قوم برسرِ عروج و ترقی ہے جس کے ماتھے میں تجارت صنعت و حرفت  
ہے جو پیشہ وروں کی ہمت اور حوصلہ افزائی کرتی ہے اور حقیر و  
ذلیل نہیں سمجھتی۔

برخلاف اس کے ہمیں پیشہ وروں کو بالکل ہی حقیر و ذلیل  
سمجھ لیا ہے انکو اپنی ذات اور برادری سے خارج کر کے بول اندر سی  
الہ علیہ السلام کی امت میں پھوٹ ڈال دیا ہے جسکی وجہ سے قوم شکستہ



# نالہء مسلم

از جناب آفتاب انور نامی کہ سوا زلف کا شاہد ہوئی دکن،

دلِ مسلم رہیگا محو فراد و فغاں کب تک  
مجھے کب تک مصیبت کا نشانہ بنے رہنا  
دلِ حرم ماں طلب آسٹوگی سے ہو چکا مایوس  
گھسا قہر غصب کی چھا گئی ہر چہ اسوا پڑی  
نہ جانیں کیوں حوادث اس قدم پر ہر گز روید  
مختارین کی بانی نہ دنیا سے تعلق ہے  
دلِ مسترزوہ کو غیر کی آہوں کا کیا احساس  
کہاں وہ جذبہ قومی کہاں وہ حبِ اسلامی  
پتہ قاصد کا چلتا ہی نہ رہے کہ نشانِ علوم  
ہم سے کا درو کا درماں نہیں ملتا زمانے میں  
پچی ہی کفر و کجی کی چار سوسو سوس  
لحاظ اب چاہی توحید کا توحید والوں کو  
نشہ کب تک رہیگا سر میں تیرے فاقہ ستی کا  
تری حوزہ دارلوں کا ملک میں چرچا پا برسوا  
چمن میں خاک اٹلی تیرے کدہ راہ بہا رہی ہے  
ترے ہاتھوں نے خود اپنی بگاری اپنی  
اتار و چادر غفلت کو سر سے اور اٹھ بیٹھو  
دلِ درو آشنائے اپنا تو صید نالوائی ہے  
ہوای ناموافق کا رہیگا کب تک دورہ

ستائے گیارہ بنکر دشمن جاں آسماں کب تک  
نشین کی رہیگی تاک میں برقی تپاں کب تک  
کرنیکے گروشن آیا مہر سدا ہواں کب تک  
نہیں معلوم غفلت کا رہی خواب گراں کب تک  
رہیگی تیرے بچتی ہم پہ اتنی مہرباں کب تک  
رہیگی اس طرح افتاد اپنی پائساں کب تک  
میرے نالوں سے خود پچھت پچھتے ہو گئے کب تک  
رہیگی روز و شب باری یہ یاد فتنہ گان کب تک  
ہیں خود آپ گزشتہ مثال کا رواں کب تک  
چہا میں اپنے سینے میں پہلا نور نہاں کب تک  
رہے قابو میں آخر اس طرح تیغِ نساں کب تک  
مسلمانو رہیگی تم میں خانہ جنگیاں کب تک  
کہ لوں ہوئی رہیگی ذلت و بیوائیاں کب تک  
رہیگی برخلاف اس کے تری خود رائیاں کب تک  
بتائے غدلیب بے لواز شور و فغاں کب تک  
عجبت یہ شکوہ بیجا ہے طریمیاں کب تک  
بہت کچھ ہو چکا یہ اودھ پر ہستیاں کب تک  
رہیگا ہم سے وہ بیدردا حتیٰ بدگمان کب تک  
رہیگا یہ چینِ اسلام کا وقفِ خواں کب تک

رسولِ ماسشی کی اب مدد و کار رہی تاجی  
خفاہرِ مسلم رہیگا وہ شہرِ ہمدرد کب تک

## آفا و ایوہ صحابہ

کیا تم نے اسی طرح کے کہانوں سے تمام فوج کی ضیافت کی ہے؟ بولے نہیں، فرمایا۔ ابو عبیدہ بہترین شخص ہو گا۔ اگر ایک قوم کو ساتھ لیکر آئے جو اس کے آگے اپنا خون بہائے اور پھر وہ اپنی آپ کو آن پر ترجیح دے، وہ وہی کہا بیگا جس کو سب کہا لے میں، ۷

جب رومیوں سے جنگ ہوئی تو قتیضہ نے ایک عربی جاسوس کو بھیجا کہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت کا پتہ لگائے اس نے پلٹ کر خبر لے کر یہ لوگ راتوں کو تو راہب رہتے ہیں اور دن کو شہسوار بن جاتے ہیں اگر ان کے بادشاہ کا لڑکا بھی کوئی چیز چرائے تو اس کے ساتھ کاٹ لیا میں اور اگر زنا کرے تو اس کو سنگسار کرتے ہیں۔ یہ سن کر قتیضہ رونا بول اٹھا کہ اگر یہ سچ ہے تو میرے لیے یہی بہتر ہے کہ میں چونہ نہ خاک ہو جاؤں،

جو قوم معاہدہ کی پابند ہو اس کی اخلاقی طاقت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ جب مسلمانوں کی فوج سے ایک رومی قیدی بھاگ نکلا اور قتل نے اس سے مسلمانوں کے حالات پوچھے اس نے کہا کہ وہ لوگ دن کو شہسوار اور رات کو راہب ہوتے ہیں جس قوم سے معاہدہ کرتے ہیں۔ اس سے ہر چیز بہ قیمت لیکر لیا میں اور جس ہتھیار میں داخل ہوتے ہیں وہاں کے ساتھ ساتھ جوتے میں، برقل نے یہ سن کر کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو میرے ان قدموں کے نیچے کی زمین تک کے مالک ہو جائیں گے،

ایک بار بمقام نواسیہ صبح کی اذان ہوئی تو تمام صحابہ اس تین سے نماز ادا کر نیچے لے دوڑے کہ ایرانیوں کو دھوکا ہو کہ حملہ کرنا چاہتے ہیں لیکن جب رستم نے دیکھا کہ وہ ایک روحانی آواز میں قدم جمع ہو جاتے ہیں۔ تو خود بخود بول اٹھا کہ عمر میرا لکھو کہا کیا۔ طبری

ایک جنگ میں جب ایرانی گرفتار ہوا اور اس نے مسلمانوں کی اخلاقی منظر کو دیکھا تو مسلمان ہو گیا اور کہا کہ جب تک تم میں

فوج میں کا ایک بد دیانت سپاہی بھی پوری فوج کی مادی اور اخلاقی طاقت کہے اثر کر سکتا ہے۔ اس کو حرص و طمع ہر قسم کی منافقت پر آمادہ کر سکتی ہے یہ وہ ہر قسم کی نیکو کامی کر سکتا ہے، وہ دھڑلہ و دشمن کا جاسوس بن سکتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ چند پیسوں پر اپنی فوجی مقصد کو قربان کر سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں خیانت پیدا ہو اور وہ مرعوب نہ ہو جائے، طبری صفحہ ۲۶۹۷

جب اس طرح ہوا اور صحابہ کو ام نے بلام و کاست مال غنیمت کو امیر ہمسک کے سامنے لا کر رکھ دیا تو اس نے کھڑو ہو کر ایک خطبہ دیا جس میں کہا۔ اسلام اور اہل اسلام کی تمام تر قیام اسی وقت تک ہیں جب تک لوگ خیانت نہ کریں لیکن جب بد دیانتی شروع ہوگی تو نادمہ دینی چیزیں دیکھنے میں آئیں گی اور بہت اس قدر کافی نہ ہوگا بقنا ہنوا ہوتا ہے

جب حضرت مغیرہؓ قید کر کے رستم کے دربار میں پیش کئے گئے، تو وہ بے تکلف رستم کے بار تخت پر جھک بیٹھ گئے، ایرانیوں کو یہ کیونکر گوارا ہو سکتا تھا؟ خدام بارگاہ جھپٹے اور ان کو فوراً تخت سے اتار دیا اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ہم پہلے صرف تمہاری قصے سننے سے ہی لیکن آج مجھے تم سے زیادہ احسن کوئی قوم نظر نہیں آئی، ہم عرب لوگ باہم مساویانہ برتاؤ کرتے ہیں کوئی کسی کو غلام نہیں بناتا۔ میرا خیال تھا کہ تم لوگ ہماری طرح ایک دوسرے کے ساتھ سلوک کرتے ہو گے، اس لئے یہ بہت اچھا ہوا کہ تم نے خود بھی بتا دیا کہ تم میں بعض لوگ بعض لوگوں کے خدا ہیں۔ اب تمہاری سلطنت قائم نہیں رہ سکتی میں نے اس راز کے انکشاف کے لئے خود کوئی کوشش نہیں کی۔ تم نے بتا دیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اب تم لوگ مغلوب ہو گے کیونکہ اس طرز عمل سے کوئی ملک قائم نہیں رہ سکتا۔

جنگ ایران میں، جب یہ بدیہہ رخ سپہ سالار تھے، ان کے سامنے ایرانی میسوں نے ہاتھ نہ لایا کہانے پیش کئے تو انہوں نے پوچھا

بہ صداقت، یہ اصلاح، یہ مواسات ہے تم لوگ شکست نہیں کھا سکتو!

ہے اور وہ فلاں کا جفتیس ہے۔ خدا کی قسم یہ تمہاری مذہب کو تمہارا شرف ہے اور تمہارے تعلقات کو بہت جلد برباد کر دیکھا اور گویا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے بعد نہیں گئے کہ یہ فلاں کی راستہ ہے۔ اور اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے۔ ایک راہِ نشت و بر خاستہ کرو کیونکہ وہ ہمیشہ تمہاری محبت کو قائم رکھنا۔ اور شیخین تمہاری جہالت کو دیکھ کر عجب ہنس گئے ،

ایک بار حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی کہ قریش نے مختلف مجلس قائم کر لی ہیں اور یا ہم مل جل کر نہیں سمجھتے تو ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں نے مختلف مجلس قائم کر لی ہیں اور اب یہ امتیاز قائم ہو گیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کا دوست

پند برو دیوار

مرد باید که گیر داند گوش و نبشت است پند بر دیوار

قوم کی سچی محبت، وہ تمدنی خرابیاں جن پر ہم لوگ داد دیا جاتے ہیں اگر بغور دیکھا جائے تو ہم ہی لوگوں میں سے ایک ایک کی بد اخلاقیوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر ہم انہیں قانون کے زور سے ناکل چکی کر دیں تو کیا ہو گا؟ وہی برائیاں دوسری صورتوں میں نمایاں ہونگی۔ اور دوسرے قابیل جنم لیں گی۔ مگر اُس جب ہماری قوم کا ایک فرد اپنی حالت اور اپنے بچاؤ میں خود درست کر لے تو اس وقت قوم کی قوم فرد مرتد بنیافتا ہے یا نیکی پس منہ نفس کے دلبس یہ خواہش پیدا کر لیا جائے کہ وہ خود دیکھا کسی خارجی مدد یا بانو کے اپنی حالت درست کرے کسی گورنمنٹ، کسی لیڈر یا کسی انجمن کے سہارے پر اپنی اصلاح نہ چھوڑ دینے، قوم کی سچی محبت یہی ہے۔ بالی سب زبانی صبحِ خورشید، سیموں سانس،

لا اقل اور محقق آدمی بیکار نہیں رہتا، لائن شخص اور کامیاب نہ ہو یہ غلط ہے۔ اور کامل آدمیوں کا یہ کہنا ان کی سگاری ہے، اچھی لیاقت والا آدمی دنیا کے بازار میں کہی بے خریدار نہیں رہ سکتا۔ مگر ہاں کو شش شرطیں اور یوں بے نامہ ہاؤں ہلائی پڑا رہنے اور جہت کی کڑیاں گنتے سے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ خیالی پلاؤ پکانیکی مرض، نری غور میں اور آرزو کی شخص کو جو انوں کے دل میں ایک قسم کی بیماری پیدا کرتی ہے جسکی وجہ سے وہ اپنی اوقات عزیز کو خیالی پلاؤ بکلاے اور لالچی منصوبے باندھنے میں ضائع کر دیتے ہیں جس وقت کسی مقصد کو حاصل کرنا چاہو تو اس کے حاصل کرنے کیلئے مستعد ہو جاؤ اور اسی وقت اسکی تیاری شروع کر دو، نگاہ ملے۔

فوسن سلیفگی، کامیابی اور ترقی کے لئے فوسن سلیفگی بہت ضروری چیز ہے اس کی بدولت برس سے بڑا اور مشکل سے مشکل کام آسانی سے تمام ہو جاتا ہے فوسن سلیفگی کی مثال ایسی ہے جیسے کہیں میں چیزوں کے ساتھ قریب سے نہ رہتا ہوں۔ جو غصہ چھیڑ چھاڑ چیزوں کو کہیں میں جتنا جانتا ہے وہ نہ جانتے والے سے کہیں کہیں کہیں میں رکھ سکتا ہے کہ کام کو سلیفگی کے ساتھ کرنا آسان ترکیب ہے کہ ہر ایک کام کو کسی کے وقت میں کر دلائیں۔ دوسرے وقت کے لئے نہ اٹھا کہیں سے یہی سوال۔ کام سے بڑی چیز ہے، عمل سے محبت کرنا، کام میں لگے رہو، جواب دیکھتے ہیں، ان کو غم کی فرصت نہیں ملتی۔ غم ان کے پاس نہیں آتا غم کو دونا دونا دھور کر دیتے ہیں۔ دنیا میں کام کرنے کے لئے ہر ناکور زندگی کی ہے جس میں تکلیف بیماری بڑا موت شامل ہیں ان کو براہ نہ کرنا اور کام کے جائز۔ پرنسپل رائڈ اور علامت شعلی ایک جہاز میں سوار تھے، طوفان آیا اور جہاز کے ڈوبنے کا خطرہ ہوا۔ بیوقوف نکلنے لگے۔ اور عقلمند رائڈ کتاب دیکھ رہا تھا۔ شبلی نے کہا یہ وقت کتاب دیکھنے کا نہیں۔ ہم سب مرنے میں۔ رائڈ بولا مرنے کا وقت ہے اس سے کام لیں۔ ناکور غم کر رہا تھا۔ تو جہاز بچ نہیں سکتا۔ پہلے کام کو چھوڑیں۔ ای آؤ سب! تم ہی اپنے جہاز زندہ لائی کو دنیا کے طوفانی سمندر میں ہر دھڑ دھڑا تھوڑا کرنا اور بے پرواہی سے کام کرتے رہو کہ وقت جا کر آیا نہیں کرتا۔ ڈوبنے سے پہلے جو کچھ ہر کے عمل کو غم نہیں ہے تو ایک خیال ہے اور خیال ہماری اختیار کا محکوم ہے۔ اپنے اختیار سے خیال پر حکمران کرنا، اور اس کو دہی تکلیفوں سے محفوظ رکھنا کہ ہر حکم اپنی رکھالیا کی ذمہ داری رکھتا ہے اور خدا کے سامنے اس کا جواب دینا ہو گا۔ غم نے دماغوں کو معطل کر دیا ہے، عقلیں اس کے آہوں سے سرسبز ہیں۔ غم کو خداوند اور اپنے دماغ عقل کو بجا ہوا، ہمیں اس کا غم نہیں کہ نہ ہر جی بات دیریں سمجھو گے یا نہیں مانو گے۔ کیونکہ عادت سے لاپرواہی میں غم کو اس کی وجہ سے ختم کرنا چاہئے۔

# برادری کی تائیں

## خانگی اصلاح

طبری صوفی ۲۴۵۶ء ذکر ہے کہ ایک بار حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی کہ تشریف لے مختلف مجلس قائم کر لائیں۔ تو انکی طرف متغلب ہو کر فرمایا کہ: مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ تم لوگوں نے مجلس قائم کر لی ہیں۔ اور اب یہ امتیاز قائم ہو گیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فلاں کا دوست ہے اور فلاں کا ہم نشین ہے۔ خدا کی قسم یہ تمہارے مذہب کو تمہارے شرف کو اور تمہارے تعلقات کو بہت جلد برباد کر دیگا۔ اور گویا میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس کے بعد کہیں گے کہ یہ فلاں کی راضی ہے اور اسلام کے کٹھنہ ٹکڑے کو ڈالیں گے، ایک سادہ نشست دیر نہ تھکے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ تمہاری محبت کو قائم رکھیں گے اور دشمن تمہارے اجتماع کو دیکھ کر مرعوب ہو گئے گا

انقلاب زمانہ اور اختلاف طبائع نے آج پرہیزی و طہرہ اختیار کر لیا ہے، سوجھ بوجھ تو رہی ہی اسی گروہ سازی اور فرقہ بازی کی مرضی میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ پہلی ہوئی بات ہے کہ فرقہ بندی سے شیرازہ اتقانی پرانگندہ ہو جاتا ہے اور اس کا فوجت وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی رہا ہے۔ آج برادری کے جس گہر کو ٹھوڑا ایک دوسرے کے خلاف ایک کو دوسرے کا دشمن پاؤ گے، چڑخوڑی طبائع ہو گئی ہیں۔ خدا زاد اسی باتوں پر گہر بنا کر اونہی نام کے دلوں کا ٹکانا ایک معمولی بات ہو گئی ہے۔ ایک شراب طبع، متغنی ہستی اپنی جلیت و عادت سے مجلس امن میں شریعہ شریعہ ساز کو دیتی ہے، آں واحد میں اخوت و محبت کی مضبوط کردہ بان توڑ پھوڑ کر شیرازہ بجا لگتے منتشر کر دیتی ہے، شرارت کے شرار سے پھر ٹخنے لگتی ہیں جو برائی رو کی طرح تمام قوم میں پھیل کر دلوں کو غبار آلود کر دیتے ہیں، مگر آہ کوئی نہیں جو حضرت عمرؓ کے اس نذیر فرمان کی مطابقت میں فرقہ بندی کے اثرات کا کوئی چارہ کار تلاش کرے، تشریف پسندوں اور گروہ بندی کے افعال و کردار سے باز رہے۔ ضرورت ہے کہ ہمیں خوائے قوم اسلامی اور سے پیچھے رہنے والے بزرگ بہت جلد اور متوجہ ہوں۔ اگر اس کے قسم میں اتفاق نہ لگائے گی کیسے پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ صورت اصلاح جلد ہو سکتی ہے۔ اس امر ہمہ کی طرف تشریف برادران صلی

امرتروگوں کو دیکھو کہ متوجہ ہو چکی ہیں جس قدر ضرورت ہے شاید کسی دوسری برادری کو ہو، آہ ۲  
ہم آپ اپنی باتوں کو برباد ہو گئے

## ہماری اندونی حالت کا مختصر خاکہ

مردانا فضیلتی نے زمانہ کے حالات سے متاثر ہو کر قریباً تسلیم نظر کی ہے جو ہمارے عین حال ہے ہم مانوسین القرین کی صفات طبع کے لئے ایک بندہ خدا دل کے طور پر بیان درج کرتے ہیں اور کچھ آئندہ بھی شائع کرینگے کیا عجب کہ عجیب و غریب پسند طابع کے متاثر ہونے سے صورت اصلاح جلد ہو کر ہو

انسانی شوریٰ میں شور و غل دور ہوتا ہے  
پیش نظر اہل زمانہ فتنہ و دشمنی ہے  
ناداں کا پیالہ جوئے ناب سے لبریز  
دو شاخہ نہیں ہو گئے ہوں کالیب یلین  
دن آئیں بچلے میں یہی برائیک کی آواز  
ہے جگہ جگہ دھڑکنے کو اس سے  
بچے سے نہیں آپ کو ہرگز سر شغفت  
خاندان کا بی بی کو نہیں حفظ مراتب  
دم ناک میں جو رو کا ہو خاندان کی غم  
کہتا نہیں ہمارے دل یا رہنا فق  
نفس کی نصیحت سنو اہل قربت  
آپس بیٹائی گردن جل کے رہو یہاں  
بھیلا ہر چار طرف فتنہ و دشمنی  
طوفان ہو یا فلک فلک پرور  
دانا کی صراحی میں ہر را خون طوط  
پالان میں مجروح عراقی کی کریم  
مشکل مشکل ہے کہ ہر روز تیر  
ہر روز دیر لیں وہ خواہ پیر  
بے سائبہ الطاف پیر فرقہ پسند  
کہتی ہے یہ بے ندی بڑوں کو ہر  
گہر عرصہ عشر ہے یا فتنہ و شر  
دشمن ہو کہ دوست ہو ہر کہ آدم  
چاہو تو نصیحت ہو کہ باقند و شکر  
آپس کی محبت کا مزہ خبر و شکر

گر شرم ہو پیر ہے تو جگہ اند کر و تم  
چھوڑو یہ طریقہ اگر امد کا دہے

## انجمن قریشیان ہند

۱۴ جون، وزیر صدارت حکیم نواز محمد صاحب دفتر القریش میں  
کئی ایک اجلاس شروع ہوا۔ سالانہ کمیٹی کی کاہد والی انکونم ہوئی۔ اور

موجود ہیں۔ جس میں محتاط سے کہ انجن کے سامنے جو ایسکول کا ایک بہت بڑا کام ہے نہ روکنے کے برابر ہے، لہذا انجن میں متوجہ ہوں اور اپنی موجودہ رستم کی دہائی ڈاک تریس ہجری اور گریب۔ اگر موجودہ جذبہ فراہم ہو جائے تو کم دینیں ایک ہزار روپے کی رستم اور حاصل ہو سکتی ہے،

پھر چھ لائی، تربیتی مدرسہ صاحب رستم کی صدارت میں اگر کوئی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ ۱۷ تاریخ کی کارروائی منعقد ہوئی۔ اس کے بعد مولوی رحمت علی شاہ صاحب نے نصاب تعلیم پیش کیا۔ جو معمولی ترمیم کے بعد منظور ہوا۔ ترتیب قواعد سکول کے لئے ایک سب کمیٹی منتخب ہوئی۔ جس کا آئندہ کمیٹی میں اپنی رپورٹ پیش کر چکی بدایت ہوئی مولوی محمد چسپ رستم صاحب سو پھر جذبہ ممبری انجن اور حکیم علم الدین صاحب سے عار۔ بابت دہائی و قسطہ محمد طیفیل سابق و قسطہ خوار و دعا ہوئی، فادہ بخشش اور غلام مصطفیٰ سابق و قسطہ خواران کی سرمدیہ کئے جانے کی بات ہوئی حکم نو احمد صاحب نے دو طالب علموں کو طبی تعلیم کا سند شروع کروا دیا تھا۔ کمیٹی میں انکی درخواستیں بائیں خیال کہ ہندو سکول سے متعلق قانون مرتب نہیں ہوا۔ لہذا ان کا فائدہ کسی قاعدہ کے تحت نہیں ستر کر دی گئیں، مولوی محمد چسپ رستم صاحب کا نام اگر کوئی ممبران میر منظور ہوا۔ کچھ دیر بعد ملائی امور پر گفت و گو ہوئی رہی اور جلسہ بخیر ختم ہوا۔ سب سے برخاست ہوا۔ آئندہ کمیٹی کی تاریخ ۱۵ جولائی مقرر ہوئی

### انجن تیسرے گجرانوالہ

سکرٹری صاحب اطلاع دیتی ہیں کہ انجن مذکورہ پندرہ بار کام کر رہی اجلاس علی الامتدہ ہوتے ہیں، چنانچہ ۲۷ مئی ۱۹۱۱ء کی اگر کوئی کمیٹی کارروائی جی آپ نے بھیجی ہو جو اختصار اور ج ذیل ہو۔

میں اگر کوئی کمیٹی میں جذبہ نے مجھ پر منظور ہوئے، پیر بدایت علم صدیقی، پیر احمد بن صدیقی، پیر غلام غوث، مفتی محمد دین صدیق، سر پنج برادری تجویز ہوئے، ایک ہر بات کلاں اور ٹاٹ خرید جانا مقرر ہوا، پیر رحیم صدیقی کے انٹرنس میں کامیاب ہونے پر مبارکباد دی، ندوۃ انجن منظور ہوا، پیر غلام علی صدیقی کی اہلیہ اور پیر غلام رسوا کے فرزند کلاں کی وفات پر اظہار افسوس کا سند بوشن پاس ہوا، خرچہ عا منظور ہوا۔

سکرٹری صاحب کی عطا کا باعث تفصیلاً کارروائی موصوفہ تھوئی آ

کیونکہ سب ذیل کارروائی ہوئی،  
۱۔ استاد و دانشور کردہ گذشتہ سالانہ اجلاس کی تحصیل میں دینی و طبی سکول کا اجلاس با اتفاق رائے منظور ہوا۔ حکیم نور احمد صاحب نے طبی اور حکیم رحمت علی شاہ صاحب نے دینی تعلیم کیلئے ایک سال کے لئے اپنی خدمات وقف کیں۔ ۲۔ تجویز نصاب کیلئے ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ ۳۔ مفتی فتح محمد صاحب بنا لوی (انجن کے ایک مربی و معاون میں) کی درخواست دوبارہ اس کے کہ موجودہ طبی مدرسہ تعلیمی و خائف سے قوم کو معتد بہ فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیونکہ قلیلتہ سرمایہ اعلیٰ تعلیمی و خائف کے اجلاس سے مانع ہے اور ابتدائی تعلیم کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا لہذا موجودہ و خائف بند کر کے دینی و طبی تعلیم کا ایک سکول انجن کی سرپرستی میں کھولا جائے تاکہ مفلوک احوال اور سختی طلباء اس سے مستفیض ہوں، پیش ہوئی۔ جس کی با اتفاق تائید ہوئی۔ البتہ بیٹے محمد عظیم صاحب نے مرد و بچہ مسلم کے و خائف کے قطعی مقررہ کی معقول طور پر بخائف کی اس کی تجویز ہوا کہ مرد و بچہ تعلیم کے لئے محض ان طلبہ کو و خائف دینے جائیں جو محض لاوارث اور تنگ حال ہوں دینی جائیں، چنانچہ مفتی محمد نذیر سکند قصبہ بٹالہ جو واقعی غریب اور فادہ طالب علم ہے اور دفعہ ثانی میں مسلم پائے، ان کے نام ایک سال کے لئے پانچ سو روپے ماہور کا وظیفہ جاری ہوا۔ عبدالغنی متعالم دارالعلوم دیوبند۔ ۲۔ احمد علی (جو امتحان انٹرنس پاس کر چکا ہے) ۳۔ محمد رفیع سکند ضلع سرگودھ (اس کے والد کی درخواست پر) اور ۴۔ سر دھول سکند ضلع امرتسر (جو تعلیم میں نہایت کمزور ثابت ہوا) پر چار کا وظیفہ بند کر دیا گیا۔

۵۔ چونکہ ممبران انجن اور استاد و ترمیم انجن کی کارروائی پہنچائی کا سبب کارروائی سالانہ کے اور ترمیم ہی جذبہ ماہور و موجودہ قسم کی وصولی کا کوئی خاص فائدہ نہ تھا۔ اس لئے گذشتہ سالانہ اجلاس نے سماجی رستہ کی اشاعت کی تجویز منظور کی تھی۔ اس لئے سکرٹری صاحب نے اس پر عمل کرنے کی اجازت حاصل کر چکی تھی۔ با اتفاق رائے اجازت دیکھی۔ تجویز ہوا کہ فرائض ترتیب رپورٹ سکرٹری ادا کرے، اور فرائض منجری حکیم عالم الدین صاحب ایڈیٹر المصباح انجام دیں۔ مبلغ ۵۰ روپہ سالانہ بحث منظور ہوا۔ سالانہ دو نمبر دانشور کی جائے، بشرط ضرورت اسی بحث میں دو کامیوں کا اضافہ کیا جائے،

انجن کے خستہ از میں اس وقت بروکری رپورٹ اگر اخیر صاحب صرف ۱۱ مئی (انجن ترمیم) تعلیمی نصاب

زیادہ سود مند ومنفعت بخش ہو سکتا ہے۔ پہلے ہر سکول چھوٹے چھانڈ پر کھولا جائے، بعدہ اگر حالات اجازت دیں تو بتدریج اسی رتبہ سے جو طلباء کی کتابی ہونی چیزوں کی فروختگی سے حاصل ہو۔ اسے اچھی حالتوں میں لایا جائے، نادار قلم کے بہتے وغیرہ بچے جن گداؤں میں ان کی زندگی گزرتی رہی ہے، بہت ہی آسانی سے اگر قوم کو ایسے سکول کو قبول کر لینے کا مذاق سلیم ہو، کام سیکھ کر قاضی، مذکار کی مصیبت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب فریشیوں کے لئے ہنر دین کا سہجہ قومیں اسے آج سے ساٹھ سو تیرہ سو برس پہلے کا واقعہ یاد دل کر کہو گے کہ اگر کسی ہنر مند قوم کے لئے کام کرنا عارضی جاتا۔ تو جناب سرورہ کامیاب نہ اسباب جیب اندر کیوں فرماتے اور حضرت عمرؓ کو غشت سازی کا کام کرنے؟

انجن ہر سکول کے اجرائی نگر کر رہی ہے، اس میں ”دیہی“ جو ایک مسلمان کے لئے ہر وقت اور خصوصاً اس پر آشوب زمانہ میں اس قدر ضروری ہو اور طبی ”جو حصول معاش کے لئے ایک بہترین ذریعہ اور شریف ترین پیشہ ہے، کی تعلیم کا التزام ہو گا جس کے ساتھ ممکن ہو۔ کہ دستکاری کا انظم بھی کیا جائے اور جو وہ سکولوں میں اس قسم کی کما حقہ تعلیم کا انظم نہیں۔ اگر دیر بند میں دیہی، اور دیہی لکھنؤ وغیرہ میں طبی، تعلیم کی دستکاری میں۔ لیکن بہت سو ایسے طلبہ جو بعد صاف اور کثرت اخراجات کی تاب نہیں لاسکتے، اور پہلی سال کا کورس پورا کرنے سے عاجز، اپنی قوم کی تعلیمی کمزوری کا کئے احساس نہیں، پائٹری سے اور پر جاننے کے لئے تو ان کے لئے سہ سیکھنے کی حامل ہو، کوئی خوش نصیب باپ کا نیک بخت لڑکا شاید انٹرنس یا کچھ زیادہ کر جائے۔ ورنہ سب بیکار بیٹھے اور کوہ گردی سے تنگ تو ہم بن رہے ہیں۔ بایں خیال کوئی وجہ نہیں کہ اس قسم کا سکول جاری نہ ہو، اس پر بات ضرور خوف دلائی ہو کہ قوم میں قومی جوہن اور اعداد و اعانت کا سچا ولولہ نہیں، جب تک تعلیمی اور پیرامی کمزوری کے سوا کوئی وجہ نہیں، انجن نے تو کھلت علی اہ اجرائے سکول کا فیصلہ کر دیا ہے، کامیابی یہ قدرت میں ہے اور اعداد و اعانت آپ کا قومی فرض،

مولوی اشفاق حسین صاحب فاروقی ایک مراسلہ ”ناظرین القریش“ سے خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دیگر قومی اخباروں کی اعانت و امداد محض اس خیال پر کی جاتی ہے کہ وہ ان کی قوم کے نام سے جاری ہیں۔ اور ان سے انکی قوم کا نام آندہ ہے، افراد قوم انہیں بلا لحاظ اس کے کہ ان میں کامیاب یا ناکام کے مذاق کے موافق ہو یا نہ ہو اس کا خریدنا پنا فرض سمجھتے ہیں یہ ہم میں کوئی خصوصیت ہے کہ ہم القریش کی قدر نہ کریں۔ اس کا اپنا قومی پرچہ بار صاف اس کے کہ اسکی قومی خدمات بھی قابل تحسین ہیں نہ سمجھیں مولویا جب نے برادران قریش بزرگ اپیل کی ہے کہ وہ اس کی توسیع آگے میں دل کھول کر مدد دیں اور اس قابل بنادیں کہ کم از کم اپنا اخراجات کا مستقل ہو سکے کیا اصحاب مولوی صاحب کے ان الفاظ سے متاثر ہو گئے؟

القریش کے معاونین اکثر اس کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ القریش کی قومی خدمات کا مختصر تذکرہ کرتے ہوئے اعلم حضرت نبی اکرمہ وآلہٖ و آلہٗ ائمهٗ انی انش زانہم ذی دکن اداہم اندر برکاتہ کی باگداری اساس میں مزید اعانت شانہ کے لئے قوم کی طرف سے ایک پر زور اپیل کی جائے، احباب کے اس احساس کی ہم تریف کرتے ہیں۔ ان احباب کرام کے اسامی گرامی بنی طرف سے یہ تحریک کی گئی ہے کسی دوسری جگہ درج ہیں۔

مکرمی شیخ غلام حسین صاحب شاہد۔ یعنی اجرائی سکول کی تجویز سے اپنے ایک مراسلہ میں خیالات ذیل کا اظہار کرتے ہوئے مخالفت کرتے ہیں (۱) وہ قوم جس نے اپنی قومی ارگن کو روزنامہ ہو نیکا خوب دکھا کر پھر رجعت قہقری دی ہو کس طرح سکول کے اخراجات کثیر کے بارگراں کی سہل ہو سکتی ہے؟

(۲) وہ قوم جس میں مخالفت کا وعدہ دیکر مردوں کی طرح خاموش ہو جائیوئے میرے جیسو ان ان موجود ہوں۔ کب سکول کو کامیابی کے ساتھ نکال سکتی ہے؟

اسی سہل میں آپ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ کہ

”مجھے یاد ہے کہ آج سو تین سال پہلے ہی میں ایک نڈہ اسی سرسبز پر آبکی مہنتیں عرض کر چکا ہوں کہ اگر قریشی اپنا تعلیمہ سکول کھولنا چاہتے ہیں تو انہیں ایسا سکول جاری کرنا چاہیے جس میں دینی تعلیم کے علاوہ صنعت و حرفت بھی سکھائی جائے۔ کیونکہ یہ صنعتی سکول بہ نسبت دوسرے سکول کے قوم کیلئے

مولوی عبدالعلی اور صاحب قومی نے قوم کے حالات کو متاثر ہو کر تحریر ”جنت راولپنڈی“ ”مصلحہ القریش“ نامی ایک انجمن قائم کی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس وقت آپ کی انجمن نے کیا کچھ کاروائی کی ہے،



## دا و شجست

جیمز، بھوکا ہوں تھکا ہوا ہوں اور رستہ بیولا ہوا ہوں ،  
سیاہی ، اہاری سردار روڈک کے خیر خواہوں میں سے ہے ؟

جیمز ، نہیں ،

سیاہی ، تو یہ کہہ نہ آؤ گا دشمن ہے ،

جیمز ، اس میں کیا شک ہے ، اس کا اور ایسی تمام رعایا کا دشمن ہوں ،

سیاہی ، خوب بہادرانہ الفاظ ، لوگ کہتے ہیں کہ تم ایک مکار تجربہ ور ہیں  
غالباً وہ جھٹ کہتے ہیں ،

جیمز ، ابجدادہ جھٹ کہتے ہیں ، اگر میں بھی تمک آرام کروں اور روڈک

اور ان کے دو بہادر سردار بھی آجائیں تو میں فوراً جھٹ اور سچ نکھار کر دکھاؤں

سیاہی ، تمہاری طرز و رسوم سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کوئی جنگجو سردار ہو

جیمز ، توں سو تم خیال کر سکتو ہو ، کہ میں ظالموں اور سکارو دکھا جانی دشمنوں

سیاہی ، آؤں سے تمہاری رہنمائی پر ، چھو ایک سچائی پسند سیاہی کے

ساتھ کہا نا کہاؤ اور آرام کرو مگر گویہ خیال ہی کہ میں روڈک کے وفادار غداروں

میں سے ہوں یہ میرا فرض ہے کہ جو میرے سردار کے ذرا بھی خلاف بولے

ایسی خبروں ، اگر میں اس وقت چاہوں تو تم اپنے آپکو ہزاروں آدمیوں

کے درمیان گھیرا ہوا پاؤ ، لیکن نہیں میں سلوک و مدارات کے اصولوں

کو توڑنا نہیں چاہتا ۔ اس وقت تم میرے مہمان ہو رات یہاں کاٹو ، میں

خود صبح کو تمہیں محفوظاً تمہاری حد تک پہنچاؤں گا ۔

دو دن بہادروں نے کہا نا کہا ، اور سچے بہائیوں کی طرح ایک ہی کھیل

میں سو گئے ، صبح ہوئی مشرقی کرنوں نے رات کی خوفناک سیاہی کو دور کر کے

اندھیرے راستوں کو آگے لے دیا ۔ کیا ہی دلنواز میں یکسپلی ہوئی اور مسکراتی

ہوئی کرنیں گزریا وہ دلنواز ہے وہ سچا اور بیدریغ بہادرانہ حسن سلوک

جو خصوصیت اور عداوت کی ناسبارک سیاہی میں چمک کر انہیں شاندار

اور دلا دین بنا دیتا ہے ، غرضے ، نگہائیاں لیتے ہوئے اور سینے کو ہسپتہ

ہوئے دونوں جنگجو آئے ، اور کچھ جد جھگڑا ہندی ادا کر کے ناشتہ کیا سیاہی

اپنے وعدے کی مطابق مہمان کے ساتھ بولیا ۔ چھٹے کھیلو اور شجاعت

دلیری کی باتیں کرتے ہوئے ایک دوسرے میں پہنچے ، یہاں پر سیاہی نے گریاؤ

سیاہی ، دلیر سیکسن ، یہ تو بتاؤ کہ اس طرف تمہارا آنا کیسی ہوا ۔ یہ تو اپنی

معدوم سن جگہ پر کہ روڈک کا پاس لئی بغیر کسی کو سفر کرنے کی مجال نہیں ،

آہ میں بھی کیا عجب بے سجدہ آدمی ہوں ، پہلا کیا ضرورت پڑی تھی ،  
مجھے یہاں دشمنوں کے علاقے میں جگہ کے آئیگی ۔ میری کوتاہ اندیشی اور لڑنے  
پن کے کاموں میں سوسلیس یہ آخری ہوگا ۔ کون امن باور نہ کرے کہ تہذیبی سی  
آہٹ پانے پر یہ بہانہ ہی جھوٹا چارہ و مغرور سی میرے گرد ہو جائیگی ، انہیں  
معلوم تو ہے ہی کہ ہماری فوجیں دونوں پر پڑی ہوئی ہیں ۔ بجٹ پیو کے  
کدوں کی طرح میری لمبائی میں لگے ہوئے ہونگے ۔ اب کہیں چہیکر ہو  
جھٹوں ، سود ج غروب ہرنیکے بعد چلوں گا ۔ تاکہ کوئی پہچان نہ کرے ۔ یہ بہ  
خیال کر کے بادشاہ جیمز چارم والی سکاٹ لینڈ ایک جہازوں کے  
چہند میں چہیکر بھیج گیا ۔ یہ علاقہ اب اس کی جہاں کے لوگ حکومت سے  
بائی ہیں ، یہ انکی سرکوبی کے لئو آیا ہے ۔ فوجیں جسٹ کے قریب ڈون  
کے مقام پر پہنچ گئیں اور خود کچھ سودا جو انہا ایک سیاہی کا لباس  
بدل کر اس طرف آنکلا ۔ دشمنوں کو معلوم ہو گیا کہ کوئی جہتی آیا ہوا ہے  
سب راستے روک لئے ، اب بادشاہ سلامت کی آنکھیں کھلیں ۔ کہ  
ادھر غلطی اور دیوانگی ہی کی ۔ کچھ سوچتی نہیں کہ کدھر جائیں جیسے میں  
تھامے ،

سود ج جیسے کو ہے ، شام کے سائے نے آہستہ آہستہ رختوں  
اور پہاڑوں کو ڈھانپ لیا ۔ کچھ اندھیرا ہوا تو غریب الوطن شاہ جیمز  
نافع جرات پرافتوس کرتا ہوا ادا نا کر شمع کی دھندلی دھندلی روشنی  
میں کسی جانب کوئی رستہ دھندلے ، لیکن کیسے ، پہاڑوں کے  
ایچ ج ، کہیں جزاؤں میں آنا اور بھر جب تھکے ہوئی جسم پر سرد ہوا کا  
جو ٹکا لگتا ہے تو تمام طاقت سلب کئے دیتا ہے ۔ جہازوں اور رختوں  
کا دور رنگ پھیلاؤ اندھیری رات کے پرتو فنان بحر بے پایاں کا خوفناک  
نظارہ دکھا رہا تھا ۔ گرتا پڑتا جیمز کچھ دھڑک چلا تو ایک آواز سنائی دی ،  
کون ہے ؟ معلوم ہوتا ہے کہ کو سکسن قوم کا باشندہ ہے ۔ کیا کام کر رہا ہے ؟  
آخر کجے کی ماں کب تک خیر نہ آئیگی ۔ دیکھا تو سامنے ایک پہاڑی  
جنگجو سیاہی نے کھڑے ہو کر اپنے اوپر سے کھیل انا پہنیکا اور ہاتھ توار  
کی طرح نیچا کر اسکی طرف متوجہ ہے ،

جیمز ۔ میں ایک سافر ہوں ،

سیاہی ، کیا چاہتا ہے ؟



کر خدا کے بندوں پر رحم ڈھانا پیرا ہے، اپنی جماعت کو دیکر میدانِ علاقوں کے غریبوں کوں پر جان ڈھاتا ہے، انہیں لوٹ کھسوٹ کر سب مال کو بیچ بیچ کر لے آتا ہے، کون دستیار بہ ظلم کی کمانی کہا نا پسند کرے،

سیاہی، آہ سیکسن ذرا تو انصاف کر دو، یہ شری سے جنوب تک سب میدان جنہیں دور تک چاگا میں اور نصیسن لہلہا رہی ہیں کیا ہمارے اپنے نہیں تھے یہ ہماری گال تو ہم کی اصلی ملکیت ہیں، ایکس تو ہم نے بیٹھے چین کر ہیں اور بے آباد پہاڑی علاقوں میں لنگھ دیا۔ جب ہم پر پہلے ظلم کیا گیا ہے تو کیوں نہ ہم بدل لیں، ہماری زمینوں کے مالک تو ہم لوگ ہو بیٹھے ہم لہندی خشک چٹانوں میں بچ کر کہا میں یاروں سے پیٹ بہریں یہ تو تمہارے اکثر ارض فضول ہیں دشمنی کی کوئی وجہ نہ نکالو،

جیمز، اچھا تو میرا ہستہ کیوں چاروں طرف سے بند کر دیا یہ تمہاری سب لوگ میری زندگی کے درپے ہیں،

سیاہی، ہمارے علاقے میں کسی کا خفیہ طور پرانا مضر سے خالی نہیں گمان کیا جاسکتا اگر تم صاف طور پر کہنا چہرے کسی باز یا شکاری کتے کی قدامت میں یا کسی پہاڑی دوشیزہ کی خاطر آئے ہو تو تمہارا رستہ بالکل گھلا اور بھڑکتا آزادی سے آجاسکتے تھے،

جیمز، اخیر جی ہوگا۔ کوئی وجہ ہو یا نہ ہو، میں عہد کر چکا ہوں کہ خدا اس سرور سردار کی خبر لے کے چہرہ ڈنگا۔ دودھ میں یہاں آچکا ہوں اب شیری دھن لڑائی کے لئے تیار ہو کر آدنگا۔ میرا دل اس وقت خوش ہو گا جب میں نا بجا روڈنگ اور اس کے باغی گردہ کو اپنی سامنے لڑا ہوا دیکھوں گا سیاہی، تیری دل کی فوج میں بھی کیوں نہ لڑی نہ لجائے، یہ کہہ کر اس نے بگل میں ہی ایک آواز دی ایک دم ارد گرد کی جھاڑیوں نے جنبش کی اور ان کی آن میں سے بے شمار جنگجو سیاہی کو د کر باہر آگئے ہوئے چٹانوں اور پتھروں میں سے خود ہی ڈھبے ہوئے سرور پر ابھرتے ہوئے دکھائی دئے، نہ معلوم یہی نیچے سے آگ آئے میں بڑا دل بند ہونے ہوتے نیر واد چپکٹی ہوئی تلواریں نظر آئیں، ایک جواز شکر تیار ہو کر سامنے کھڑا ہے سب ایک اشارے کی دیر ہے،

سیاہی، ایکسین پی ہتی تمہاری خواہش؟ تو تیسرے اپنا من چاہنے قبیلے پر غور کرو یا سرور روڈنگ، وہ دوڑنگ جس کے پاس تم نے بے خبری میں رات بھر آرام کیا اد جو اب تک تمہاری ساتھ ایک سیاہی کی حیثیت میں باقیں کرتا ہوا آتا ہاں اس وقت تمام انداز کیسا تہ اپنی باغی جماعت کو لئے تمہاری سامنے کھڑا ہے، کیا منتا ہے؟ بولو،

جیمز، آپس میرے کمر بند میں لنگ رہا ہے بے سے بڑے خطرات میں ڈھکیا ہوا۔ یہ تلوار، مگر یہاں پر نیچے ایک ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ آج سے تین دن پہلے میں ادھڑاتا ہوا بالکل امن میں آتا تھا۔ شاید تمہارا خدا سرور بھی کسی سید کاری پر گیا ہوا تھا۔

سیاہی، اد بھر دوبارہ آئے ہو آخر کوئی مقصد بھی کہ کیوں آئے جیمز، جگہ جگہ ہو کر لو جیتا ہے، کیوں، ہم لوگ آزاد ہیں، جہاں چاہیں آئیں جہاں کہیں، آنگا ہوسوئی وجہ پر کہیں جلدیں تو کیا عجب سمجھو کہ کسی گمشدہ شکاری کتے یا بڑی قدامت میں آگیا ہوں۔ یا جان لو کہ کسی پہاڑی نازنین دوشیزہ کی نگاہیں کچھ لائیں۔ شکاری کی خاطر باسکٹے اسپی سیاہی، اچھا پہلی اپنا راز بتا میں بھی بخوبی نہیں کرتا۔ کچھ خبر ہو کر بادشاہ جیمز فرجیں دیکر آیا ہوا ہے اور ہماری قبیلہ، اپنا من کے خلاف لڑائی کی کھٹی ہے آیا اس معاملہ میں متعلق تم کچھ جانتے ہو؟

جیمز، نہیں، البتہ تو جہیں ضرور آئی ہیں بادشاہ کے شیر شکاری کی محنت کھیلے جب آپ لوگو کوئی تباری کے متعلق جیسا کہ سب اہل قبیلہ اکٹھے ہو رہے ہیں انہیں خبر پہنچی تو یقیناً شاہی بھرے یہاں آکر لہرائیں گے۔ اور لڑائی ہوگی،

سیاہی، ماں اس ضرور لہرائیں ہم بھی نہیں چاہتے کہ انہیں ہندوؤں میں دیکھ ہی کہا جائے، اد ایسا ہی ہماری جہند سے ہی بلند ہو کر ہوا سے باقیں کرتے دکھائی دینگے۔ لیکن اد اجنبی ہماری سردار سے تیری وجہ ضرورت کی ہے جو تو اس قدر بڑا ہے،

جیمز، میں تمہارے سردار روڈنگ کو سوائے ایک سرکش باغی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ میں نے حالِ لہام کی عدالت کے سامنے ایک سردار کو قتل کیا ہے کوئی تہوڑا سا جہرم نہیں،

سیاہی، انہیں اس کا سبب بھی معلوم ہے، سب کے روبرو اس سردار نے روڈنگ کی تحقیر سمیڑی کی تھی۔ اور کچھ ایسے طنز و طعن کئے تھے کہ جن کو روڈنگ برداشت نہ کر سکا۔ ایک دستیار بباد کا زمین سے کہ حق و ناحق میں تمیز کر کے دکھائے اور ناحق کو نیا لے کو ہس کے کیفر کر دے نہ بچاؤ خواہ اسماعیلی عدالت کے سامنے کیوں نہ ہو،

جیمز، اخیر اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ دریں کہم عمر بادشاہ کا وقت انچو بوسے اختیار میں نہیں تھا اور اس کے حالِ لہام البانی کاظم حکومت کو لاپ کزدن کا کہنت سے ایسے واقعات ہو گئے۔ اچھا یہ بتا کہ تیرا سردار لیٹروں کی زندگی کیوں بسر کرتا ہے، خواہ خواہ لڑائی دھو

ایک وقت شاہ جہاز کا منہ سفید ساہونے لگا لیکن نبرد آدھ ہوتا تھا  
فدا سنبھل گیا۔ اپنی مگر کو ایک سیدی جان سی لگا کر وہ دونوں پاؤں کو چھینچ  
جایا۔ مددک کی طرف ایک خود کی نگاہ سے دیکھ کر بولا،  
ماں آؤ، امد کرو۔ ایک ایک کر کے باسب اکٹھے، مجھے یہاں سے ہلا  
دینا گویا اس چٹان کو اکھاڑ دینا ہے۔

یہ باجوہ دیکھ کر شجاعت پسند، روڈک، رنگ رنگاں کو کھس مٹ  
جائیکا اشارہ کیا امد ایک لمحہ میری پہلے کی طرح سٹان پہاڑ ڈگھائی  
میں گئے، مددک تجھ سے مخاطب ہوا۔

آؤ میں تجھ سے پہلے بہاد فدا دیتے کرو اس طرح گھیر کر دوہرے  
سے ماننا میں بہلا کب گرا کرنا ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ کس طرح  
تم روڈک سے پاس لے بغیر اس جگہ سفر کر سکتے ہو، گوہم ایک دوسرے  
کے خون کے پیاسے میں لیکن تم مجھے جہان ہو چکی ہو۔ کبکروہ پھر  
جہز کے تگے آگے بولیا جہز چل رہا تھا اور جہاز تھا۔ اسے کچھ اعتبار سا  
نہا تا تھا۔ تندی سی آہٹ پانے پر کان تاثر ہو کر جالتے تھے، اور وہ  
رہ کے بھی گمان ہوتا تھا۔ کہ وہ کہتے کہیں پھر لگنا شروع نہ ہو جائے  
کسی پمپسکی آواز سنائی دیتی تو دل میں یہی خیال رہتا کہ روڈک کی کٹائی  
سے غلط نہ ہو رہا ہو اس باتوں کو بلا نا چاہتا ہے کہیں نگاہیں اپنی خالی  
وہم میں مددک کی آڑ میں سبز کو بٹے دیکھتی تھیں امد شک طالب ہوتا  
ہا کہیں پہنچا جاتے ہیں۔

اب وہ گندہ جگا امد کھلا میدان آگیا۔ مددک کے علاقے کی حد  
یہ گندہ لٹی کوئی ایسی جگہ نہ تھی نہیں رہی۔ جہاں کسی آدمی کے چھوڑے ہوئے  
گمان کیا جائے مددک شہر گیا امد اپنی سانبھی سے بولا

بہادرسکن، اس باغیوں کے سرخے خداد و ظالم سردار نے تمہیں  
اپنے وعدے کی مطابق یہاں تک پہنچا دیا۔ یہ علاقہ قبیلہ امان کی حد  
سے باہر ہے۔ اب میری تمہاری لڑائی کا مزا ہے سامنے ہو جاؤ اور دوا  
لڑو، تمہاری پاس مال نہیں ہے لو میں بھی اپنی دھالیں لے کر دینا ہوں  
جیہڑ آج تک جب بھی مجھ سے کسی نے لڑنے کے لئے کہا میں نے کبھی  
تامل نہیں کیا لیکن تمہاری وفات تمہارے بچے کو میری طبیعت نہیں چاہتی  
گو میں تمہاری موت کا غم بھی کر چکا ہوں مگر تمہارا بیعتیہ مخلصانہ  
سلوک امد تمہاری زندگی پا کر مجھے مرنے کی انت کرنا ہے امانت  
نہیں دی گئی تھی مابین تنازعات کا تفسیق کے سوا کسی اور طریقہ  
سے نہیں ہو سکتا۔

روڈک انہیں امد کوئی طریقہ نہیں امد دوسرے میں نہیں بتا دوں  
تا کہ تمہارا خون کھسکا جائے کہ ہماری پیشینگوئی ہے کہ سیکسٹراؤد گا لڑ  
کی لڑائی میں جو اپنے دشمن کا پہلے خون گرائیں وہی فتحیاب ہوئے سو  
اس کے مطابق سیکسٹراؤد کی کامیابی تمہاری زندگی پر منحصر ہے،  
جیہڑ یہ پیشینگوئی تو پوری ہو چکی وہ پہاڑی جو کل میرا رہنا تھا  
مجھے کچھ دوسرے باز معلوم ہوا اور نہ جانے وہ بھی کہاں لیجا نا جاتا تھا  
میرا شک جو یقین تک پہنچا تو اس دغا باز کا وہیں نصیحت کر چھوڑا۔ تب  
نہیں چلتے کہ اپنی پیشین گوئی کی مطابق رخصت تھا ہو جاؤ، اور  
بادشاہ کے حضور میں بلکر اپنے عفو آفیسر کی التجا کرو، اگر اس نے منظور  
نہ کیا تو مجھے اپنی موت و ناموس کی قسم تمہارا ایک دہہ ہی نقصان نہیں  
ہونے دوں گا۔ امد کس نہیں سلائی سے یہاں تک پہنچاؤ دنگار۔  
روڈک، غصے سے لال ہو کر، اپنی غضب تمہاری ایک آدمی کو مار بھی آئی  
ہو، اف ری مفرد، اور پھر روڈک کے سر پر غصے کو کہتے ہو کہ سوائی مانگے اور  
اطاعت کرے امد انسان تو کیا قضا و قدر کی بھی اطاعت کرنا نہیں  
اچھا میں اپنی آدمی کا بدلہ لوں گا۔ تم اپنی تک تیار نہیں ہوئی۔ امد سرخیاں  
ہو یا کسی امیر کے کہنے فاسن ہو میں نے غلطی کی۔ تم اس قابل نہیں تھے  
کہ تمہاری سانبھی میں اب اچھا سلوک کرتا۔

جیہڑ تو لڑا کر ہی ہوئے، اب اب تمہاری الفاظ سے میری طبیعت بھی  
بڑک ابھی ہے امد اس وقت یہاں پر پیچھے بگلی کی بھی چوٹی سی آواز  
نہیں بہت کچھ دیکھا سکتی ہے لیکن وہ وہیں ہم دونوں کیلئے ہی شیشیر آواز کی گڑگڑ  
دونوں نے گوار میں پچھیں۔ زمین و آسمان اور سورج کو امد اعلیٰ  
نظر سے دیکھ کر غصے دار تے ہوئے ایک دوسرے کے مقابل ہوئے، سپر کا  
پٹیک دینا جانا زردنگ کیلئے از حد مضرت ثابت ہو ابد تو تھا اور تھا  
میں بھی جہز سے زیادہ۔ لیکن کبھی تلوار سے لڑ نہیں سکتا تھا اور جہز کب  
ہانت چالاک اور شہنشاہ لڑا کا یورپ کے بہت سے ملکوں میں پیرا ہوا۔  
بہت سی لڑائیاں دیکھی ہوئیں۔ تجربہ کا ہر قسم کے داؤ گھاتا سے سی واقف  
تلوار سے مارنے اور بچنے کے دونوں کام سے سکتا تھا۔ دشمن پر تیرن کاری  
زخم کر گیا امد اس نے بھی غصہ کیا کر امد امد دھند باسن کی طرح تلوار بڑی  
شروع کی۔ مگر جہز جیسے چابکدست آدمی نے ایک وار بھی تو ہے امد نہیں  
آنے دیا مددک سے پا کر اس سے گوار چہن کر اسے زانو کے بل گرادیا۔

اب اطاعت قبول کرلو ورنہ میری شیشیر تیار ہے کہ تمہاری دل کے  
خون سے رنگے جانکی سرخروئی حاصل کرے،

کی ایک ضرب سے اس کشکون کا مفید کر دے مگر آہ جو ختم اس نے  
پیلے کپائے تھے اس کیلئے مہلک ہو چکے تھے اور خون اس قدر نکل چکا  
تھا کہ تمام عرصہ کمزور پڑ گئے اور زندگی کی لہریں دھیمی پڑتی ہوئی معلوم  
ہوئیں۔ تاب نہ لاسکا تلوار اور پائٹائی لیکن ہاتھ کا پٹنے لگ گیا۔  
اور وہ گہاس پر جا لگی۔ اور خود ہیوش ہو کر زمین پر گر ا اور پھر نہیں اٹھا  
محمد شریف ہزار ہستان

روڈرک، برگزیدہ میں جسم کا طبی ہونیکا مطلع ہو کر لا بزدل ہے جو موت  
سے ڈستے یہ کہہ کر وہ ایک خوفناک سانپ کی طرح اچھلا اور لپک کر  
دشمن کا گلا پکڑ کر بولا۔ اب تم کہو تمہاری بدن کے اندر کونسی دوشیز کے  
نازک ہاتھ نہیں ہیں جو سہل چوٹ جاؤ، لو ہے اور پستل کی زد کے اندر  
تم خواب محسوس کرتے ہو گے کہ اس کوئی پکڑے ہوئے ہے برد و جنگجو  
بہت دیر تک جدوجہد کرتے رہے آخر روڈرک کو موقع ہاتھ آیا کہ تلوار

## رباعیات آج

افسانہ درد و غم سناؤں کب تک جو مانع جگ میں ہیں دکھاؤں کب تک  
کیا قوم کا غم نہ سونگے اسے آج روؤں کب تک نہیں رلاؤں کب تک  
میدانِ ترقی سے بہت دور ہیں ہم صنعت سے ہے مطلب تجارت کا غم  
بیکس عاجز غیب مجید میں ہم ہر طرح کے علم و فن سے محروم ہیں ہم

افس کی ہریت جفا کا رہی ہے ادب کی خواب گرم بازاری ہے  
خواب غفلت میں ہیں مسلمان آج چونکاؤ انہیں کہ وقت بیداری ہو  
شاداب ریاضت کا شجر ہوتا ہے تعلیم ہی سے عقل کو ہوتا ہے فروغ  
پیدا گلِ محنت سے غم ہوتا ہے جو ہری سی خوشن آب گہر ہوتا ہے

چمن و شاداب و اکبر و نخت کب تک یہ شان و شکوہ دجاہ و ثروت کب تک  
ماند جا بستی انسان ہے ہشیار ہو آج خواب غفلت کب تک

## کلام اکبر الہ آبادی

ترکیب تو دیکھو یہ زمانے کی چین ہے افسوس کہ اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے  
گر جہاں کرنل و کشتہ بھی ہیں موجود مسجد میں کوئی دہشتی و منفعت بھی نہیں ہے  
بوچے ہو کیا مسلمانوں کا حال ہر جگہ سب ان کے ہو گئے،  
منعم کب ہیں یہ جیل اللہ کے دیکھ لو جہاز دے تنگے ہو گئے،  
نورم نہیں تو قوم نہیں باقی کیا کروں پڑتے نہیں غازیہ خود پر کیا کروں

## موت

آنسوؤں کی طرح اکدن زندگی جا بگی تو فنا ہو جائیگا دنیا تری رہ جائیگی  
ای برادر زندگی کو یا جو اک پیغام موت ہر بشر کو اکدن سنایا ہو ہر پر عام تر  
بعد مردن ہی جو ارفع حق میں زندگی قبر کے گشتے میں ہو آتشِ خلدیروں  
موت کے خمیں پوشیدہ سو تری ہوگی روح پاک اندر جو ارفع رقیب تلیں

رحمن برادران گرامی کی خدمت میں القریش نمونہ حاضر ہوا ہے اور وہ خاموش ہیں، اگست کا پرچہ نہیں تصنیف دی پی ارسال ہوگا

## تہذیب الاطفال

(اشاعت گزشتہ سے نئے)

صبح کو اٹھو۔ گزشتہ دن سے زیادہ محنت اور نیکیاں کرو، نماز پڑھ کر کے بعد قنوت تسکین مجید کی عادت ڈالو، بلا ناغہ اس کو پڑھو، قرآن کریم کی آیات ایزدی کا انتخاب ہے، وہ ایک لا جواب کتاب ہے وہ علوم ظاہری و باطنی کا ایک سمندر ہے، اس میں غور و تدبر کے عوضے لگاؤ، اہم کو اہم سمجھو دنیا و آخرت کی نعمتیں حاصل ہونگی۔ تمام تعلیم و تربیت باعث خیر و برکت ہوگی۔ یاد رکھو ہرگز اس کی تلاوت سے غفلت مت کرو۔ ایام طالب علمی سے لیکر زندگی اس کے عادی رہو، اگر تم اس کو پڑھو گے اس کو سمجھو گے تمہاری ساری پابقتیں اور تمام ڈگریاں اس علمی سمندر کا ایک قلیل ترس نقطہ معلوم ہونگی۔ علما و باکمال کی وسعت معلومات اس کے آگے ایک ادنیٰ حقیقت ہے۔ اس سے تمہارا دلپسین بیٹھے ضبط، سلیقہ، رفتار، گفتار اور اطوار سب خود بخود درست ہو جائیں گے۔ یاد رکھو اپنا وقت اپنی دولت اور اپنی عمر کا قیمتی حصہ محض کہیں کو اور تم اس آسانی میں صرف مت کرو، جو حاققت ہی تم اب دانستہ یا نادانستہ کرو گے ایک روز تم کو اس پر مذہب ہوگی۔ لیکن اس وقت تلاوتی مافات نامکن ہوگی۔ اگر تم اسلام پر زندہ رہنے اسلام پر مرنے اور اسلام ہی پر دوبارہ جی اٹھنے کو اپنا نصب العین بنا لو گے تو یاد رکھو خدا و رسول مقبول کی خوشنودیاں حاصل کر لو گے اور نجات ابدی اور حقیقی خوشی تم کو نصیب ہوگی۔ تم اپنے متیں دین الہی کے خدائی دور محبوب الہی کے امتی، تمام اقوام سے برتر، اور ان کے لئے نمونہ سمجھو، خدا اور رسول کریم کے احکامات اور ارشادات کی تعمیل میں اپنی سعادت جانو اور بدوشیوں رکھو کہ اس کی خلاف دہی سے دنیا اور آخرت ہمارے لئے تنگ ہو جائیگی، عزیزو! یاد رکھو کہ اخوت اسلامی نے ہر مقام کے اہل اسلام کو خواہ وہ کسی رتبہ اور طبقہ کے ہوں۔ آپس میں بھائی بھائی بنا دیئے، تم نہ فرشتہ اپنے ہم جماعتوں اور اپنے ہم مدرسوں سے بلکہ تمام طلباء سے برادرانہ اور درستانہ تعلقات رکھو، جب تم طالب علمی کی منزل سے گزر کر کاروباری زندگی میں قدم رکھو گے، تو ایسے رفیقوں کی ملاقاتیں تمہارے لئے بے اندازہ مسرت کا باعث ہونگی۔ مخالفت اور عداوت سے ولی لغوت رکھو، نہ خود کسی کے مخالف اور دشمن بنو اور نہ اپنا کسی کو دشمن بناؤ

ہمارے اساتذہ کی شان میں سولانا عالی مرحوم فرماتے ہیں ۵  
یہ تھا علم پر وہاں توجہ کا عالم کہ جو جیسو مجروح جو بوائے مرہم کسی طرح پائیں انکی ہوتی نہ تھی کہ بچھاؤ تھا آگ انکی باہان شبنم لیکن فی زمانہ بدقتی سے ہمارے اکثر طلبہ کا مذاق بقول عالی مرحوم اس قسم کی تصنیع اور فحاشی طعن مائل ہے ۵

کتاب اور مسئلہ سے پہرے میں بھاگے  
مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

چنانچہ ایسے ہی طلبہ اپنے استخوانوں میں ناکام ہی رہتے ہیں عزیزو دوسری اقسام کے طلبہ کو دیکھو جن کو تم سمجھتے ہو کہ کھاتے پینے اور پہننے کا شغف نہیں ہے۔ لیکن بونی درستی کے استخوانوں میں وہی تم سے زیادہ پاس ہو کر بیٹھتے ہیں بلکہ اکثر وظایف میں بھی وہی آتے ہیں۔ ذرا ان کی اپنی علمی لیاقت کا یہی موازنہ کر دو، تم محض گفتار اور دوسرا سر کر دو۔ ہوتے ہیں جس فیشن یا جیٹو سے بن کی تم خواہ مخواہ دلدادہ ہو جاتے ہو اس کی ان کو ہواکت نہیں لگتی۔ تمہارے والدین تکو دولت علم سے مالا مال کرنے کیلئے فراخ دلی سے روپیہ دیتے ہیں۔ لیکن تم اپنی اصلی ضروریات اور اپنے دیگر اخراجات پر نظر کرو، تم میانہ روی اور گفتار شہادتی کو جو مشیوہ اسلام ہے ہرگز نہ نظر نہیں رکھتے، تم بسا اوقات اپنے والدین کو معروض تک کر دیتے ہو اور منہ و طلبہ کی یہی مثالیں سوجھو ہیں کہ انہوں نے اپنی ماہواری خرچ سے کچھ نہ کچھ پس انداز کر کے فارغ التحصیل ہونے پر اپنے والدین کو نہایت ہی معقول مالی امداد دی ہے۔ یاد رکھو خوش خوراک اور خوش پوشاک ہونا واقعی ہر کسی کو مطلوب اور ضروری ہے لیکن طالب علمی کے ایام میں اپنے والدین پر بغیر ضروری بار ڈالنا بھی کسی طرح پسندیدہ نہیں ہو سکتا۔ تم صاف ادھر سے رہو، جو میٹر آئے اور جس وقت لے کھاؤ پو اور پیو، تعلیم کا مرحلہ طے کر کے عزت و ابرو کی ایسی زندگی بسر کرو جس سے خدا اور رسول اور خلیفہ خدا تم سے خوش ہوں۔ یاد رکھو نیک اور باعذاب بندگان خدا کی محبت میں بیٹھا کرو، بے حیائی باتوں سے بچو، کسی سے قرض نہ لو، برہمن کو اپنا دشمن جانو، کہیں چوراہہ چیل چور نہ بنو۔ کسی کو گالی نہ دو کسی سے گالی نہ کھاؤ۔ جب شب کو سوئے لگو جس وقت اپنے دن بہر کے کاموں پر نظر کرو اور جب

## شکر و دکن

سید علی امام نواب مرزا ملک بہادر بہت دستانِ شہرِ غلام  
رواں ہو گئے ہیں، خبر ہے کہ وہ بخیر خوبی دہلی پہنچ گئے ہیں، امید ہے کہ  
وہ مسندِ بہادر کے متعلق کامرانی کر سکیں۔

انجمنِ دکنِ عدالتِ عالیہ کے صدر مولوی عبدالغفور کھن  
خطاب یافتہ، الیکشن عدالتِ عالیہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے  
اور حضرت معظم کی خدمت کی متعلق شکر یہ کی تجویز پیش کی جو منظور ہوا  
نواب میرزا یار جنگ بہادر میرٹھس نے ایک موزون تقریر میں خطاب کیا  
کو مبارکباد دیکر حضرت معظم کی قدسِ انسانی کا شکر ادا کیا۔

بارگاہِ خروسی سے سعیت زدگانِ مالابار کی امداد میں ۵۰ ہزار روپے  
کی گرانقدر امداد منظور ہوئی۔

جامعہ ثانیہ دکن کے امتحانِ میٹرک میں اس دفعہ ۵۰ طلبہ شریک  
ہوئے، چونکہ فوٹائیہ دہلی کے مقابل بہت کم ہے۔ اس لئے  
مدعوں کے مذکورہ صرف ۲۴ طلبہ شریک امتحان ہوئے اور باقی پراپیٹ  
ہئے اس لئے طلبہ کی زیادہ تعداد کامیاب نہ ہو سکی۔ اس لئے میٹرک کی تعلیم  
کو بہت دینے کی سخت ضرورت ہے۔

مولوی شاہ خیر صاحب انجمنی نے ایک مراسلت میں حضور نظام  
عالیہ مقام فرمائے دکن اور عمالِ سلطنت دکن کو مشورہ دیا ہے کہ وہ  
ان خدمات کا تذکرہ ایک مستند انگریزی (اردو) رسالہ میں جو قلمِ دکن کی طرف  
سے کی گئی ہے تذکرہ کر کے حکومتِ ہند اور پارلیمنٹ اور اخبارات کو بھیجا کہ وہ  
برادرانہ کے ساتھ مطالعہ کریں۔ مراسلہ شکار کا خیال بھیجے ہے کہ آج کل  
معمولی وفدِ پیرانی اور محسوسہ شکاری سوسائٹی نہیں بنتا،

## خوابِ مستی

دنِ تاریک تو ٹھیک یاد نہیں یہ کوئی دردِ بڑھ چینی کی بات ہے کہ میں  
مات کو جب سو رہا تھا۔ عالمِ رویا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک قبولِ صورتِ عینہ  
سرتاپا پور، پیچ پیچ کی حد، تختہ دہلی تارا، ہتھے چاند، اوسوں انگلیاں دوسوں  
چراغِ لمبوں کا رخ سے آراستہ میرے سر لے لٹری ہے۔ میں پچھلے تو  
اس مہ لقا کو دیکھ کر بھونچکا سا ہو گیا۔ پہر بہارِ وقت و دشواری اپنے  
دل کو سنبھالا۔ اور میں پر بھال کے حسنِ خدا داد کی اپنی ٹوٹی پھٹی زبان میں  
مدحِ سرانی کرنے لگا۔ جس کو سن کر وہ مجھ پر عیش و ادا کے ساتھ مسکرائی  
اور کہا۔ اچھا میں ابھی تمہارے چوٹ پیچ کا امتحان کرے لیتی ہوں۔ دیکھو  
یہ میرے ہاتھ میں دوسرا غلوں میں ہیں۔ اور میں اب حیات ہے۔ اور  
بائیں میں شرابِ الفت، بولوں میں سے کون مطلوب ہے۔ باوجود الفت  
کی طلب ہے یا آپ بفاک، جلدی مانگو کیا مانگے ہو؟

میں اس غارت گرِ فہم و ادراک کے حالِ بالکل پر ایسا مٹا ہوا ہوتا۔  
کرتی دھبے کے کھاتے اس کے منہ سے شکرِ نہال ہو گیا۔ ماری خوشی  
کے پہلوں نہ سہاتا تھا۔ بوکھلا کر بول اٹھا، مجھے تو بارہ الفت ہے۔۔۔

سرخار کر دے، آپ بفاک لیکر کیا کر رہا۔ اتنا کہا تھا کہ میں عالم نے سب کو مجھ  
میرے طرف بڑایا۔ اور معائنہ میں دوسرے کے ساتھ ساتھ پہر کر کہا بولیں اب مجھ  
خدا کا فظ ہم جاتے ہیں۔ تم کو تمہاری محبت مبارک، اب میرا تمہارا کیا  
گر جانے سے پہلے اپنا نام و نشان بتائے جاتی ہوں۔ سنو، میرا نام زندہ  
ہے، تم نے میرے حسن و جمال کی مطلق پر دہانہ کی اور سوزِ محبت کو گوار  
کیا۔ یہ بھی اگرچہ میری ہی مذہبات ہے اور میرے ہی دم سے اس کا بھی  
طہرہ ہے مگر کیا کروں۔ یہ دشمنِ جان میرے خون کی پیاسی ہے، وہ پر  
ایسا تار۔ ایک خیام میں وہ چہرے کیسے روکتی ہیں؟

یاد رکھنا یہ تم کو کسی گہر کا نہ لکھ سکی۔ مجھ سے اندھیرے حسن و جمال  
تمہارا دل بڑا کر اگر چہ بچی۔ تم اس کے ہرے اور یہ تمہاری۔ اچھا اب تم  
سے اپنی نکلن لگاؤ، مجھ کو تمہارے۔۔۔ دعوے پہلے ہی چھوٹے معلوم  
تھے، یہ کہہ کر وہ تم شہرِ طبعی بنی۔ جس کی اس سرودِ دہری سے سیر آئی اوسا  
جاتے رہی۔ بولا کر اٹھا اور یہ تابانہ اس کے پیچے دوڑا۔ مگر وہ وہ گہر  
والی تھی۔ یہ جاوہ جاوہ گئی، شکرِ شکر میں میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا

# جوابات

سوالات متذرجہ ماہ جون

نمبر ۱۔ ایک انتہائی اراضی کے جسے ادبیر اس میں تین فی اوقام کی

غلطی نے خدا جلے کن کن قوموں کا شیرازہ بکھیر دیا۔ دنیاوی حرص و ہوس کے بندے تو بلا تیز محض حقوق زراعت کی خاطر غیر اوقام میں مل گئے اور پتہ نہیں کون کون اور کہاں کہاں جا ملے، خیر اپنی واقعیت کی بنا پر مختصر جواب عرض ہے،

مولانا محمد عابد اللہ فرحتی کی ان دلائل و براہین کے مطابق

جو چون کے رسالہ میں ایک غلط فہمی کے عنوان سے شائع ہوا ہے

کہ کھڑا دان و غزہ اور دیگر اس قسم کے لوگ قریشی نہیں۔ اسی

مضمون میں آپ راجنہ، بلوچ، جویہ، کوکارہ وغیرہ کو سب سے

تودہ لائی اور اسی قریشی ہیں۔ القریشی ہی میں اگر میرا انہم غلطی

نہیں کرنا تو حقا تودہ کی وجہ تسمیہ پر ایک مضمون پڑا تھا۔ اور

حقیقت یہی یہی ہے کہ تودہ قریشی ہیں۔ اب راجنہ تھی یہ جگہ خدا

کوئی قوم نہیں۔ طبقہ صوفیہ کو کرام کا ایک خاندان ہے یہ

لوگ غالباً بابائے نسب کے معتقدین میں سے ہونگی وجہ تسمیہ

کہلاتے ہیں اور اسی نام سے موسوم ہو گئے ہیں،

محمد محمود عارف علوی

نمبر ۲۔ کارروائی متعلقہ اجرائے سکول القریشی میں باقاعدہ شائع

ہو رہی ہے، نصاب اور قواعد وغیرہ کی ترتیب اور اکابرین

قوم کی منظوری کے بعد یہ کہا جائے گا۔ کہ کب سکول جاری ہوگا

اس وقت اس سوال کا جواب مذاقیل از وقت ہے، آپ اگر

اس کام میں ہماری رہبری کریں تو شکر گزاری کا موجب ہوگا

اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ آپ سکول میں تعلیم کی خدمت

کے لئے بھی تیار ہونگے، انجمن کو آپ چینی بھی ہے،

سکرٹری انجمن

نمبر ۳۔ غالب شاگرد کلکتہ، رام پور، ایچی، اور اس وجہ میں ایچی

کاغذ کی ساخت ہوتی ہے۔ پورا پتہ کسی اجسرایہ یا ڈاکسٹری

سے مل سکتا ہے،

مفتقر القریشی

## سوالات

جواب خریدار نہیں ان کے سوالات مدبج نہ ہونگے، ہر خریدار سال براہ مفت درج کر سکتا ہے، اخفاد سے کام لیا جانا ضروری ہے۔ لیے سہولت کیے گئے ہیں، ہر سوال بشرط پسند درج ہوگا۔ لہذا اختلافی اور متضاد سوالات نہ بھیجیں، سوال کے نمبر مسلسل ہونگے، جوابات آئندہ اشاعت میں درج ہوں گے،

نمبر ۱۔ انگریزی سکھانویں ایسی کتاب درکار ہے جو بغیر استاد کام لایج کے قابل بنادے، فضل کریم

نمبر ۲۔ دائمی قبض رہتی ہے اس لئے نسخہ مطلوب ہے، رحیم بخش۔

نمبر ۳۔ حمید کے فرضوں کی ہمد کی چار سنیں وقف ہونے کا زہر

جاتی ہے یا نہیں، محمد شریف۔

نمبر ۴۔ پڑاؤں کا پریشن کے بغیر کوئی بہترین بونالی علاج درکار ہے

۲-۳ سال سے شکایت ہے کئی علاج خارجی کئے گئے ہیں۔ کوئی

فائدہ نہیں ہوا۔ محمد ابراہیم

نمبر ۵۔ تعمیر دیکھنے کی ممبر کتاب مطلوب ہے، غلام احمد

نمبر ۶۔ رد و سختی بولی کہاں سے مل سکتی ہے؟ حکیم مہانت اور

نمبر ۷۔ تجارتی معلومات کی کتابیں کہاں سے اور کس قیمت مل سکتی ہیں۔

نمبر ۸۔ دانتوں میں پیشہ درد ہلکے، سرد پانی سے زیادہ بڑھ جاتا ہے

نسخہ مطلوب ہے، طالب علی

نمبر ۹۔ آنکھوں کے روہوں کا مجرب نسخہ یا تیار شدہ دوائی درکار ہے

نمبر ۱۰۔ سمولی اور چوڑے چوڑے رتھے چہا ہے کار و دوستی پر لیس

نمبر ۱۱۔ بتانیکا نسخہ مطلوب ہے، غلام الدین



## مختصر سر

سائیفک امریکن کے ایک نامہ نگار نے برلن میں ایک ایسی ہیملی کا ہوا ظاہر کیا ہے جو ایک ہی وقت میں ایک ماہ سے پہلے بجائی اور ایک ماہ سے لکھی جاتی ہے اور ایک ہی وقت میں دونوں ماہوں سے دو مختلف تحریریں لکھ سکتی ہے اور اس پر طرہ یہ کہ دونوں ماہوں کی باتہ میں تم باکرہ ایک ہی وقت میں مختلف تحریریں مختلف زبانوں کی ہی لکھ سکتی ہے۔

۲۳۔ جولائی کو سینیگلیٹو میں اسلامی حضوری کے تحفظ و نگہداشت کے لئے پنجاب کے میونسپل کمشنروں کی کانفرنس برکت علی محمدن ال لاہور میں منعقد ہوئی ہے۔

بنگال گورنمنٹ نے کلکتہ میں بد معاشوں کی سرکوبی کے لئے غنڈہ ایکٹ کا عدد آٹھ شروع کر دیا ہے، دو غنڈوں کو خلاف ورزی قانون کے جرم میں سزائے قید دی گئی ہے۔

قانون خطہ میں غیر ملکی لوگوں کی سکونت کے جدید قانون کی لغت میں بقول نامہ نگار نامتو طرف سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں، لوزان کانفرنس میں تمام امور کی نسبت اتفاق رائج ہو جانے پر مصالحت ہو گئی ہے۔

بمبئی کی حوریبہ جماعت میں کرد کا دشمن ہو جانے سے ۶ ممبروں نے استعفیٰ حاصل کر دیے ہیں،

حصار میں ہندو عبدالعزیز کے موقوفہ رفاہ دکن کی چاریاں کر رہی ہیں۔ گتکا اور مرہٹی سیکینو کے علاوہ فراہمی اسلحہ وغیرہ کی خوب کوشش کی جا رہی ہے۔

امریکہ کے طرین کے مقدمات میں کچھ مہم تو بری کر دئے گئے ہیں اور بعض کے مقدمات کی سماعت ہو رہی ہے۔

بنگال کونسل میں باجوہ سرکاری ممبر کی مخالفت کے سبب نازیبا کی موقوفی کا رد و لیوشن کرنٹ رائج سے پاس ہو گیا۔

شیخ شریعین ندوائی تحریک خلافت کانفرنس نے اجادات کے زنجیرہ کارکنان خلافت کو پیغام پہنچا ہے کہ وہ خلافت کمیٹیوں کو مدد تو دیں۔ اب انکی ضرورت نہیں، تبلیغ و اشاعت کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

مدیر مجدد لاہور نے انجمن غیرت اسلام جس کا ذکر الفرائض کی گزشتہ اشاعت میں کیا گیا تھا قائم کر کے اعلان کیا ہے کہ ہم حیرت مسلمان عورتوں کو ہندوؤں کی روگائوں پر جانے سے روکیں گے۔ رخصتا کاروں کے پہرہ کا انتظام ہو گا۔ اس انجمن کا ممبر ہر باغیرت مسلمان ہو سکتا ہے،

بعض خبروں سے یہ معلوم ہو کر کہ مذہبی مصطفیٰ کمال پاشا کے خلاف معزول سلطان کی سرکردگی میں ایک ڈائیٹری ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ تحریک سرعت کے ساتھ پہلے ہی ہے،

کلکتہ میں شفا خانہ کی فیس معاف کر دی گئی ہے، ریاست بہار میں شراب کی کشید اور فروخت ممنوع قرار دی گئی ہے،

بلدیہ مدائن کے انجینئر نے ایک ایسا سفوف ایجاد کیا ہے جس کے سڑکوں پر پانی میں ڈال کر ڈال دینے سے گرد نہیں اڑتی،

پینڈت دلاوی علی الاعلان اسباب کا اعتراف کیا ہے کہ ہندو مسلم اتفاق انکی بعض تقاریر کا نتیجہ ہے،

ہمارا چھ صاحب نا بہ معزول کر دئے گئے، ریاست کا انتظام گورنمنٹ کے ماتہ میں رہے گا۔

مدرا س میں سینیگرہ کا دورہ دورہ ہو رہا ہے، لندن میں ۲۱ ہزار ہر تالیوں نے کاروبار بند کر رکھا ہے،

انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ انتخاب و پیش ہے، اگرچہ خبر افوس کے ساتھ سنی جائیگی کہ وہاں ہی فرقہ بندی و پارٹی فینڈنگ ہو گئی ہے،

مصر میں سیاسی جلسوں کی مخالفت کر دی گئی ہے،

نالپور میں قومی جینڈہ کیئے گرفتاریاں ہو رہی ہیں،



## تذیہ

سس

وہ دن کی زندگی میں نہ اتنا چل کے چل  
بالت پر خوشی پہ نہ ہرگز اچھل کے چل  
فتا بطلب زمانہ کی نیسٹیاں بھی حسین  
بہر خدا نہ حد سے تو باہر نکل کے چل  
اب ہم کو چاہیے تقلید و اجبی  
ہرگز نہ پیروی میں کسی بد عمل کے چل  
رفتار نادست ہے پگڈنڈیاں میں تنگ  
ناداں اکڑ کے چلنے سے بہتر سنبھل کے چل  
گو چل جلاؤ پر میں سمجھی سوئے انقلاب  
لیکن یہ کیا ضرور ہے منہ میں اہل کے چل  
بھینکا ہے جس نے جامہ ہستی اتار کے  
نقش قدم پہ تو اسی خیر نیک کے چل  
شاعر ہزاروں اُسے گئے اس بساط پر  
جو چال وہ چلے ہیں وہی چال چل کے چل  
بزم جہاں میں بات نہ الٹی پڑے کوئی  
سیدھی زبان کے جوں نگہ بے خل کے چل  
نادرہاں زمانہ ہی قافی ہو قدر کیا  
اس سرزمین سے اور کہیں تو نکل کے چل  
(نامی کوہ سوار نظامی)

## اعتماد

قابل تنقید کتب و رسائل پر ایسے بھی بوجہ وقت و  
عدم گنجائش تنقید نہیں ہو سکی، امید ہے کہ احباب  
مصدقہ سمجھیں گے،  
انشاء اللہ فی آئندہ اشاعت میں اس کی  
گنجائش نکالنے کی کوشش کی جائیگی

دی پی کے مطالبہ کی بجائے منی آرڈر بھجونا زیادہ چاہیے

ڈاکٹر انصاری دہلوی ۸ جولائی کو گاندھی دسے مناجاتی تحریک  
کرتے ہیں، عامہ ملکین کو اس سے اختلاف ہے،

جامہ دہلوی کے ایک ہندو طالب علم کے مسلمان ہو جانے پر ہندوؤں  
میں سخت ہرجاں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہندو طلبہ چاقو اور چھریوں سے مسلح  
ہو کر سکول جلتے ہیں اور مسلمان طالب علموں کو سخت تنگ کرتے ہیں،  
مسلمانان کشمیر کا ایک جلد جس میں کوٹھ، ایٹ آباد اور  
راولپنڈی و وجہ کے معزز مسلمان بھی شامل تھے رات میں شہ قہ ہوا۔  
جلا وطنان پوچھنے کے متعلق چند قرار داس پاس ہوئیں۔ اور ۹۶ فی صدی  
آبادی کے لحاظ سے حقوق کا مطالبہ کیا گیا،

معلوم ہے کہ گورنمنٹ ہند ریویژر کمیشن اور ایسوسی ایٹڈ پریس  
کو ۵۵ ہزار ۲ سو ۱۱ ہزار ۷ سو روپے سالانہ ادا کرتی ہے جس کے  
معاوضہ میں یہ دونوں ایجنسیاں گورنمنٹ ہند کے ہر ایک نمبر کو مفت خبریں  
بھیجتی ہیں،

مولانا عبدالباری نے زبان بہتر کے متعلق مسلمانوں  
کو متورہ رہا ہے کہ ذرا احتیاط سے کام لیں۔

حکومت ہند نے جس سترہ ماہ جولائی کو اعلان کیا تھا۔ وہ  
موجودہ ۹ جولائی کو اس لئے بند کر دیا گیا۔ کہ ۵ یوم میں اس تعداد ۲ کروڑ تک  
پہنچ گئی تھی،

ارکان ممبرینٹن لکھنؤ کو حکومت ہند نے ایک اعلان کے ذریعہ  
سے متنبہ کیا ہے کہ وہ وائس راجہ کے سوا کسی شخص کو کوئی سپاس نامہ  
پیش کر کے بلدیہ کے رویہ کو صرف میں نہ لائیں۔ اس حکم کے مقابلہ میں ارکان  
کیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ہڈت مولی لال نہر کی خدمت میں خیریت مانہ  
سپاس نامہ پیش کیا جائے، یہ بھی سترہ اپنا کر اس موقع پر کئی کمیونٹ  
سے پچاس روپے خرچ کئے جائیں،

گورنمنٹ اور پٹار کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قائم  
ہو گیا ہے اور عام طور پر ہسٹل کرنے کے لئے پاس کر دیا گیا ہے۔

امیر صاحب کا بن بھقول اخبار "اکالی نے پروسی" بتا کر نوشی  
کی حکم مخالفت کر دی ہے،

اسلامی یتیم خانہ کلکتہ کے حادثہ سے کئی جانیں ضائع ہوئیں  
حقیقتات کی جا رہی ہے،

جعلی نوٹوں کے اس کثرت سے مقدمات ہو رہے ہیں۔ کہ حکومت  
ایک خاص کمیشن کے تعزیر پر مقرر کر رہی ہے،

## القرن الثامن

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ نمبر نہایت شہدار شائع ہوا ہے ملک کے اعلیٰ اعلیٰ فاضل ادیب حضرات کے منظوم و منثور مضامین سے اردنی رسول نمبر مرتب ہیں۔ آپ کی ملک ملک اور نئی سیرایہ میں کتب غفری دیکھنی ہر تو رسول نمبر ملاحظہ فرمائیے، بچوں اور بلی سوں کو پڑانے سے سبق پرورد خداوندی ہم سے صفحات، تقطیع کلاں، لکھائی چھپائی معیہ زیب قیمت نمبر ۸۔

الکمال  
حقیقتہ وہ الہامی ہوتے سادات بنی ہاشم کی سادات

## صدیق نمبر

حضرت صدیق اکبرؓ کی یاد میں کہ چھپا اور شہدار ملک ملک عمری اقرین کا یہ خاص نمبر نہایت پسندیدہ و مقبول ہوا ہے، بڑے بڑے فاضلاں و اہل قلم احباب کے منظوم و منظوم مضامین آپ کی شان میں دیکھنی ہوں تو صدیق نمبر سے بتر کوئی کتاب نہیں پسلی لاف، کتابت، طباعت نہایت اعلیٰ۔ ایڈیٹر صاحبان اخیار نے نہایت بہترین الفاظ میں اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے نمبر دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، ایک خاص کتاب ہے قیمت ۸۔

کا جوت دیا ہے اور نہایت کیا ہے۔ کراں اعلیٰ مجلس، آل جعفر عقیل سب سادات میں اور شریف وسیع کے لقب سے حقکد عالم کے ذائق سے لکرا ب تک مقب رہے ہیں۔ صفحات کی ایک بہترین کتاب ہے قیمت فی نسخہ ۸۔

یہہ اور ہر قسم کی ہر مذاق کی کتابیں کتب خانہ دائرۃ العلوم راولپنڈی میں ملگائیے

## الکمال

نہیسی، ادبی، تاریخی، طبی، صنعتی معلومات کا نہایت مفید مجموعہ ہندوستان مستند اہل قلم کے مضامین کا مرتبہ ایسی طرز کا لکھا و چھپا اور مقبول عام پرچہ بڑی تقطیع پر تقریباً ۱۰ صفحہ سالانہ پیش کرنا والا لکھائی چھپائی اور کاغذ کے لحاظ سے اعلیٰ قیمت کا ہر قسم اول بعد قسم دہم عالمی پرچہ ۴۔  
لئے لکھو۔ فیچر کمال الکمال لاہور

## حَب شفا ظہوری

یہ گریبان مدد معہہ دیکھو کہ انسی کیلئے نہایت محبوب اور مفید ہے اور صنعت و مصلحت کے لئے بھی تیر بہت ہیں۔ علاوہ بریں کز دہی و دہد ملوث اور ریح قبض کے لئے لافانی محبوب ہیں اور صحت جسمانی و قوت بدنی قائم رکھنے کے لئے کسیس العین میں اور صحنی خون پس دہا آج ملک ایجاد ہی نہیں ہوئی، ضرر دہ آزما لیجئے۔ ہاتھ لگن کو آرسی کیا ہے۔ جڑی بوٹیوں سے خاص طور پر تیار کی گئی ہیں۔ اردان میں کوئی دہا ایسی نہیں، اعلیٰ گئی جس کا استعمال مسلمانوں یا سکھوں یا ہندوؤں یا عیسائیوں کے مذہب میں ناجائز ہے، مجھو یقین سے کہ اگر آپ الہک فہم ان کو استعمال فرمائیں گے تو آپ احباب میں ہر کا تکرار فرما کر ان کے خربے کا شوق دلائیں گے قیمت ۱۶ عدد مسلاوہ حصول ناک

## رفیق صادق

نہیسی۔ ادبی، اصلاحی، اخلاقی، تعلیمی، طبی مضامین کے علاوہ نکات تصوف اور زندگان دین کے تذکرے، مشہور اہل قلم حضرات کے مفید مضامین اور شائع ہوتا ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ قیمت سالانہ عدد نمونہ ہر میں،  
میںچو رسالہ رفیق صادق بشارت صلیع گوہر پور

المشہور  
حکیم ظہور الحق املوٹر  
متصل دفتر اخبار اہل سنت و الجماعت امرت سر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# الفرس امرتہ

قریشی برادری کا اسلامی تعلیمی قومی اور اصلاحی سالہ

انہو قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا ششہ قائم کرنے اور نوجوانانِ قوم کو  
صبر و استقلال، نیا صنی و نیا بتقدیمی، صلہ رحمی و ایثار نفسی، محنت و جفاکشی، احسان و مروت  
خاندان کی عزت و ہماں نوازی کا سبق دینے اور رسوماتِ بد و فحشیات سے بچنے کی تلقین کرنا ہر

بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء

ایڈیٹر

قریشی محمد علی روفیق صدیقی

اصلی روز بازار البکرک پریس  
امرتہ میں باہتمام شیخ عبدالکریم صاحب پرنسٹر قریشی محمد علی روفیق صدیقی پبلشر و ایڈیٹر کے لئے چھپا۔

قیمت ساکنہ، امر سے لے کر عام سے لے کر طلباء سے لے کر نمونہ کا چھپ ۴ روپے ۱  
میچ

## القریش معارین کی نظر و نہیں

### القریش

القریش۔ اس نام کا ایک اسلامی۔ تعلیمی۔ قومی۔ اور اصلاحی رسالہ جناب محمد علی رونق مدنی کی ردارت میں امرتسر ہماور شائع ہوتا ہے۔ مقاصد کی مفصل فہرست اسات کادھند کرتی ہے۔ کہ رسالہ کی خدمات زیادہ تر مسلمانان ہند کی صلاح و فلاح کے لئے وقف کردیہ جائیگی۔ کتابت طباعت اصلاح کی محتاج ہے۔ رسالہ قیمت دسے) طلباء سے رعایہ

د ملنے کا پتہ رونق منزل امرتسر ہماور لاہور

القریش۔ یہ ہماور رسالہ محمد علی صاحب رونق کی ادارت میں امرتسر سے شائع ہوتا ہے۔ افراد قریش میں اتحاد و اتفاق کا رشتہ قائم کرنا اس سالہ کا مقصد اولیٰ ہے۔ لیکن اکثر مضامین عام عالم اسلام پر ترقی و بحبودی پہلوئے ہوتے ہیں۔ قابل قابل باصلاح ہے۔ چندہ مدللانہ متمول حضرات سے ردم متوسط احباب سے) طلباء سے رعایہ نمونہ مفت رونق منزل امرتسر سے مناوا ہے۔

القریش۔ اس نام کا ایک اسلامی۔ تعلیمی۔ قومی اور اصلاحی رسالہ۔ افراد قوم میں اتحاد و اتفاق اور محبت و مودت کا رشتہ قائم کرنے اور نوجوان قوم میں صبر و استقلال، فیاضی و ثابت قدمی صلا و ایثار نفسی محنت و جفاکشی، احسان و مروت، خاندان کی عزت و مہمانداری کا سبق دینے اور رسومات بد و قبیحات سے بچنے کی تلقین کرنے کے لئے مولوی محمد علی صاحب رونق کی زیر ادارت ہماور رونق منزل امرتسر سے شائع ہوتا ہے۔ اور در آواں گو کہ ہر قریش نہیں، کی قسم کے محققانہ مضامین سے لیکر ترقی و بحبودی کی باتوں، ملک ہر قسم کی خبریں اور مضامین مہیا کرتا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ معمولی۔ سالانہ چندہ ردم متوسط رعایہ سے) طلباء سے رعایہ فی پرچہ (۸)

علیگڈھ میگزین علیگڈھ جلد ۲ نمبر ۵ تا ۷

## ہم مجبور تھے

شفاف خانہ میں داخل ہونے سے قبل بیماری کی حالت میں ہمنے مسودہ کاتب کو لکھنے کو دیدیا تھا۔ لیکن اس فرض شناس نے اسے ہاتھ تک لگایا جس سے ہماری تکالیف میں ایک اور کا اضافہ ہوا۔ مجبوراً شفاف خانہ سے واپس آکر مختلف اور نوآموز ہاتھوں میں مضمون کے ٹکڑے کر کے تقسیم کیا گیا۔ اس طرح کام تو ہو گیا۔ لیکن بدخط اور نوآموز ہاتھوں سے جو ہر ریزی بہت بُری طرح خاک آلود ہو کر ہمارے لئے ایک اور نئی کٹبا عوث ہوئے۔ القریش کی کٹبا ہری حالت بلاشبہ ردی اور بدترین ہو گئی ہے۔ لیکن ہم اسکے لئے مجبور تھے۔ قارئین کرام چشم پوشی کی درخواست ہے۔ ایڈیٹر

## شذرات

### القرین کا دو جسد

زمانہ کی انقلاب آفسری سے صیغہ صحافت جن پریشانیوں اور حالات کی نا موافقت کی بدولت انہوں کے زیرِ قلاب رہا۔ طباعت و مطبوعات سے سروکار رکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں، القرین جو محمد و مقاصد لئے ہوئے ایک ایسی قوم کی ترجمانی کے لئے مبدئ صحافت میں نکلا۔ جو بدولت لہوئی زمانہ اور تغیرِ عالم کے اس کردار بدل میں بھی بیدار نہیں ہوئی جس میں روسے زمین کا تختہ الٹ گیا۔ سلطنتیں بگڑیں اور نہیں، قومیں گریں اور اٹھیں، حالات نے کئی نقشے بدلے مگر وہ اسی پنیک میں مست و اندوختہ رہے جس میں خاموشی اور امن کے زمانہ میں تھی۔ اسے احساسِ زیاں نہ ہوا اور نہ اس نے پہلو بد لکر نیب رنگے زمانہ پر غصہ پڑائی جس قوم کی بے پرواہی کا یہ سسٹم ہو اس کے ترجمان اور ان کی حالت معلوم "القرین" بارِ صاف اس کے کہ قیامتیں من فرما فرمائے مکن (خدا اسے نادر سلامت رکھے) کی گرم گسری سے اسے گر لفتہ شانہ اساد ملنے کا فخر حاصل ہے مابقی کمزوری سے عہدہ برآ رہا قوم ہی جتنی چاہے کیگیس، وہ سب رنگاں اور بے سود ثابت ہوئی اقوامِ عالم کی اس تیر کا می اور بلند پروازی کو نشیمنی احباب نے دیکھتے ہوئے بھی قومی ارکان کی ضرورت و ہمت کا احساس نہ کیا تھا بے توجہی کا نتیجہ ہے جس کے کیا ہو سکتا تھا۔ کہ کار پر وازانِ القرین قوم کی طرح ہی پاموس ہو کر میگزین کو جنم کر دیتے اور میر کا چھوڑ دیتے پر لکھ کر قومی خدات سے دست کش ہو جاتے مگر نہیں انہوں نے عزم و استقلال سے کام لیا۔ حضورِ نظام کا عطیہ اور اسی نذر اور قسم جو دیگر ذائعِ آدن سے حاصل ہوتی رہی بیدار رہنے کی نظر کرتے رہے مگر نتیجہ دہی نیلکا جسکی امید نہ تھی۔

القرین نے اپنی ۹ سالہ زندگی میں کئی پہلو بدلے، چند روزہ اور غصہ دار، امی، شاعستانہ موزی، دو چوکوسس ترقی کر کے پھر ماسواہ شائع ہونے لگا، مسلمی ماسواہ میں ان جاہ و دستم و ترنگہ کی گم احباب کی خدات حاصل کیں۔ جنکی خبر کا کہ ایک زمانہ نال و کاسہ تاریخی، اہمیت سماجی، مذہبی اور ادبی سطح پر کی اشاعت سے قوم کو

ایک نقطہ پر لانچی کو شمشیر کی گزند کا سنا، دل موسم ہوا۔

اس طویل اور تلخ تجربہ سے اگرچہ اس قدر مودہ فرسائی ہوئی ہے کہ کچھ کر سکی نہیں چاہتا مگر یہ بہت سنی و کثر و ذیالی طبیعت کو دیا نہیں کرتی۔ بلکہ دل چاہتا ہے کہ سنا کر موجد پہلے سے بند تریں کرنے کے لئے اس میدان میں ہمت و استقلال کی ایک وجہ نکالی جائے، اور بفضلِ یہ عزم و عزم راسخ کے درجہ تک پہنچ گیا ہے، اگر حالات نے مساعدت اور نفسِ انردی نے یاری کی تو انشاؤ اسد لقاے دسویں جلد کے پہلے دجوزی مسئلہ، نمبر سے آپ اس کی ترتیب و تنظیم میں شاذار اور گولہ گوں تغیرات پائیں گے، اور اگر احباب کی طرف سے کچھ حوصلہ افزائی ہوئی۔ تو قرینِ صوری و معنوی حیثیت سے ایک محنت از سالہ ہوگا۔ یعنی طباعت و کتابت کی غری اور کاغذ کی عمدگی کے علاوہ مضامین میں پایہ کے ہو گئے، جس کا مذاقِ تقریر عالم نے پیدا کر دیا ہے، انکسین مسروق پر بدیرتہ الرسول کے عکسی فوٹو کا انشا کیا جا رہا ہے، اس صحافت سے القرین کی زندگی کا یہ ایک نیا دور ہوگا۔ خدا کو ہے یہ انقلابِ القرین کو اس آئے اور یہ تقریبِ خیر و برکت کا موجب آمین!

### القرین کے خفا میں نمبر

تقدیر شدہ چند سال سے اخبارات و رسائل کے مخصوص نمبر ہمارے کار و بار ہو گیا ہی اور عام طور پر ناظرین اسے پسند ہی کرتے ہیں۔ کچھ کسی ایک موضوع پر مختلف قابلیت و واقفیت کے لوگوں کی وماعی محنت ایک جامع کتاب کی صورت میں بہم پہنچ جاتے ہیں بیشتر فائدہ مرتبہ ہے۔ القرین نے بھی (رسولِ نمبر اور صدیقی نمبر) دو خاص نمبر شائع کئے تھے، جو ناظرین میں بہت پسند کئے گئے اور قدر و حوت کی نظر سے دیکھے گئے۔ ارادہ تھا کہ یہ سلسلہ مسلسل جاری رکھا جائے گا مگر واقعات کے بیچ و تاب میں انہیں کہیں کس ادا کے لیے کرنا میں نامقدم نہ رہ سکے، اب احباب کے تقاضے حضور آسمان اور کے دشنہ سارہ جناب میر کر است اسد صاحب تیرا لٹری کی بار کی ترکیب نے جس میں اس بارہ کو کتم عہدہ میں درج میں لائے گئے تیار کر دیا ہے، چنانچہ تجویز کیا گیا ہے کہ لٹری کی کا القرین نامی

مختلف عزائمات سے ایک عجیب و غریب مضمون "تشیخ" کی تائید میں بعض اخبارات میں شائع ہوا ہے، جس میں ایک نائب مقتصدہ کا ایک ایسے کے بیانات نقل کرنا ثابت کیا گیا ہے جس نے تشیخ کی روشنی میں دوسری زندگی پائی، اسلام اچی برہنہ ہو کر تاجی، معتقدین تشیخ اس کا زندہ نبوت پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن حکایات اور زبانی فصیح و سلیس سے زمین و آسمان کے قلابے ملا دی ہیں ہم اس مضمون کو لغویان کے تحت مدح کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ ان تشیخ خیالات باطلہ کو کن کن طریق سے سبائی کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں،

نمبر کے نام سے شائع ہوا اور علی التواتر عثمان نمبر، عباس نمبر، وغیرہ شائع کئے جائیں، لیکن کے احباب کی رائے ہو کہ القریش کو سرکار نظام سے جو عقیدت حاصل ہو وہ اس امر کی مقتضی ہے کہ نظم و ضبط کے نام سے بھی ایک خاص نمبر شائع کیا جائے جو ہمیں حضور نظام کے خاندانی و ذاتی حالات کے علاوہ نظم و ضبط اور دنیاوی نظام کا بھی مفصل تذکرہ ہو، اگرچہ اس کے لئے بڑے التزام کی ضرورت ہے تاہم انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ نظام نمبر محاسن خصوصی کے ساتھ باب و تاب شائع ہو، احباب دکن سے امید ہے کہ وہ اس نمبر کی ترتیب و تکمیل میں ہماری خاص مدد کریں گے،

مکرمی مولانا تاجی کوہ سوانظ نامی سو مارے عہد دست اجا کہ حقہ واقف ہیں ادبی دنیا میں آپ کا اسم گرامی عزت سے لیا جاتا ہے منظوم و منثور جو اہر ریزیوں میں آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ آپ کی ایک نظم "خطاب بے سلم" کے عنوان سے ہی اشاعت میں شائع ہوا ہے جو حکمت و موعظت سے پر ہے، ہم اپنی برادر نوازیوں کے بدل مضمون ہیں،

القریش کی طویل زیر حاضری اسباب۔ اسباب توحید القریش کے عنوان سے کسی دوسری جگہ تفصیلی طور پر لکھ چکے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین کرام درگزر فرمائیں گے۔ جن احباب کے خطوط کا جواب نہیں دیا جاسکا۔ ان سے مخلصانہ استدعا ہے کہ وہ قابل دریافت امور کیلئے مکرر یاد دہانی کی تکلیف فرمائیں۔

افسوس ہے کہ اب کارساختہ خلاف معمول ہماری بیماری کیوجہ سے بہترین شکل و صورت اختیار نہیں کر سکا۔ کیونکہ ترتیب و تنظیم اور تحریر مضامین بالکل نوا موزاقت سے ہوئے ہیں، ملاحظہ کرنے والے احباب ترتیب مضامین اور ظاہری شکل و صورت کی طرف نہ جائیں بلکہ فرمائش خریداری سمجھا کر ہماری اساد و اعانت اور شکر گزاری کا موجب ہوں۔

خط و کتابت میں خساریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔  
(میںچہ)

ان سادہ بین خصوصی میں سے جن کے زیر دہیتی خیالات اور معلومات سے القریش کو استفادہ حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے مولانا سید محمد سعید احمد صاحب فرحتی عباسی کا اسم گرامی امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی قلمی امداد و اعانت نے ہمیں بہتر سے بہترین تاریخی مضامین کی اشاعت کا موقع دیا۔ جن کی اشاعت میں ایک مدلل و مبسوط مضمون "آوان د کو کبر مشرعی نہیں" پر شائع ہو چکا ہے، جو بعض سخت ترین غلط فہمیوں کے علاوہ ناظرین کی معلومات میں پیش قدمی اضافہ کا باعث ہوا، اس پرچہ میں "تفتیق الاقدام" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوتا ہے جو بعض مہذب و نژاد اقدام کی اہلیت پر دشمنی و انتہا ہے اور تاریخی حیثیت سے ایک محققانہ مضمون ہے، مولانا کی تاریخ دانی اور قابلیت مسلمہ ہے، ہم آپ کے مشکوٰۃ میں کہ آپ باوصف کثیر الشغل اور عظیم القوت ہو سکتے "القریش" کے لئے کچھ نہ کچھ لکھنے کی تکلیف کرتے رہتے ہیں،

منشی محمد حسین صاحب بنا لوی کے اس اعتراض کا جواب کہ "مشتہ نام میں لکھنا لکھا کیوں نہیں کیا جاتا" اگست کی اشاعت میں دیجی ہوئے وعدہ کیا گیا تھا کہ "ان اگر کم عند السدائف کم" پر ہم کچھ آمیزہ لکھیں گے تاکہ اس مسئلہ میں آپ کی مزید نسل ہو جائے، چنانچہ صاحبزادہ مولوی سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری کا مضمون اسی اشاعت میں زیب عدائی ہے امید ہے کہ احباب مولوی صاحب کے عالمانہ خیالات کو مستفیض ہو سکیں گے،

# القرآن

## ہمارے رہنما

### کشتگان اتحاد و دیان سولاج مسلم لیڈران کیلئے وعید

کفار و مشرکین سے سخت و تیرہ سو سال سے قائم ہونا اسلام نے اس کو جائز نہ کر دیا۔ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ میں کشتگان اتحاد و حامیان ہندو راج کے لئے سبق عبرت موجود ہے، غائبہ آیا اولی الابصار

لکھا ہے،  
”اسلام و کفر مذہبیک دیگر اند۔ اثبات کے موجب رفع دیگر است، احتمال جمع شدن این دو ضد محال است و عزت دادن کے راستہ میں خواری دیگر است، حق سبحانہ و تعالیٰ صلیب خود را علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ میفرماید یا ایہا النبی جہاد الکفار و المنافقین و اغلظ علیہم پس پیغمبر خود را کہ موصوف بجلالت عظیم است۔ جہاد و کفر و منافقت برایشان امر مستحکم معلوم شد کہ غلظت برایشان داخل خلق عظیم است، پس عزت اسلام و خواری کفر را کہ کفر است۔ کسیکہ اہل کفر را عزیز داشت اہل اسلام را خوار ساخت، حق سبحانہ در کلام مجید (یا ایہا اللذین امنوا لا تتخذوا دینکم

خیر القرون کے رہنما سیاست دان اور بیرون منزل میں اسوۂ مصلحت فائدہ دہی کو مراط مستقیم سمجھتے ہوئے اپنی زندگی خدمت اسلام بن کر دیتے تھے لیکن مجدد حاضرہ کے رہنما دلینہ محض نام و منو بنادی و تار کے حصول کی دیوانگی میں طوق و سلاسل کو امتیاز و غصہ بنا کر لپیڑی سمجھتے ہوئے ہیں۔ یہ کفار سے رشتہ محبت ہو مدت قائم نہ اور ان میں دین و نجس لوگوں سے جن کے متعلق قرآن کریم انما یزکیکم لعلکم تشارعوا و یفصلہ دیا ہو اخوت و اتحاد کا گہرا تعلق جوڑنے لچا لیسے پریشان ہو رہے ہیں کہ مساجد کی بجز مسمی اور قرض اندازی شیعہ کے خلاف چیلنج، والے دو جہان کی توہین، کلام پاک کی ہر جیسے امور کو فردعی اختلافات سے زیادہ وقعت نہیں دیتے، قمار کی دوسری کوششیات اخروی کا عودۃ اللفی اور ہندو راج (سولاج) میں خلق اسرار و طاغوت رسول امر مستحکم دیتے ہیں، انہیں ہم بصیرت و اگر کے احکام مسترانی و سران ربانی کا مطالعہ پابندی، کیونکہ فسک و غرور جل کے نزدیک ان کا یہ کام بچوں کے سے زیادہ جلیف نہیں رکھتا۔ مَا هَٰذِهِ اِلَّا حُلَاوَاتُ الدُّنْيَا هُوَ وَ لَبَّكَ وَاِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَہِیْ خَیْرٌ لِّمَنِ الْحَسْبُ وَ (ذکر)



## اسباب تقویٰ قریش

لباعت و ملبوعات عموماً اور موقت الشیوع رسائل و اخبارات خصوصاً اور ان میں سے بالخصوص محدود مقاصد کے پیچھے جس امید و حیم اور پریشانی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہیں میں اجاب سے پوشیدہ نہیں۔ حالات حاضرہ کے مذاق عامہ کا رخ کچھ ایسا بدل دیا ہے کہ رجحان طبعی تازہ تازہ بلکہ تیز و تلخ قبول کا جو یاں رہنے کے سوا کسی دوسرے لطیف معطوف نہیں ہوتا اس مذاق نے قومی اور محدود مقاصد کے پرجوں کا میدان ترقی مستعد رنگ کر دیا ہے۔ وہ کسی توفیق و تشہیح کا محتاج نہیں مالی شکلات کا روزگار روز کی بیماری ہے جسکا کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ ان شکلات کے طواف الیڈیٹر کی ویرجی علالت کی معیبت، تقریش کے رستے میں کچھ ایسی سبب راہ ہے۔ کہ ہمیں دو دو افشو کے پر پہ اکٹھے کر کے نکالنے پر ناظرین کرام سے بار بار شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ شروع سال میں اسبات کا وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ ہم آئندہ تقریش کو پابندی وقت کے ساتھ شائع کرتے رہیں گے۔ اور ناظرین کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دینگے مگر

دہی ہوتا ہے جو منظر خدا ہوتا ہے

سال رواں میں تقریش کی اشاعت کا اہتمام انہی وجوہات کے کچھ ایسا ناقص رہا ہے۔ کہ ان کے اظہار کیلئے زبان قلم نحل و شرمندہ ہے۔ اگست دسمبر دو نومبرینوں کا یکجا پیرچہ نکالنے کیلئے ہی انہی وجوہات سے ہم مجبور تھے۔ اور اس کے بعد سلسلہ بیماری ایسا طویل ہوا کہ اکتوبر نومبر دو مہینوں کے پرچے شائع کر کے ہمیں دو مہینے کی طویل علالت کے بعد ہی جب اخذ ہوا۔ اور انہیں کسی کام کے قابل نہ رہیں۔ تو مجبوراً ہمیں شفا خانہ میں داخل ہونا پڑا۔ چنانچہ کئی روز خانہ ہی علاج کے بعد پریشین ہوا۔ اور برسر علالت پر معیبت کے دن گن کر کاٹنے پڑے۔ ۲۰ نومبر کو دل سے اجازت ہوئی۔ اب روزانہ دواؤں کے ملاحظہ کیلئے جانا پڑتا ہے۔ ابھی انہیں اس قابل نہیں ہوئیں۔ کچھ کام کاج کیا جا سکے۔ ترتیب یافین اور یہ معذرت ہی کسی دوسری قلم سے مدد حاصل کر کے کی گئی ہے۔ اسلئے ناظرین کرام سے غلط فہمی ہے۔ کہ مہربانی فرما کر وہ ان ہمدردی مبسوروں کو نظر انداز کر کے۔ شکریہ کریں۔ کیونکہ ان لوگوں میں ہم بے اختیار تھے۔ قارئین کرام کی یہ کہ اس طرح پورا عطا

وعدہ کھار دلیا۔ الخ دیامہ مدح اس (خدا) کھار دشمن خود دشمن پیغمبر خود فرمودہ است، پس افراط و موالت باری و شمسٹان خدا و بول اواز اعظم جنایات باشد اقل ضرر در مصاحبت و مخالفت این دشمنان آنست کہ قدرت ابراء احکام شرعی در رفع رسوم کفری زبون میسگید و دھیائی موالت مانع آن سے آند و این ضرر بسیار عظیم است، دوستی و الفت با دشمنان حسدا منجر بدمنی خدا سے عزیز و جل و دشمنی پیغمبر و علیہ الصلوۃ والسلام میشود، شخصے گمان میکند کہ او از اہل اسلام است و تصدیق و ایمان با سر و سولہ دارد و کائنات اند کہ این قسم اعمال شنیعہ دولت اسلام اور پاک و صاف می برد لغو و با شر من شر و الفساد من سنیات اعمالنا سے

خواہہ پندار کہ مرد و اہل است

حاصل خواہہ سجز پندار نیست

کار این نابکاراں استہزا و سخنیہ باسلام و اہل آن و منتظر اند۔ اگر توبیا بند و دار ازال اسلام بر آرد یا ہم را بقتل برساند یا بکفر بازگردانند پس اہل اسلام را ہم شرمے در کار است، کہ انجیبا تو من الایمان

یہ شرمے و شرمے ان کرم کی اس مسئلہ میں ایک کہلی ہوئی تقریر بنا۔ جس میں کھار دشمن گن کے ساتھ موالت و مخالفت رکھنے انوں کے لئے ایک عیب ہے۔ اسلئے کاسن کر نام تہاد لیدران بہ ننگہ میں اس کو مصلحت اندر کرنے کے لئے روشنی ہوتی، و حیلان حل طویر ہے۔ مگر اگست ان لیتقہوہ و فی اخذ انہم سم رائے اخذ انہم و ستر (اور ان کے دلوں پر تہہ پر دے ڈالنے) یہاں کرش کی آنکھ بیکار ہو گئی ہے اور ان کے کان پر سے ہو گئے ہیں (کیا)

یہ کہ نیکی تجویز کی گئی ہے کہ ہر پندار کو اسکی اصل مباد سے دوا بعد ہی پائے جائیں۔ جن مخالفین کا سالانہ چندہ ماہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ (کو بجائے جنوری کے مارچ میں وی پی ار حال کے جائینگے) یہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ یہ مشکلات پیش نہ آئیں گی۔

# کلام الملوک الملک الکلام

یعنی اعلیٰ حضرت حضور نظام فرما فرمائی وکن ایسا برائے کلام بلاغ و نظم

## کلام الہی

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا

### قطعہ

مصلحت تھی یہی حضرت کے یہاں آنے میں نیرنگی تانہ رہے دہر کے کاٹنے میں  
جب ہوا صبر و عزم جلوہ نما اسے عثمان سسر نگوں بت پے سجدہ ہوئے بھلنے میں

### قصیدہ

ہوا اسے پیر بے گدگلی تازہ و مبدیہ اینجا  
تو ظن کرتے تو درنظمی کہ کس جا کے سجدہ  
سے چون بار یاب رودن سن کسم او بگشت  
الا اسے ازمان خلد فتح باب آسان شد  
در تو سجدہ کا پے جن دہش در و غلامی است  
نہ ہے اسے جسیر عصیان شرافت شد خود  
نہ من تنہا شد مجھ جانش بکدای عثمان  
ہجائے سسر بہ عثمان محمد آرسید اینجا  
رسول اینجا نبی اینجا ولی اینجا شہید اینجا  
نذایں دربار اس با شد کئی گفتا و سفید اینجا  
ریاضین طیبہ نسیم گو کہ می باشد کھید اینجا  
امیم ہر زمان گو کہ جانشی نا امید اینجا  
ظہین احمد مرسل یہ ہیں کلام سسر اینجا  
زخو و زشت صفر و سید و بایرید اینجا

مطلع

مقطع

### دیگر بہار

یاد رون چن موسم این بہار بس  
ہر نفس کہ در چن بہر نغسارہ می دو و  
بلبل افشع انسان متری اندب البیان  
رسم اداسے تہنیت نعمہ مطرب ازل  
رحمت کو جہاں کوئی مقصد تلک جانائی  
باد صبا بیا بیا ہم برساں سلام ما  
بر سر رودن ات شہا عثمان از انتہا شوق  
باعث ز تمنا سخن شیخ و گل و نگار بس  
محو خوش سہمی کند شوقی لالہ زار بس  
شاخ بر شاخ می زند نعمہ صد ہزار بس  
گشتہ نوید جانفزا از ہمہ سہاں و تار بس  
کز تو مراد ہمارد بے حد و بے شمار بس  
در جسم شہر رسل احمد ذی وقار بس  
ہجو سطر نے سندہ از دل و جاں نثار بس

مطلع

مقطع

دیگر

مطلع  
درد دل را گردانی یا حبیبم  
از صہذاں تجده برتر دینہ ام  
وقت مردن جاں باسانی دہم  
باعث آہ و فغان من شدہ  
چوں تو شافع داد عثمان را بحشر

مقطع  
تا بہ کے دور از تو باشم کن قرب  
تو شہنشاہ عرب ہستی و من  
عرض من بہر زیارت کن قبول  
درد و حیران را فہم را حیرانہ  
خاک بوس طیبہ اے عثمان شدم

مقطع  
لے آنکہ لطف عامت لاجد لاحبابا  
مال شہ کام و مفضلہ ناست نسیم کوثر  
اسے در کرم جو دریا۔ اسے نہ نوال تیاکتا  
شاہ عرب تو ہستی عالی نسب تو ہستی  
ہستم از گناہاں بجلت زدہ چو عثمان

نابینا دیکھ کر  
گویم از وصف تو ریزم طہر او  
حرکت گیرد ہر کہ در لغت بول  
تا امت ہم نہ گردہ شرح او  
قطع با شد ہم زبان ہم جو جہ او

(شرح و تخطی مبارک) اعلیٰ حضرت بگوئے امت کے اہل علم کے

### قطعات

دور اول کا ذرا کھینچد سے پھر وہ نقشہ  
پھر بنا اہل کلمات کو شہید لغت  
کیا نہیں ہے تو شہید ابن علی ہو و آفت  
لئے مطلق نہیں اسرار خودی سے وقف  
ہمنفس! اٹھ خبر فتح صد اقت آئی  
پھونکے سے صور کہ اب حشر کی ساعت آئی

سارے عالم میں ہو توحید کا پھر وہ چہر چا  
پھر اسی لئے میں دکھا زمزمہ پیرا ہو کر  
کیا نہیں ہے تو بلال حبشی سے واقف  
قطرے قطرے کو ترستا ہے تو دریا ہو کر  
وہ شہیدوں کے قدم لینے کو جنت آئی  
مردے اٹھ اٹھ کے کہیں آج قیامت آئی

# انکم عند اللہ التکرم

(از جناب صاحب زادہ مولوی سید محمد فضل شاہ صاحب جلالی)

بند و عشق شدی ترک لب کن جانی

کہ درین راه فلان ابن فلان پیر نیست

اگر ایک شخص شریف لب ہو، اعلیٰ خاندان کا ہو لیکن اس کی ہلاکتی حالت خواب اس کا کیر کڑ مشکوک اور کس کا چال چلن برا ہو۔ اس کے مقابل ایک دوسرا آدمی معمولی خاندان کا شرافت لیبی کے لحاظ سے ناقابل ذکر مگر اپنی خدا داد قابلیت اور شرافت ذاتی کے لحاظ سے ہزاروں میں سے ایک متقی یہ نیز گار اور بہرہ و اوصاف متصف ہے، ایہم دونو کا مقابلہ کرنے میں ایک کو دوسرے پر ترجیح خود بخود نہیں دیتے۔ بلکہ شرف آن کریم صبی جامع کتاب کی مدق گردانی کر لے سے ہیں مزین لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ حسنہ کے نزدیک وہی حکیم والا تعظیم والا عزت والا ہے جو متورع ہو۔ جسکی اخلاقی حالت مسلمانوں کی اسرار میں قابل تعریف و توصیف و لائق تحسین و ستائش ہو، مثال کے طور پر ہمسہ بلال حبشی رحمہ اللہ اور ابو جہل کے نام میں کہتے ہیں استفہانہ ایک سیاہ فام غلام تھا لیکن اسلام کا ذاتی رسول کا سفید آبی طرح کی تکالیف میں مبتلا رہا۔ شہتہ شہم کے مصائب کا شکار ہوا۔ مگر اپنے صیب کے مسلک سے روگردانی کو گوارا نہ کیا۔ آزاد ہوئے پر آذان کی خدمت پر متعین کیا گیا۔ کوئی خوش گونہ تھا۔ آواز اور صورت میں کوئی دل آویز نہ تھی، لہجہ غیر فصیح و فصیح اسے عیب کے مقابلہ میں نرا عجیب، مگر اس کے دل میں سچا درد تھا۔ اسکی آواز میں سوز و گداز تھا۔ اسکی بھڑائی اور غیر خوش آئند آواز ناسلوں کے دلوں میں اتنا اثر کرتی تھی۔ کہ کسی بڑے سے بڑے عرصہ انکسار کی آواز بھی اتنی موثر اور دلکش نہوتی۔ ابو جہل رسول اکرم صلی علیہ وسلم کا چچا بنی ہاشم میں سے ایک ممتاز شخص و ظاہری لطیف اور عسکر و جاہ میں کئی ایک امراء و رؤسا سے انتخاب لیکن سیاہ دل۔ کفر اور ترک کا دلدادہ، اسلام اور ہائے اسلام کے نام سے مختلف معجزات و خوارق عادات کو سمجھا و جواب دے سے تعبیر کرنے والا۔ اور سب سے بڑھ کر مخبر صادق صلی علیہ وسلم کا خوشخوار دشمن۔ آپ کے تسلی کا بیڑا، ٹھلے

والا اور ہمسہ کے نام سے مشہور تھا

اگر شرافت لیبی کا کوئی لحاظ ہوتا تو شریف قوم ابو جہل کو ایک حبشی نرزا و غلام پر ترجیح دیتا۔ مگر مسالہ درگوں ہے۔ ابو جہل کا نام نفرت اور حقارت سے لیا جاتا ہے اس پر لعنت کی جاتی ہے اور بلال کی پاک زندگی ضرب المثل بن گئی ہے، اس کا سنو اور درد زبان زد ہے وجہ یہ کہ ابو جہل رذیل اخلاق کا تھا اور پرلے درجہ کا متغنی۔ شرارت پسند، حاسد اور سستی القلب، اور بلال اسلام کا جاں نثار۔ نبی اُمی کا تابعدار، صاحب ذوق اور اہل درد تھا۔ یہ مثال تو اعمال سے تعلق رکھتی ہے مگر شرف آن کریم کے قوانین ایسے ہیں جنہیں ہر ایک مہذب و مستقر قوم نے اپنا دستور العمل بنایا اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ عزیز مذہب والے بھی رفتہ رفتہ شرف آنی احکام کے دلدادہ ہو رہے ہیں اور ان پر عمل کئے بغیر کوئی مفر نہیں دیکھتے، ہمارے سامنے اس قسم کی سنگین نظر آ رہی ہیں۔ ہم سوچ رہے ہیں شرافت لیبی اور شرافت ذاتی کو لیتے ہیں، ایک بیچ قوم کا شہدہ اپنے ذاتی کمالات کی وجہ سے ایک بڑے جلیل القدر معبد پر ممتاز و مغفوع ہے، ادا ایک شریف قوم کا رکن ہے علی بے ہنری کی وجہ سے بھیک مانگتا سفر آتا ہے جو ذیل ترس کب ہو ایک معمولی خاندان کا آدمی عزیز معمولی محنت و مشقت برداشت کر کے دار و ستہ میں دیانت و امانت کو بھوک و کھار اڑاؤں میں شرف میں بسا رہا دشمن کو اپنا نصب العین بنا کر آج کو روٹی کھاتا ہے اور ایک سوداگر کا بیٹا جسکی دوکان پر لاکھوں کا مال تھا اور جس کے اباؤ اجداد نے کرڑوں روپے تجارت سے پیہ اکٹھے تھے۔ اپنی بے توجہی جیسا سنی اور فضول خرچی کی وجہ سے ناب جوئ کا محتاج ہو رہا ہے اور در بدر دست سوال دراز کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اب طرہ یہ کہ باوجودیکہ مسلمانوں کو خداوند کریم نے روح الامیں اور خیر فادان صلعم کی رسالت سے اس تغاخر سے منع کیا ہے اور خود نانا بھی ہمیں سبق دے رہا ہے کہ شرافت لیبی تب تک ہے جب تک تمہاری شرافت ذاتی قائم ہے، ورنہ اسلام کے کارناموں پر ناز۔ اباؤ اجداد کے محاسن پر گہنہ بالکل فضول اور بے فائدہ ہے اور اس سے کسی قسم کی بہتری کی توقع نا حاصل ہے

کونی بڑی اور اہل اولیاء اللہ کے ناخلف اس پر ناناں کہ ہم خواہ جو کچھ کریں عیش و عشرت میں منہمک رہیں۔ مگر حادیہ خد گوں کی ریاضت اور عبادت حادیہ ضامن اور کفیل ہوگی۔ حاشا وکلا ان کا یہ خیال بالکل یاد رہا اور پوچھ ہے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے نفس کی غیر منانی چاہیے شفاعت برحق ہے اور جب بدیہ انبیاء اولیاء علما و صلحا، قیامت کے دن داد و عشرت کے سامنے اپنے اپنے متعلقین کی سفارش کر نیکی مگر صرف انہی ذات پر بہرہ رسد اور اعتماد دیکر خود ناکارہ ہو جانا بالکل فریب و مصلحت نہیں۔ آنحضرت صلیع باہیں حکومت و حصول مایع عبادت میں ہر وقت مصروف رہتے اور افلا کون عبد اشکوا سے لوگوں کے اس سوال کا کہ جب خداوند کریم نے بندہ کو قطعاً ایک نسبت مغفرت کا اعلان کر دیا ہے تو پھر آپ کیوں اتنی تکلیف بڑھاتے کرتے ہیں اور دن رات عبادت میں مشغول رہتے ہیں جواب دیتے، تو ہمیں کیوں نہ ایسی حالت میں کہ ہر طرف سے ہم پر گناہوں نے احاطہ کر لیا ہے اور نفس و شیطان ہمارے وجودوں پر قابض و تصرف ہو گئے ہیں۔ تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرنی چاہیے، اور ان الحسنات بذہن السیئات اعمال صالحہ اور افعال حسنہ کا خرگنبر معاصر اور گناہ کی حسرت اور سزا سے بچنے کا کوئی ذریعہ بنانا چاہیے، اور اپنے دوسرے لاعلم احباب کو بھی خبردار کرنا چاہیے، کہ تقاضا خیر بھی اور شرارت بھی کے گنہگار کو وہ دور کے ذاتی شرافت اور کمال سپید کریں۔ تاکہ دنیا اور دین دونوں میں سرخرو اور کامیاب ہوں،

بر رسولان بلاغ با مشد ولس

نظر آئے ہیں اول تو کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو صرف کھڑے پڑنے یا فتنہ کرانے کو ہی اسلام سمجھ رہے ہیں اپنا نام مردم ستاری کے سوت پر مسلمانوں کی فہرست میں لکھا دیا۔ اور جنت کے درگاہ پر بننے جانا کلام اسلام اس سے بہت بلند اور ارفع ہے اور جب تک اس کے احکام کی پوری پوری تعمیل نہ کی جائے، تب تک مسلمان کہلا نا محض جہالت پر مبنی ہے، یہ تو جہالت کی حالت ہے اب ہمارے اہل علم و فضل کی کیفیت ملاحظہ ہو۔ ایک مولوی صاحب نے کچھ گنتی میں رٹ لیں۔ اب نماز روزہ کو چھوڑ دیجئے اور کسی کے معترف ہونے پر من گھڑت جہاد دیا۔ کہ کلام کا وجود دوزخ میں نہیں جلیگا۔ عیسیٰ ہمیں ہر جگہ کام و لگا۔ ایک بزرگ کے صاحبزادے بڑی جھٹ زشاہدوں اور کاسہ لیوں کی بلے جا خوشامد سے ایسے بگڑ گئے۔ کہ اس عبادت اور زہد کو جس کو جو ہے ان کے اسلاف کا نام جہان میں روشن ہوتا تھا۔ یک بھٹ جواب دیا۔ تو اس سن بچائے خود صاحبزادے اور شرفی بھی ایک قتلہ ترک کر دیا۔ اگر کسی نے اس بے دینی کا جواب پوچھا۔ تو فرمایا کہ گئے۔ کہ ہمارے اسلاف ہمارے کفیل ہیں اور ہماری مغفرت کے ذمہ دار۔ حالانکہ حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ بے عمل عالم صاحب سے زیادہ باز پرس ہوگی۔ قانون دان طبقہ سے اگر کوئی حرم مسخر ہو تو بد نسبت نا واقف اور معیار فرد کے ان کے اس طرز عمل پر باقاعدہ اور پرزور نوٹس لیا جاتا ہے اور سیدۃ النساء اول الجنۃ خاتمۃ الزہرا کو تو یہ ادعا نہ ہوتا ہے کہ میں اس گنہگار پر زہا کہ میں اس شخصہ (الرسول کی بیٹی) ہوں۔ اور مجھ سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ بلکہ ہمیں اپنے اعمال کی خود جوابدہی

ہر ایک سیلف وائرس ہند ۲۲ نومبر کو حیدر آباد دکن نشر لے گئے۔ جہاں آپ کا نہایت پر تپاک خیر مقدم ہوا۔ شہر کی آرایش میں پوری کوشش سے کام لیا گیا۔ شام کو چار محفل میں آپ کی ضیافت کا اہتمام ہوا۔ رشوی کا استی ان نظام کیا گیا، اور محل کی آرائشی و آئینہ بندی میں بھی بلیغ عمل میں لائی گئی۔ حضور نظام عند اللہ ملکہ نے ہر ایک سیلفی لہ و ویڈی کے خیر مقدم میں تہنیت فرمائی جس میں معزز مہمانوں کا بام منت تجویز کیا گیا۔ اس کے بعد حضور الیہ کے سے مہمانی تقریر کے دوران میں شہر یار دکن کی ان خدمات جلیلا کا اعتراف فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پچھلے دنوں ہر ایل ٹینس پرنس آف ویلے جب وہ اعلیٰ مرتبہ ملک مدنی کے نمائندہ کے کی شہریت سے

پورے طور پر تسلیم کیا جا چکا ہے۔ بلکہ وہ سلطنت برطانیہ کے ساتھ ہندوستان کے اشتراک عمل کی تاریخ کا ایک جزو لا ینفک ٹکڑی ہیں۔ اس کے علاوہ حضور مدوح نے آصفیاء عا دس کی انتظام حکومت کی عہدگی پر مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں نے آپ کی حکومت کی ان سرگرمیوں کا تذکرہ انتہائی لچھی سے ساتھ سنا ہے جو آپ اپنی ریاست کے فواید اور رعایا کی فلاح و ترقی کے لئے عمل میں لارہے ہیں۔ تمام وہ لوگ جو ہندوستان کے تعلیمی مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ کی عثمانیہ یونیورسٹی کی سکیم کو نظیر استعما دیکر اس کے پھر آپ کے سلسلہ کام کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ مجھے یقین ہے کہ ہر ایک سیلفی بیٹی ریڈنگ خفا خانہ کے اس مہتمم بالشان سکیم میں بہت

# خطایہ

(از جناب مولانا امجد علی گڑھ سوار نظامی)

عالم تیرہ میں تو شمع شبستان ہو جا  
تیرہی مہتی سے ہوا راز حقیقتِ دشن  
باد و کش جمع ہیں خنڈائے عشقِ فی میں  
زندگی تیرے لئے کامش بیجا تو نہیں  
راحتِ دل ہے ذرا غور سو من بانگِ سحر  
ملیتِ دینِ حنیفی کا بھتی پر ہے مدار  
مژدہ گل سی ہوا اور گلستا کو فروغ  
ہے ترا کو کب اقبال چمکنے والا  
زمرہ سنج ہے اب قوۃ ادراک تیری  
حسنِ معنی ترے انداز حقیقتِ کاکش  
ہے ترا دستِ جنوں سلسلہ جنباں اُنیل  
شادمانی ہے ترا جو ہر ذاتی ایہینق  
ذکر رب و ملیں ہو اور فکرِ معیشتِ لعل  
اپنی کوشش سی تو گروا تباہی سی کل  
تاب ہو سی کو نہ آئی تھی بجھے آئیگی  
مور و خلق ہو اور مہبطِ انوار تو بن  
مضطرب کیوں تو سکندر کی طرح پہر تا ہو  
قدسی الاصل سی تو تجہ یہ خدا کی رحمت  
پر تو خود سے ہے ہر قطرہ شبنم کو صال

نیر نور نسزا عالم رخشاں ہو جا  
گل نہو گل سی تو بہتر ہو گلستاں ہو جا  
ساعتِ شام نہ بن ساقیِ دلشائے جا  
صفتِ نگہتِ گل اب تو پریشاں ہو جا  
افقِ خواب سی اٹھ نیر تا بان ہو جا  
مازش خلق ہو اور حاملِ قرآن ہو جا  
جامہ گل سی نیکل روحِ گلستاں ہو جا  
تالشِ نور نگاہِ عربستاں ہو جا  
رؤنقِ بزم ہو تاجِ سرایماں ہو جا  
اس لئے اب تو فزائے ادبستاں ہو جا  
عشق میں روکشِ مدتیں ہیماں ہو جا  
مثلِ غنچے کے دمِ صبح تو خداں ہو جا  
کب اخلاق سے تو معنی انساں ہو جا  
ما خدا کا نہ کبھی مور و جاں ہو جا  
منطقِ نور ضیائے رخِ یزداں ہو جا  
اصفِ رخِ نہ بن بلکہ سلیمان ہو جا  
رشنہ آب نہو چشمہ حیواں ہو جا  
راحتِ چرخ پہ تو اب تجستاں ہو جا  
تو بھی رحمت میں فنا سوختہ ساماں ہو جا

مقطع - اس کا خلق ہو نامی ہے مسلمان بھی ہو  
وہ فرشتہ ہو کہ تو صورتِ انسان بھی ہے

مثلِ غنچے کے دمِ صبح تو خداں ہو جا

اب صبا و بزم سے آئیگی گلستاں ہو جا

# سلاطین عثمان

## بانی دولت عثمانیہ

کرنا خالی از دھچھی ہو گا۔ شیخ ادبالی جو ایک برگزیدہ اور تکریم باحد  
بزرگ تھے علاقہ آتیکچو کے قریب ایک گاؤں ایونی میں سکنا  
پذیر تھے۔ انکا علم و لدوزع، زہد و تقویٰ اور بزرگی کا دور  
دور سفر ہوتا تھا۔ اطراف و جوارب سے لوگ انکی زیارت کرتے اور  
برکت لینے کے لئے آتے، یہی عقیدہ مندی عثمان کو بھی ان بزرگ  
کی خدمت میں لے جاتی۔ روز قرہ کی حاضری میں ایک دفعہ الب  
اتفاق ہوا کہ عثمان کی نظر شیخ کی مہم حال لڑکی ملکہ خاتون  
پر پڑ گئی۔ دل و جان سے شہید ہو گیا شان ارادت مندی میر  
شیخ و محبت کی چاشنی کی آمیزش ہو گئی۔ ایک نغمہ موعظ پاک  
عثمان نے شیخ ادبالی سے اظہار محبت بھی کیا۔ لیکن شیخ نے یہ کہہ  
دیا کہ اس کا ہر تہ نہیں ہے۔ شادی سے انکار کر دیا۔ ظاہر ہے  
یادو سی عثمان کو شیخ کو اس جواب سے ہوئی ہوگی۔ لیکن محبت کا دست  
باعدی سے میدان محبت میں جا رہا۔ شیخ کے اس آرزو شکن جواب  
اس کے عزم و استقلال اور ثابت قدمی میں مذاکرہ دی نہ پیدا  
رفتنہ و نشتہ شیخ کے دلہن کے قوت و ثبات کا اثر ہوا اور ایک عجب  
خواب نے جسکی تعبیر خوشخبر لے بنائی۔ دونوں دار فکدان تجدد  
کو ہوشی کے لئے علا دیا۔ ایک رات عثمان شیخ کا مہمان تھا جو ہم نام  
و محدودی اور اپنی بوی عجبہ و لواز کے تصور محویت میں اسکی آنکھیں  
گئی اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ شیخ ادبالی کے قریب سو رہا ہے  
و نقاشی کے سبب فیض تجدد سے ایک چمکدار چاند نکلا۔ اور شیخ  
کے سینے میں اتر کر غائب ہو گیا۔ سوڑی دیر میں اس کے سینے  
ایک درخت نکلا جو نہایت خوبصورت اور پاکدامن معلوم ہوتا تھا  
و نیچے و نیچے اسکی مضبوط شاخیں دستے اور اس کی روح افزا شاخیں  
کامیاب دنیا کے تین حصوں پر محیط ہو گیا۔ اسی درخت کے نیچے  
عظیم الشان تہاڑ اس زمروں سبز پتوں کے گنبد کو چاروں  
ستونوں کی طرح تہاڑا رہے ہوئے ہیں۔ یہ تہاڑا کوہ کلس۔ گار  
تاری۔ ہمس ہر۔ درخت کی جڑوں سے جاری رہا و جلد۔ و

ادل طغرل کا بیٹا اور سردار سلیمان شاہ کا پوتا تھا۔ یہی نامی  
بادشاہ سلطنت عثمانیہ کا بانی اور اس کا پہلا فرمان روا تھا۔ ارل  
طغرل نے اپنے کاروائے نمایاں کے صلہ میں جو سلطان علاء الدین  
سلجوقی کے نائب ہو چکی حیثیت سے انجام دے تھے۔ ایک بڑا  
نذیر عطا و سلاطین کو ملک میں حاصل کیا۔ جو سیکچر کا علاقہ  
کہلاتا تھا۔ ایک عظیم الشان معرکہ کی یادگار میں جو لوہانوں اور  
مغلوں سے بردسا اور منچو کے درمیان ہوا اور جس میں ارل طغرل طغر  
رہا۔ علاء الدین سلجوقی نے اس علاقہ کا نام سلطان اولیٰ (سحا  
سلطانی) رکھا۔ اور ارل طغرل کو بطور جاگیر کے عطا فرمایا۔ اس صوبہ  
میں بحر شمت زر ریز میدان اور بہاڑی دھلوان پر سینکڑوں سرسبز  
جسرا لگائے اور انگورستان بنے۔ بلند میدانوں کی زرخیزی  
زمروں میں سرسبز سی و شاہ ادبالی و تمدنی مناظر کی دلغوب خوبی آج  
تک سیاحوں کو محو حیرت کر دیتی ہے،

ادل طغرل (صیقل القلب) جب تک زندہ رہا۔ اس نے ہمیشہ اپنے  
آپ کو سلطان علاء الدین کا ماتحت ہی ظاہر کیا۔ لیکن زمانہ نے بلایا  
کہا یا۔ اور سلطان کی وفات کے بعد اس کے نامور مندر زند عثمان  
نے ماتحتی کا جو اگدھ سے انکار چھینا اور اپنے آپکو ایک آزاد حکمران  
بنایا۔ طغرل سلطان سے قبل ہی اس دار فانی سے رخصت ہو  
چکا تھا۔ اب عثمان کی جنگجو ادب و بہادری و نہایت طبیعت کی جولانی کے لئے  
میدان کھلا ہوا تھا۔ اس نے اپنے علاقہ کی رعیت کے لئے بڑی بڑی  
لڑائیاں لڑیں۔ معرکے سر کئے اور جسہ دو کو روز مسندوں پر ترقی دینی  
شروع کی۔ اگرچہ وہ پہلے ہی سے اپنی قوم کا ایک دلیر و موتمند  
بہادر اور بیباک شخص جوان تھا۔ اور جس کے باعث اس نے ایک  
نامیہ امتیاز اپنے عہد سرداروں میں حاصل کر لیا تھا۔ لیکن اب  
وہ خود مختار بادشاہ کی حیثیت سے تاج شاہی سر پر رکھ کر جو میں  
برس کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوہ فگن ہوا۔

اس کی سرکاری ایک عجیب و غریب رانچ ہے جس کا بیان



اعلیٰ بابہ رکھتا ہو،

عثمان کا لباس بالکل سادہ اور بس زمانے کے سچے مسلمان  
بہاروں کی طرح لمبی چوڑی آستینوں کا دھندلا ڈھلا ہوا تھا۔ وہ ایک  
سرخ رنگ کی کلاہ پر سفید سیاہ ستارہ باندھتا تھا۔ یہی  
اس زبردست شخص کا حلیہ ہے کہ جو حسین مرعین ملکہ خاتون کا  
دلدادہ اور سلطنت عثمانیہ کا اول نسر ماروا تھا اور جس کی اولاد  
اب تک تخت عثمانی پر حکمران ہے،

اب اس سردار کا متقل و در حکومت شروع ہوا۔ اس کے  
علائے کے حدود سلطان اردنی تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس  
نے اپنی قوت بازو سے یونانیوں کے بہت سے قلعے متعدد صوبے  
اپنی چوٹی سی سلطنت میں ضم کر لئے۔ آخر تیرہویں صدی میں  
اس کی حکومت کا دائرہ شمال مغرب میں نیچرنگ پہنچ گیا جہاں  
سے مشہور شہر برٹسا اور بستی کچہ زیادہ دور نہ تھے۔ اور جن  
کا حاصل کرنا عثمان کا خاص لقب العین تھا۔

۱۲۹۰ء سے ۱۲۹۹ء تک وہ اپنی سلطنت میں  
پرامن حکومت کرتا رہا۔ لیکن بالآخر اس کو بہت سی لڑائیاں  
اپنے ہمسر ترکی سرداروں سے جو اس کی ترقیوں پر حسد  
منظربالئے تھے لڑنی پڑیں۔ لیکن اس نے اپنی بے جگرانہ شجاعت  
دہانت اور ہوشمندانہ حکمت عملی سے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے  
حریف کے قتل و غارت کے لئے کمزور نہیں ہے۔ ان چوٹی جنگوں  
سے اس کو یہ فائدہ پہنچا کہ بہت سے علاقے اور ان کی نئی رعایا  
عثمان کے ظل حمايت میں آگئی جس کو وہ منصف مزاج سمجھا بہا اور  
پابند قانون اور ٹھیک ٹھیک کردار والا خیالی کرتے تھے۔ رعایا کے  
دلوں میں انہی صفات کے باعث عثمان کی بڑی عزت تھی۔ اس کا  
دار و در حکومت مسلمان عسکری ابوہدی۔ عرض یہ کہ سب کی  
حفاظت جان و مال کے لئے کیاں مشہور تھا۔

ایشیائی بادشاہوں کے نزدیک شان و وقار کی وجہ  
سے بڑی علامت ہو وہ اس کے نام کا خطبہ اور سکہ عثمان  
ہی اسی جذبہ سے معزز بنا۔ چنانچہ ۱۲۹۹ء میں اس نے اپنے  
نام کا خطبہ اور سکہ ملک میں جاری کیا۔ آل سلجوق کا آخری فرمانروا  
سلطان علاؤ الدین سلجوقی اپنی قبر پر باؤں بچھلائے یہ آگام  
سورہا تھا۔ اس نے جس قدر سکو گدا دل مغربی اور اس کی اولاد

مینوب، انہیل رداں ہیں اور جن میں بے شمار چوٹے بڑے جہاز چل  
تے ہیں۔ بہاڑی نشیب و فراز بلند تھار و درختوں اور سکھنر جہاز لول  
درگاہ کے پھولوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ کہتیاں اناج کی کرتن  
ہ شمار و قطار سے باہر ہیں۔ وسیع میدانوں میں چرب سال  
نہر آباد ہیں۔ جن کے گول گنبد۔ مینارے اور برج جن پر ہلال  
فشاں ہے بہت ہی پر شوکت معلوم ہوتے ہیں۔ مساجد سے  
دزونوں کی دل ہادینے والی آوازیں بلند ہیں۔ ہزاروں عندلیب  
درگاہ رنگ کے خوش احسان پرندہ امدان کا شور و غوغا عجب لطیف  
سے رہا ہے، اس درخت کی گنجائش شاخوں میں سینکڑوں طرح کی  
روا بخلاق چھپ چھپ رہی ہے۔ درخت کا ہر پتہ خزا آباد کی طرح  
ہے۔ یکا یک تیز ہوائے ہوں کو جنبش دہی اور ان خزانہ ہوں کا رخ  
انیا کے بہت سے شہروں کی طرف اور بالخصوص استغنیہ کی جانب  
میردیا۔ یہ رشک البلاد شہر استغنیہ جو دوسمزدوں اور دو  
سندروں اور دو براعظموں کے درمیان واقع تھا۔ ایسا معلوم  
ہوتا تھا کہ خاتم سلطنت میں دو زمرہ دوں کے درمیان ایک حکم پار  
ہے۔ عثمان اس خاتم کو پہن ہی رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی،

اس نے اپنا خواب خیمہ کے سامنے دوہرایا اور تعبیر چاہی۔ اڈلی  
سکرایا۔ اور سمجھ گیا کہ اس کے سینے سے نکلنے والا چاند خود اسی کی  
ملکہ خاتون ہے اور عثمان کے سینے سے نکلنے والا درخت اس کی  
نستدار اولاد ہے، جو ابرو باد کی طرح دنیا پر مسلط ہو جائیگی  
مزام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لیگی۔ اب جبکہ قدرت  
کی طرف سے سامان ہو رہے تھے۔ آدہالی نے زیادہ مخالفت  
عامہ نہ رہی۔ اور عثمان کا نکاح مرہال ملکہ خاتون سے کر دیا۔  
ترک مومنین اس خواب کو جو کبھی ان کے ہالی سلطنت سردار  
ادیکھا تھا بڑی مسرت سے دوہراتے ہوئے اور اس کا بڑا پاسا  
غاڑ کرتے ہیں،

ہمارے ایشیائی مومنین نے سردار عثمان کے حسن صورت اور  
دورانہ زندگی کی بڑی تعریف لکھی ہے، واقعی اس میں حیرت  
زوت و سلطنت تھی۔ اس کے لیے بازو جب وہ کھڑا ہوتا  
ہتھوں تک پہنچتے، اپنے عہد جوانی میں وہ اپنے سیاہ اولاد  
حیاہ داہمی اور سیاہ ابرو کے باعث کرا یعنی مسیحا مشہور  
اور یہ خطاب اس شخص کو ملتا ہے جو سرورائے خلیعہ خلیفہ میں

جنگوں اور تھکے انداز حملوں سے بڑے بڑے قلعوں پر تسلط حاصل کیا۔  
نکو میدیا کے محکمہ مشرعوں کو یونانیوں سے چھینا ہوا اپنے حد و سلطنت  
کو بحیرہ اسود تک بڑھا لے گیا۔

مستظفیانہ کا دربار اس عسری دشمن کے زور کرنے والے پیادے  
کا سیلاب حملوں کو خوف و ہراس کی نظروں سے دیکھ رہا تھا اس  
کے مشرعوں رات عثمان کی طاقت کے گہٹانے اور نقصان پہنچانے  
کے لئے گہات میں لگے رہتے۔ سب سے پہلی کارروائی دربار  
مستظفیانہ نے یہ کی کہ مغلوں کو بھڑکا کر اور شجوں و غارت گری  
کے لئے ایک کر عثمانی سلطنت کے جنوبی حد و پر حملہ کر دیا۔ لیکن  
جیسا کہ شہنشاہ کا خیال تھا وہ پورا نہ ہوا۔ کیونکہ عثمان کے نو  
عمر شہزادے آرخاں نے ایک ہی ٹکڑی میں مغل حد آوروں کو تھس  
نہیں کر دیا۔

اب جری و طاقتور عثمان کا بڑھاپا شروع ہوا اور فوج کی  
سپہ سالاری اس کے جانا نہ ہونہار ولی شہزادہ آرخاں نے نہائی  
باپ کی سی اولیٰ احمدی اور باپا مردی سے اس نے سلسلہ  
میں نہر برد سارہ حملہ کے عثمانی قلعہ میں شامل کر لیا۔ لیکن ہنوس  
ہے کہ اس نامی گرامی فتح کی جس نے آرخاں کی بیادری و جنگ  
آزمائی میں چار چاند لگا دیئے تھے بالکل فوسخ نہ ہوئی۔ اس واسطے  
کہ اس کا باپ عثمان شہر مندروں میں جو انی طغلوں کے مقبوعات  
کا تڑاؤ لین تھا۔ مرض الموت میں مبتلا تھا اگرچہ یہ خوشخبری اس نے  
سینوں ہی اور نوجوان بہادر سو ماکو سرسبا بھی کہا۔

اب اسکی وفات کا وقت بالکل قریب آگیا۔ اس نے اپنے  
دروں بیٹوں آرخاں و علاء الدین کو جو مکہ خاتون کے لطف سے  
تھے مع چند آزمودہ کار ہمسفرین اور مشیرین کے طلب کیا۔ جب  
جمع ہو گئے۔ تو اس نے آرخاں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ بیٹیا، میرا  
وقت اب بالکل مستمب ہے لیکن مجھ کو اپنے حریف کا فدا تاسف و  
ربح نہیں ہے کیوں؟ اس نے کہ تجھ جیسا جانشین میرے بعد  
تحت حکومت پر قدم رکھیے گا۔ دیکھو منصف مزاجی اور جملہ کو اپنا  
شعار بنانا۔ سب کے ساتھ مساوات و یکسانیت کا برتاؤ رکھنا۔ عاتیا  
کے جذبات کا دل سے چھیننا رکھنا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پسندیدہ عمل کو ملکہ میں سے کرنا۔ دینا اگر ایسا کر دے جو  
تجارتا پسندی ہے تو خدائی قربت حاصل ہوگی۔ و در باد شاہوں

کے ساتھ کیا وہ انہیں اپنی ساری سارے حکمران  
سرداروں پر بجز حاکم و امانیہ کے عثمان کو فوقیت حاصل تھی۔ اگرچہ  
ایک بہت بڑی جنگ و امانیہ کے شہزادوں اور عثمان سے ہوئی اور  
مدت تک اس کے مرنے کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا لیکن قرمانی  
شہزادے اس پر قوت سردار سے نہ جیت سکے حالانکہ عثمان کی تمام  
ترتوجہ ان کرمانی میدانوں کی طرف نہ تھی۔ اس لئے کہ وہ شمال مشرقی  
علاقہ کو جو بہت ہی دولت زاد اور زرخیز تھے۔ حرص و آذکی نظر سے  
دیکھ رہا تھا اور اس کی زبردست کشش عثمان کی توجہ اپنی طرف  
دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ اس کی عمر کے آخری چھ بیس سال یونانیوں ہی  
کے مقابلہ اور فتوحات میں گزرے۔

۱۲۹۹ء میں اس نے ایک کونسل اس غرض سے جمع کی کہ  
وہ ان سے یونانی مضبوط قلعہ کو چھارہ پر حملہ کر نیکی مانسے۔ تو اس  
کے کو بیسے حیا و قدر نے جواب تک زندہ تھا اس مانسے سے مخالفت  
کی اندک کیا کہ اگرچہ یہ ہمہ مانی حوصلہ ہے لیکن قرب و جوار کے یونانی  
دشمن حاکموں کے بالاتفاق بجز ہانیکا سخت خطرہ ہے جس سے  
ہمارے قومی شیرازہ کو سخت حد میں پہنچے گا۔ عثمان کے بعض شیر  
اصروں سے بھی بوڑھے رند کی مانسے۔ یہ اتفاق کیا اور اس پر منظر  
میں سے کچھ مثال معلوم ہوئے۔ یہ اسرودہ کن و در اندیشی عثمان  
کو ناگوار گزری اور اس اندیشہ سے متاثر ہو کر کبھی ساری فوج پر اس  
کا اثر نہ پڑے اس نے ہانیکا شیرازی سے بوڑھے چچا کو تیسے بار ڈالا  
اس خوشخبری سے سارے افسانہ کے سفیلوں کو ہانیکا کر دیا اور  
بہادر عثمان کے دامن نیکنامی پر یہ جہانما و جبہ بدلایا باد ملک باقی رہ گیا  
یہ بہت ہی عجیب اور عبرت خیز مشاہدہ تھا اب کسی کو ہمت نہ تھی۔ کہ  
ایسے سخت مستحق الزام حاکم سے مخالفت کا خیال بھی دل میں نہ  
مانسے۔

عثمان نے آخر کو اپنی حصار پر قلعہ کر دیا۔ اور جیت لیا۔ بہت  
سے اور مضبوط قلعوں کو جو اس کے اطراف و اطراف میں شہر سرگرد  
لیا۔ اور انی سلسلہ میں ایک بہتر کار و باقاعدہ یونانی فوج سے  
جو سردار تیردوس کے شہنشاہ مستظفیانہ کی اردلی فوج کا انتر تھا  
زبردست تھم۔ عثمان کو نکو میدیا کے قریب کبھی حصار کے میدان  
پہنچا کر لائی پائی۔ لیکن نہ کبھی اس نے نہ دوس کے ساتھ جیاں بھی تھی  
عثمان اس عرصے میں بھی مغفرو و مشغور رہا۔ اور چھ سال تک کامیاب

اپنی قوم میں ہر عنصر زیر سردار اور اس نازخ خاندان کا پہلا بادشاہ تھا۔ اگر اس کا تہہ اپنے لوہے چپا کے خون سے آلود نہ ہوتا تو وہ ہمیشہ جہل اور فاضل مشرقی بادشاہ بنا۔ آل عثمان ابھی تک اس کی یاد دلوں میں رہتے ہیں۔ ہر سلطان کی تاجپوشی کے وقت یہ نعت ضرور کہا جاتا ہے کہ

”خدا کرے وہ بھی ایسا ہی نیکدل۔ نیاض و بہادر  
ہو جیہ کہ عثمان بنا“

اے۔ ایچ۔ محتاج  
(ماخوذ)

کے یہی کام میں اس کی آخری وصیت یہ تھی کہ شہر بردسار میں بن کیا جائے اور آرخاں اس کو اپنا پائے تخت بنائے، چنانچہ اس کی وصیت پر یوزا پور اعل کیا گیا اور ایک عالی شان معشرہ اس کی آخری آرام گاہ کے لئے تعمیر کیا گیا۔ لیکن امنوس ہے۔ کہ کچھ لوگوں کے بعد وہ آگ سے بالکل برباد ہو گیا۔ ترک اب تک سردار عثمان کا ادب کرتے ہیں اور اس کا علم و تلوار جو آج تک عثمان میں محفوظ ہے ہر عثمانی سلطنت اپنی تخت نشینی و تاج پوشی کے وقت اس تلوار کا کر سے باندھنا اپنا فخر سمجھتا ہے۔ عثمان اپنی غیر متزلزل ہمت ابلند نظری اور ربی اور مستقل قوت فیصلہ کے باعث

## دُعَا مُسَلَّم

ہے تری حمد و ثنا اور بکیوں کے تگمیر  
مالک تقدیم و سترت مرجع یاس و امید  
جاوہر پیک کے لئے نور سعادت رہنما  
عرش سیادت میں کیسا تیری قدر کا  
آرزو مندوں کی ہستی تیری جلوہ کا خیال  
برگ و برسے نور ظلمت سے تری رحمت پدید  
تو اگر چاہے قوی ہو جائیں سیر تا توان  
ہوں ابھی آزاد و در غلامی کے اسیر  
ہر تو نور الہی کی تجسلی ہم سے ہو  
پیڑان ملت بیضا میں ہوزنگ کلیم  
یا محب یا سلام یا عزیز یا تدبیر  
یا تہم یا علیم یا حفیظ یا حمید  
عاصیوں کو ہی زینت و نعمت فزا  
یا بشیر یا خبیر یا غنی یا غفور  
نغمہ گو شکل لب خاموش حسن سوال  
یا جمیل یا حبیب یا واثق یا وحید  
زال صد سالہ ابھی ہو مثل ستم نوجواں  
یا کریم یا حبیب یا قوی یا تدبیر  
سے زور قدرت حق کی تعلی ہم سے ہو  
یا جلیل و ستاد قیوم و رحمان و رحیم  
(خلافت)

# نامِ نیکِ فتگانِ ضائعِ مکن اے ہوشیار

قوم کی آشفۃِ حالت نے جو کچھ تڑپا دیا      درِ وقومی لوتنے اسکو اور بھی چمکا دیا  
 مان بڑھے جا وِ وقومی تو بڑھی جاسوتی      سختیاں تیری اٹھاؤ گامیں فوقِ شوقِ سی  
 رازِ محنتِ سحرِ یہ قوم کیوں غافل ہوئی      علمِ دفنِ سب چھوڑ کر کیوں دہریں پل ہوئی  
 منتظرِ قوم کس کی اور کیوں کاہل ہے تو      سامنے ہی دشتِ ادبار اور پھر غافل ہے تو  
 اُسٹا ہے سیلِ فنا تو قوم تو بیہوش ہے      بائے مٹ جائیگی ظالم کس لئے خاموش ہے  
 یادِ آیامِ سلف کے دل کو تو گرما دِزا      نقشِ پائے کارِ واں کو دیکھ کر شرمِ ادا  
 یادِ آیامِ سلف کو تو بھٹی رِ دلقِ بزمِ جہاں      تیری مے سے تھی معمولی گئے جہاں  
 تیری عظمت کے نشان ملے ہیں کچھ لہذا      اور کچھ کچھ بکھر پڑے ہیں اس جہانِ آباد  
 سرِ ٹپک کر رہا ہے کسکو ابایرِ ودِ نیل      کیا ہوئے ملتا نہ تھا جن کا کوئی اس جاغیل  
 پوچھ غنا طہ سے کس کے سوگ میں رہا ہے وہ      ناکہ شے کس لئے کیوں اشکِ نِ دتا ہے وہ  
 سسکیاں بھرتی ہے کسی یادیں سسکیاں      دستِ حسرتِ دل ہی ہے کیوں مینِ قرطہ  
 امتِ شاہِ امم ہے اور نسلِ محترم      یادِ کراسِ عظمتِ دیرینہ کو اسے فی ہم

خوبیاں انسان کی پیدا کر ہو برقرار

نامِ نیکِ فتگانِ ضائعِ مکن اے ہوشیار

# تحقیق الاقوام

## کنبہ و کلال فی الاسلام

انگریزی و جدید میں جہاں دیگر انقلابات مختلفہ منتشر و خیالات میں دیکھے جاتے ہیں وہاں بہت سی اقوام موجودہ ہند میں تبدیل نسل و نسب کا سلسلہ بھی نیم صدی سے نظر آ رہا ہے، جو ایک مضحکہ خیز واقعہ نامقبول اہل تحقیق ہے۔ سابقاً اوداق الیورس میں ”آوان و کوکھر“ کی بابت معروف بحث میں آچکا ہے کہ وہ لوگ اہل ہند میں سے دائرہ اسلام داخل ہوئے ہیں۔ ان کے قومی برادر کہو کہرا اور بلوچ اب تک متعدد کثیر غری مالک ہند میں بزمرد راجپوتان موجود پائے جاتے ہیں۔ اور محروم الاسلام ہیں۔

یہ تبدیل قوم کی بدعت اقوام جدیدہ الاسلام ہند میں تو بالعموم جاری ہو گئی ہے۔ لیکن وہ اقوام خارج الہند بھی جو افغان، عرب کے عہد میں اسلام لائی ہیں۔ ہندی قیام کے اثر سے اس تعلقی میں داخل ہو گئی ہیں۔ اہل افغنہ جو زبان پشتو و پنجو، کے بولنے والے ہیں۔ کہ جن کی زبان کو اہل تحقیق آکسنہ نے زبان سنسکرت سے متفرع ہونا مانا ہے اہل یوہ سے اپنی اصلیت بتاتے ہیں حالانکہ اہل یوہ کا خراسان آکر آباد ہونا از آدم تاہندم نہیں پایا جاتا۔ اس کی پوری تحقیق و تردید ہم نے تاریخ ریاست پالن پور واقعہ گوجرات کی تقریظ میں درج کرائی ہے کیونکہ ریاست مذکورہ کے فرمانروا دلا ورتریں افغنہ کی یادگار ہیں اور انکی ریاست گوکہ مختصر ہے لیکن تمام ریاستہائے اسلام موجودہ ہندوستان سے دیرینہ و قدیم ہے۔

بعض مغول بھی سیرن ہند مشرق باسلام ہوئے ہیں بوجہ شیعہ کی عجمی نسل سے فار کر کے عربی نسل سادات میں گھسے کے مدعی ہیں۔ ضلع پنجور میں زمانہ غلامت سرکاری میں نے یہ تماشا دیکھا کہ ایک مورث کی اولاد میں سے جو فرقہ احوال ہے وہ اپنا نام نصرت حسین رکھ کر سید بناتا ہے اور جو سقیم احوال اور ذرا عورت پرست ہے، وہ نصرت بیگ نام برقعہ است کر کے مغلی کہلاتا

ہے، جب ترکستان و خراسان کی دلاور و نامور اقوام میں ضعیف الاعتقاد دی سے اس تصنع کی نوبت آگئی ہے تو اہل ہند کی جدیدہ الاسلام اقوام اس قسم کے تفوق طلبی اور مغالطہ جوی سے کب خاموش رہ سکتی ہیں گوکہ جمیع اہل عالم بعقاد اسلام حضرت آدم کی اولاد میں یا حضرت نوح پیغمبر کے تین اخلاف کی یادگار ہیں، بذریعہ و شرف بقول معروف ”ع کل از خراست و ابرہیم از آذر“ صفات حسنہ سے ہر ایک کو حاصل ہوا ہے نہ کہ محض تعلق نسل سے

پس نوح بآباداں بنشت  
خاندان نبوتش گم شد

نوس علی ذالک کنبہ

ہند میں فی الجملہ ایک ممتاز فرقہ کنبہ کہلاتا ہے وہ بھی اس سفاختہ طلبی سے خالی نہ رہا۔ چنانچہ میرے وطن اردبہ میں چند خاندان فرقہ کنبہ کے ایک دو صدی قبل ہجرت مقامات سے آکر آباد ہوئے ہیں ان میں سے بیشتر صاحب علم و جاگیر ہیں۔ جن کے سرتاج زمانہ حال کے مقبول انام و تقار الملک نواب مشتاق خاں بہادر انتصار جنگ مرحوم، سابق نائب وزیر ریاست نظام الملک دکن دوم بعدہ سکرٹری علیکٹھہ کالج تھے۔ اس فرقہ میں دو فریق ہیں۔ ایک سنی اور دوسرا شیعہ چنانچہ اردبہ کاسنی گروہ کنبہ ہیں میں و تقار الملک مرحوم داخل تھے بوجہ رائج الاعتقاد ہی محض کنبہ کہلاتے برتاتے ہیں، لیکن دوسرا جرگہ شیعہ جس کے برتر رکن حکیم امجد علی خان ذبیحی کلکڑ والدہ ماجد مسٹر حامد علی خان سیرسٹر سابق وکالت گزین لکھنؤ تھے۔ ہندی الاصل ہونے سے گریز کر کے زمیری الاصل یعنی قریشی بن گیا۔ طرفہ یہ ہوا کہ حکیم مولوی امجد علی خاں مذکور نے تاریخی تحقیق و تدقیق پر وسیع درک نہ ہونے سے اپنا نسب نامہ ایک شخص مسیحی یعنی بن مصعب بن زمیر صحابی

کو برتر نہ بناؤ خدا جس کو چاہتا ہو ظاہر و باطن بنا دیتا ہے

## ثانی القوم کلال

دوسرے ہندی الاصل گروہ عہد اسلام میں سے مسرت

کلال یا کھوار کا جب سب جو مثل کنبوہ کے ملک ہند میں داخل ہلاک ہوئے ہیں۔ انکی بنیاد بہا من یعنی مسرت ولین (بقالان) میں سے ہے جو بہہ پیشہ کشید فرما ہے گروہ میں سے علیحدہ بنارہوئے گئے ہیں۔ چونکہ ہندی سلاطین یعنی ہندوستان کے فرمانروایان میں سے بعض سے کشی کے عادی تھے۔ پس اس مشغلہ کے طفیل کلال لوگ درجہ معاصبت کو پہنچا اسلام لے آئے، اور اکثر آخر العہد بادشاہن مثل محمد شاہ وغیرہ کے دور میں منصبدار بن گئے، چنانچہ ان میں سے اکثر دارالسلطنت دہلی کے اس مقام امروہہ میں آکر سکونت پذیر ہو گئے۔ ان لوگوں کے پاس میں کسی قدر اداک رہا گیر ہیں اور کچھ ملازمت پیشہ ہیں۔ کلاست میں ہی چند کس زکی و معاملہ فہم ہیں۔ دیگر مقامات کے کلال اکثر تجارت پیشہ اور تو انگریز ہیں۔ ان میں سے بہ خیال تعلی و تفاخر کوئی شخص غرضیت کا مدعی تو نہیں پایا گیا۔ لیکن لفظ شیخ کے علاوہ جس کے ساتھ وہ باعموم ملقب کئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی کلال لفظ کتا بت میں استعمال کرتا ہے تو ان کو واقعی ناگوار گذرتا ہے۔ حالانکہ اب تک بہت سے ان کے عام براہر باوجود مسلمان ہونے کے ہر کشتی کر کے سے خود سنی کی دو کلمات پر علاوہ امروہہ و دیگر مقامات میں بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ بھی میں نے سنا ہے کہ ملک پنجاب میں اس گروہ کے افسر نے خود کو افغانہ کی نسل سے ثابت کرنے کے واسطے اپنا نام لکے زئی رکھا ہے، ادائے بریں حال کہ از رہ گم شدیم

مولوی آل حسن مرحوم امروہوی نے اس گروہ کے مورت

قدیم کا نام اپنی کتاب میں اچھے پال زمیندار نوجی بدایوں لکھا ہے جو زمانہ عزالدین بن سام شرف بہ اسلام ہوا تھا۔ سات صدی قبل از مسرت کا اسلام بقول کرنا بعد از قیاس تو نہیں ہے کیونکہ اس وقت اسے تقریباً چھ سو سال قبل شہنشاہ عالی پانچواں محمد شاہ تغلق کے عہد میں کسی کے حکم سے مشہور فاق عربی سیاح ابن بطوطہ دہلی سے خاص امروہہ آیا ہے۔ تو اس

عشرہ مشہور سے جا ملایا۔ ہر جس قدر تفاخر پسند کنبوہ ممالک متحدہ کے مختلف مقامات میں توطن گزین تھے۔ بدلتا کی خود کو زمیری کہتے تھے۔ چنانچہ میرٹھ اور علیگڑھ سے اکثر اس کے ساتھ آپ زمیری لکھا ہوا پائیں گے۔ جو میں سے نبل کہی نہ سنا گیا تھا۔ کیونکہ بیشتر صحابہ کبار کی اولاد ہند تک آکر یہاں قیام نہ کرنا نہیں ہوئی۔

سوس تجدد نسل کی تردید میں سنی گروہ کنبوہ کے ایک قابل کن مولوی صبغتہ اسر نے جو علاوہ فارسی و عربی دانی کے انگریزی میں بی۔ اے پاس ہیں، نامور مؤرخ و سنہ نام نگار قدیم عرب ابن قتیبہ کی کتاب المعارف مطبوعہ ملک جرنی کہیں سی دستیاب کی۔ جس میں صفحہ ۱۱۵ پر درج ہے، عیسیٰ بن مصعب، کان لہ خمس عشر سنہ قتل فی الحوب و لا عقب لہ یعنی عیسیٰ بن مصعب پندرہ سال کی عمر میں جنگ ما گیا۔ اور اس کے کوئی اولاد نہ رہی۔ پس اس طرح مولوی صبغتہ اسر نے جو دارالملک کے داماد ہیں حکیم امجد علی خاں کی چند سال محنت سے بنائی ہوئی تفسیر ایک حربہ کاری سے قطعاً منہدم و کاغذ کر دی۔ ابن قتیبہ کی تردید میں کوئی قدیم کتاب نہیں مل سکتی۔ جو دعوئے امجد علی خاں کو دونوں دستکام کا جبہ بخشنے، باوجود اس تردید لا تردید کے بیشتر لکیر کے بغیر زمیری کا طرح اپنے اسماء گرامی کے ساتھ لکھا ہے جاتے ہیں۔ حالانکہ فرقہ کنبوہ کے ہندو اب تک قدیم مسلک مشرب پر قائم رہ کر وہاں مذہبی و صرائفی کا پیشہ کرتے ہیں وہ من گروہ کا لستہ کے ممتاز حالت میں گزران کرتے ہیں مسلمانان کنبوہ میں سے بادشاہی عہد میں بھی بااعزاز و امتیاز اشخاص گذری ہیں چنانچہ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں ایک نامی شخص شہساز خاں کنبوہ خوج کا سالار (جنرل) تھا۔ جسکی جنگ آزمائی و فتح مائی کے کارنامے اکبر نامہ و منتخب التواریخ و تاریخ فرستہ میں بہ تفصیل ملتے ہیں اس نے زمانے او سے پورے دستور گذار کو بہستانی مقامات و قنعات کو سنبھال دیا لگے کو بڑی جرات کے ساتھ فتح کیا تھا۔ جو دوسرے کار آزمایان وقت سے حاصل نہ ہو سکے تھے، اس زمانہ میں بھی وندار الملک مرحوم اور ذاکر ضیاء الدین پرنسپل علیگڑھ کالج اس مسرتہ کنبوہ میں سے نامور و مفتخر القوم ہیں۔ اس مسرتہ کے ممتاز اشخاص کو باعموم سنے خوش اخلاق و منکر المزاج پایا ہے جو دیل مشرافت ہے، شرافت و نجابت اہل عرب پچھنوں میں نہیں ہے خدا جس کو چاہی شرف بخشے۔ لاثر کو انفس کم۔ ان اسر نیر کی من لیا۔ تم خود

نے اس وقت یہاں کے عامل کا نام اپنی کتاب سیاحت ابن بطوطہ میں عزیز خاں رکھا ہے جس کے باپ کو ہندی الاصل بتایا ہے۔ عزیز اسلامی نام معلوم ہوتا ہے۔ اور خاں لفظ عربی بمعنی بے فروش ہو۔ جو عامل کی قومیت کا اظہار کرتا ہے۔ یہودی شاہی میں ان لوگوں کے مناصب جلیلہ پر فائز ہونے سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شاہان اسلام جدید الایمان اشخاص کی عزت افزائی و قدر فرائی میں کوتاہی نہ کرتے تھے۔ قابل و ذی علم حضرات کی بلا لحاظ و جداس دور کسا و بازاری میں بھی قدر و وقعت کی جاتی ہے۔ چنانچہ سلسلہ تحریک خلافت و ہندوستانی ملکی کانگریس کے ارکان اعظم مسٹر محمد علی و شوکت علی جو درویش صفت مہاتما گاندھی کے رفقاء لیکن دیسار شمار ہوتے ہیں۔ اسی زمرہ خاں الاصل کے جواہر آبدار ہیں۔ اور ان کے کاروائے نمایاں کا ایک زمانہ مریوان احسان ہے۔

### دیگر ہندی الاصل مسلمان

علاوہ اور بھی صاحبان نام و نمود قوم راجپوت میں سے داخل اسلام ہوئے ہیں جن کے اختلاف راجپوتانہ میں قائم خانی اور ممالک متحدہ میں لال خانی وغیرہ القاب سے معروف ہیں۔ کہ ان کے موروثان مقدم الایمان میں سے قائم سنگھ کا نام قائم خاں اور لال سنگھ کا نام لال خاں رکھ دیا گیا تھا۔ اگرچہ قائم خانی اس زمانہ میں زراعت کا دو ملازمت پیشہ رہ گئے ہیں لیکن لال خانی اضلاع علی گڑھ اور بلند شہر میں لاکھوں روپیہ سالانہ آمدنی کی ریاست و زمینداری کے مالک ہیں۔ نواب سرفیاض علی خاں مرحوم نہایت باہیا سو و سابق مدارالمہام ریاست جے پور و نواب عبداللطیف خان بوند جیاگروا راجپوتی و ممبر کونسل عمدۃ الملك گورنر بہادر ممالک متحدہ۔ اسی خاندانہ کے ذی شان اعقاب میں سے ہیں۔

مختلف نو مسلم راجپوت اشراف کے علاوہ تجارت پیشہ فرقوں میں سے مثل بھائی بھالان و بوبرہ برہمنوں کے دکن و تجارت کی طرف بہت لوگ مشرف ہوا اسلام ہوئے ہیں۔ دکن میں ایک گروہ بنام میمن یا میمند مشہور ہے۔ جو اگر متمول اند سنی العقائد ہیں۔ برہاشیہ مسلمان بنام خوہر یا کہوچی (سرفروشاں)

ملقب ہیں۔ بالعموم اسمعیلی شیعہ اور آغا خان نامی قائم مقام امام اسمعیلیہ کے متبع ہیں۔ محدودے چند اتباع آغا خانی سے روگردان ہو کر اہل تسنن کے عقاید میں شامل ہو گئے ہیں ان کے کاروبار تجارت ہندوستان سے گذر کر یورپ و افریقہ تک پہنچے ہیں۔ بوبرہ لوگ جو دوسری شاخ اسمعیلیہ کے معتقد ہیں۔ وہ بہ شغل تجارت عام ایک ملائی اعظم کے مطیع فرمان ہیں۔ جن کا صدر مقام سورت میں ہے۔ آغا خاں سے دوسرے درجہ پر ملائے اعظم کی بھی چند لاکھ سالانہ آمدنی قومی چنندہ فراہم ہوتی ہے۔ راجپوتانہ و ہجرات وغیرہ کے بڑے مقامات میں جہاں بواہر کی زاید آبادی ہے۔ نائب ملا مقر ہیں۔ جو بموجب احکام ملائے اعظم کے چنندہ سے مواجب پاکر مذہبی رہنمائی کا کام انجام دیتے ہیں۔ جو جوں میں جا بجا ایما التزام نہ ہونے سے مثل بوبروں کے پابندی صوم و صلوة شاذ پائی جاتی ہے۔

غریبہ مختلف ہندی اقوام جو مشرف باسلام ہوئی ہیں۔ ان کے ہندی الاصل ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ ان کے مراسم شادی و غمی و ترویج و رشتہ داری اپنی قوم تک محدود و مخصوص ہیں۔ جن کے تبدیل کرنے پر وہ قادر و مختار نہیں ہیں۔ کیونکہ باوجود سلسلہ اخوت اسلامی کے دیگر اقوام عرب و عجم نے ان کو ساتھ رابطہ و اختلاط باہمی گوارا نہیں کیا ہے۔

ہر یکے زبیر کارے سا خند

میل او اندر دلش انداختند

فقط نگاشتہ فرحتی العباسی از امر و ہر

### استفسار

زمانہ حال کے خاندان قریش کی شاخ اسدی الباشمی کی صحیح تعداد ہندوستان بھریں اور مسکن کا پورا پورا تہ مع سربراہ آورد، اشخاص کے سما گرامی کا پتہ مطلوب ہے ناظرین القریش میں سے کوئی صاحب مفصل جواب عطا کر کے شکور کریں۔

راقم

(صدق اکبر)



## بعض اقوام کے متعلق ایک سوال کا جواب

صحیفہ القریش ماہ جون ۱۹۲۳ء جلد ۹ نمبر ۴ کے صفحہ ۱۲ پر خدا تک پہنچتا ہے۔ اس کو اوسى راستہ کے نام سے موصوف مخدومی جناب شیخ عبدالعزیز صاحب صدیقی نے اقوام ذیل کیا جاتا ہے۔ خاندان چشتیہ کے سلسلہ والے چشتی۔ کی نسبت استفسار فرمایا تھا۔ بوجہ کثرت کار و باجہوم افکارینہ قادریہ کے قادری علی ہذا نقشبندی۔ بہروردی۔ وغیرہ وغیرہ اس کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قاصر رہا۔ اب ذرا فرصت کہلاتے ہیں۔ ان کے چار پیر چودہ خاوندہ اور بھی ہیں۔ کہ جن سے اس وقت کوئی بحث نہیں بحث تو صرف لفظ چشتی سے ہے۔ جس کی کہ مراحت کردی گئی ہے۔ لیکن چونکہ حضرت قبلہ بابا صاحب فرید الدین مسعود گنج شکر پاک پٹنی سے اس سلسلہ چشتیہ کو بہت عروج ہوا ہے۔ اس لئے آپ کی اولاد بھی لفظ چشتی سے موسوم ہوئے لگ گئی۔ چنانچہ ضلع منٹگمری اور فیروز پور و ریاست بہاول پور حضرت بابا صاحب کی اولاد کو عوام و کاغذات میں وغیرہ میں لفظ چشتی سے موسوم کیا جاتا ہے جس طرح بودوں کو قریشی صدیقی المعروف بودلہ لکھا جاتا ہے اسی طرح چشتیوں کو قریشی فاروقی المعروف چشتی تحریر کیا جاتا ہے۔ ماسوائے اضلاع منٹگمری و فیروز پور و ریاست بہاول پور کے باقی اضلاع پنجاب میں فریدی حضرات یعنی حضرت قبلہ بابا صاحب کی اولاد کو لفظ قریشی فاروقی سے پکارا جاتا ہے۔ چونکہ علاوہ اولاد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رح کے اور بھی قریشی فاروقی ہیں جیسے کہ حضرت امام ربانی المجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی اولاد بھی قریشی فاروقی کہلاتی ہے علاوہ انہیں اور بھی قریشی فاروقی صوبہ پنجاب میں ہیں۔ اس لئے حضور قبلہ بابا فرید صاحب کی اولاد کے خواندہ اصحاب اپنے نام کے آگے لفظ (فریدی) کا ایزا کرتے ہیں۔ والسلام نیاز اللہ التیام

بندہ علی احمد فریدی چشتی قادری عفی عنہ

**مبارک باد** میان محمد شریف صاحب سوداگر جرم امر تر شہری حلقہ کی طرف سے اپنی ہر دلعزیزی کی وجہ سے کونسل کے نمبر منتخب ہو گئے۔ ہم آپ کو اس کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ (۱۱ اڈیٹر)

قوم بلوچ اور آدھن۔ بھائی۔ قائم خانی۔ کھوکھر کی نسبت صحیفہ القریش ماہ جون ۱۹۲۳ء جلد ۹ نمبر ۴ کے صفحہ ۱۲ تا ۸ پر جناب قبلہ مولانا محمد عبید اللہ صاحب فرحتی نے بوضاحت روشنی ڈالتے ہوئے ان اقوام کو راجپوت ثابت کر دیا ہے۔ اہد حق الامریں بھی یہی فی الواقع راجپوت۔ چنانچہ ضلع فیروز پور میں لاہوری پٹنی۔ طور۔ سیال۔ کھوکھر۔ دلو۔ نیپال۔ چوہان۔ آکان۔ قائم خانی وغیرہ قوم راجپوت کی شاخیں شمار کی جاتی ہیں۔ ان اقوام کے افراد اپنی ذات راجپوت اور گوت (جویرہ بٹی۔ طور۔ سیال۔ کھوکھر۔ چوہان وغیرہ) بیان کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس قوم راجپوت کو کارہ کی نسبت سمجھ لیجئے۔

اب رہا بودلہ چشتی۔ قوم بودلہ کی نسبت بندہ نے دو ایک دفعہ تو کسی گذشتہ اشاعت میں محل طور پر اور پھر القریش ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء جلد ۹ نمبر ۸ صفحہ ۸ میں مفصل طور پر (بودلہ کی وجہ تسمیہ) بیان کی ہے۔ چونکہ دراصل قوم قریشی صدیقی المعروف بودلہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے وجہ تسمیہ لفظ بودلہ کی نسبت پرچہ اکتوبر ۱۹۲۳ء کا صفحہ ۸ ملاحظہ فرمادیں۔

قوم چشتی۔ بجائے خود کوئی قوم نہیں طریقت کے چھ سلسلوں میں سے ایک سلسلہ کے منسلک لوگوں کو چشتی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ طریقت اس راستہ کا نام ہے۔ کہ جس راستہ سے اولیاء کرام ہیران عظام قرب اہب انام سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور اس راستہ کے چھ طریقے ہیں۔ چشتیہ۔ قادریہ۔ نقشبندیہ۔ سہروردیہ۔ اویسیہ۔ مداریہ۔ طالب حق جس طریقہ سے

# ماضی حال کمال انصاف

آج کل جس قدر مقدمہ بازی کی کثرت ہے۔ اسی قدر بے دربار عباسیہ میں یہ دستور تھا۔ کہ خلیفہ جب تک گفت و گو کا انصافی کی فراوانی ہے۔ سرکاری قانون کی یہ کیفیت ہے۔ کہ آغا نہ کرتا۔ کوئی شخص بات کرنے کا مجاز نہیں ہوتا تھا۔ خلیفہ اسے جس طرف چاہو موڑ لو۔ وکیل اپنی حکمت عملی سے متوجہ کو مقصم باللہ نے سردار برکی کے قتل کا حکم سنایا۔ تو جھوٹ اور جھوٹ کو صبح کر دکھاتا ہے۔ گواہ چرنیسوں کے لئے سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ کہہ دیتے ہیں۔ اور حکام عدالت قرض ایبض کی خاطر اپنی عاقبت برباد کر لیتے ہیں۔ ایک عام بد اخلاقی ہے۔ جو چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ ایمان کی پختگی کہیں نظر نہیں آتی۔ اور بے انصافی کا بول بالا ہے۔ انصاف ذاتی تعلقات کے بوجھ سے دب جاتا ہے۔ قرابت داروں اور دوستوں کا پاس و لحاظ رواداری پر آمادہ نہیں ہونے دیتا۔ اور اگر کہیں کسی حاکم و محکوم میں جھگڑا ہو جائے۔ تو ۹۹ فیصدی حالتوں میں حاکم ہی عدالت کے کمرے سے کامیاب نکلیگا۔ ایسی حالت میں اگر شاعر نے دلیوں پر کریمہ دیا تو کیا رائی کہہ اس دہر میں سب کچھ ہے پر انصاف نہیں ہے

اگلے وقتوں میں انصاف کی روح ایسے معاملات میں کس درجہ غالب رہتی تھی۔ وہ خاص کر اسلام کے عہد زریں میں اسگوں قدر غلبہ حاصل تھا۔ اس کا جواب تاریخ اسلام کے اوراق باواز بلند دے رہے ہیں۔

امام ابو یوسف بغداد کے قاضی القضاۃ تھے۔ ایک دفعہ کہ مجھے عام آدمیوں کی طرح کچہری میں طلب کیا جائے۔ اور میری خلیفہ ہارون الرشید اور ایک یہودی کا مقدمہ آپ کے رد و پرو پیش ہوا۔ یہودی خلیفہ سے ذرا پیچھے ہٹ کر عدالت میں کھڑا ہوا آپ نے فرمایا۔ یہ انصاف کا گھر ہے۔ اس میں حاکم ذمہ کوم دونوں برابر ہیں یہاں یہودی اور خلیفہ ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید خود انصاف و رواداری کے اس قدر دلدادہ تھے۔ کہ قاضی القضاۃ کی انصاف پسندی سے بے حد خوش اور متاثر ہوئے۔

سلطان محمد تغلق نے کسی بات پر بگڑ کر ایک ہندو امیر کے بھائی کو قتل کر دیا۔ ہندو نے قاضی کے پاس بادشاہ کے خلاف دھوئے دائر کر دیا۔ بادشاہ مدعا علیہ تھا۔ اور ہندو ملک مگر انصاف کا غلبہ دیکھئے۔ کہ خود سلطان نے قاضی کو کہا بھیجا کہ مجھے عام آدمیوں کی طرح کچہری میں طلب کیا جائے۔ اور میری تعلیم کے لئے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ بادشاہ جب عدالت کے سامنے کے بموجب قاضی کے سامنے آیا۔ تو اس نے آئین عدالت کے مطابق حاکم عدالت کو جھک کر سلام کیا۔ قاضی نے روادار مقدمہ سنی۔ اور سلطان سے کہا۔ کہ آپ مدعی کو راضی کر لیں۔ ورنہ قصاص کا حکم لازم آئیگا۔ بادشاہ نے ہندو کو راضی کر لیا۔ اور اس نے مقدمہ سے دست برداری دے دی۔

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے چچا زاد بھائی تقی الدین پر کسی نے دعویٰ کیا۔ سلطان کا عزیز ہونے کے باوجود تقی الدین کو عدالت میں ایک عام مدعا علیہ کی طرح طلب کیا گیا۔ مدعی کے مقابل کھڑا کر کے اس کے حلفی بیان لئے گئے۔ اور شریعت کے مطابق فیصلہ سنایا گیا۔ اسی طرح عمر خلافت ایک سو اگرتنے خود سلطان صلاح الدین کی خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کیا۔ کہ اس کا ایک غلام سلطان کے قبضے میں آکر جان بحق تسلیم ہو گیا ہے۔ اور اس کی دولت بادشاہ کے قبضہ میں ہے۔ حالانکہ اس کا جائز حقدار مدعی ہے۔ جب مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوا۔ تو سلطان خود مدعی کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ مقدمہ میں با منابطہ کاروائی ہوئی۔ مگر مدعی کا دعویٰ ثابت نہ ہوا۔ اور اسے شرمندہ ہو کر عدالت سے جانا پڑا۔ اگرچہ وہ زمانہ ہوتا۔ تو شاید بدولت مدعی کی کھال کھجوا دیتا۔ مگر سلطان صلاح الدین نے مدعی کی ندامت کو مٹانے کے لئے اپنے پاس سے اس کو کچھ رقم دے دی۔

ان واقعات سے معلوم ہو گا۔ کہ ازمنہ گذشتہ کے حکام عدالت میں انصاف کی روح کس درجہ سرایت کی تھی۔ کہ وہ اسکے سامنے تاجداروں کے جلال و جبروت تک کی پروا نہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حکمران خود انصاف دوست ہوتے تھے۔ وہ کسی سے بے انصافی نہیں چاہتے تھے۔ ان کو ”حق بخندار“ کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ اور وہ جب کسی حکام عدالت اور قاضی کو براہ راست سے بھٹکا ہوا دیکھتے تھے۔ تو ان کو فوراً سیدھا کرتے تھے۔

خلیفہ عضد الدولہ کو اسکے ایک مخبر (خفیہ پولیس کے اہلکار) نے خبر دی۔ کہ قاضی القضاۃ کے پاس ایک شخص جس ہزار دینار امانت رکھ گیا تھا۔ مگر وہ دس دس بعد واپس آکر اس نے قاضی سے اپنی امانت طلب کی۔

تو قاضی نے نہ صرف روپیہ دینے سے انکار کر دیا۔ بلکہ یہاں تک کہا۔ کہ اگر زیادہ دق کر دو گے۔ تو دیوانہ قرار دیکر پاگل خانہ میں بھجوا دوں گا۔ خلیفہ نے اس شخص کو بلایا۔ اور ساری داستان سنی۔ بادشاہ چاہتا۔ تو قاضی کو روپیہ کی واپسی کا حکم دے سکتا تھا۔ مگر اس نے حکمت عملی سے کام لیا۔ قاضی کو بلا کر کہا۔ کہ زندگی کا کوئی اعتما نہیں۔ خلافت میں دعوئی دائر کیا۔ کہ اس کا ایک غلام سلطان کے قبضے میں آکر جان بحق تسلیم ہو گیا ہے۔ اور اس کی دولت بادشاہ کے قبضہ میں ہے۔ حالانکہ اس کا جائز حقدار مدعی ہے۔ جب مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوا۔ تو سلطان خود مدعی کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ مقدمہ میں با منابطہ کاروائی ہوئی۔ مگر مدعی کا دعویٰ ثابت نہ ہوا۔ اور اسے شرمندہ ہو کر عدالت سے جانا پڑا۔ اگرچہ وہ زمانہ ہوتا۔ تو شاید بدولت مدعی کی کھال کھجوا دیتا۔ مگر سلطان صلاح الدین نے مدعی کی ندامت کو مٹانے کے لئے اپنے پاس سے اس کو کچھ رقم دے دی۔

ابن واقعات سے معلوم ہو گا۔ کہ ازمنہ گذشتہ کے حکام عدالت میں انصاف کی روح کس درجہ سرایت کی تھی۔ کہ وہ اسکے سامنے تاجداروں کے جلال و جبروت تک کی پروا نہ نہیں کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حکمران خود انصاف دوست ہوتے تھے۔ وہ کسی سے بے انصافی نہیں چاہتے تھے۔ ان کو ”حق بخندار“ کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔ اور وہ جب کسی حکام عدالت اور قاضی کو براہ راست سے بھٹکا ہوا دیکھتے تھے۔ تو ان کو فوراً سیدھا کرتے تھے۔

خلیفہ عضد الدولہ کو اسکے ایک مخبر (خفیہ پولیس کے اہلکار) نے خبر دی۔ کہ قاضی القضاۃ کے پاس ایک شخص جس ہزار دینار امانت رکھ گیا تھا۔ مگر وہ دس دس بعد واپس آکر اس نے قاضی سے اپنی امانت طلب کی۔

کیا حاصل ہو سکتا ہے بہترین حکمت عملی اس وقت یہ ہے۔ اس پر انصاف کا حصول ایک محال امر ہے۔ پھر کہ مقدمہ بازی سے قطعی پرہیز کیا جائے۔ عدالت تک فوجت ہی اس دوسری اور کوفت سے کیا فائدہ؟ نہ پہنچنے دی جائے۔ اور یا ہم مل کر پچائیت کے ذریعہ نیا ازمنہ گذشتہ کی انصاف کی روح کو یاد کرو۔ اور ثالثی وغیرہ سے معاملات طے کر لئے جائیں۔ عدالتوں میں ایک دوسرے سے انصاف کا برتاؤ کرو۔ ہر قسم کی جاگیر رسوائی اور ذلت حاصل ہوتی ہے۔ اور جس قدر ذلت و خواری سے بچ جاؤ گے۔ ہمارے کاروبار ہونا پڑتا ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے

## غزل

سبز بسجود میں ادھر صورت نیاز میں  
رمز حیات ہے نہاں پردہ سوز و ساز میں  
پیدا وہی نوا ہو پھر تیرے شکستہ ساز میں  
حاضر اگر ہو دل تیرا دم بھر کبھی نماز میں  
تیری ہے خیر عندلیب انکشافِ راز میں  
قدرت نے شعلہ وہ رکھا سینہ اہل راز میں  
خوبی یہ ہے جمعیتِ برگ چمن طراز میں  
یارب کہاں سے آگئی غزنوی وایاز میں  
رکھتے ہیں برق جو سوز آہ جگر گداز میں  
کم ہے حزن سے نقدِ جان دیدہ پاکباز میں  
راحت ہو دل کی جب تیرے قصہ و نواز میں  
مثل سراب آب ہے۔ روئے امتیاز میں  
اُن کے سوا نہیں کوئی۔ قلبِ اہل دراز میں

جلوہ فروز وہ ادھر بزمِ ادا و ناز میں  
اس کی عبث ہے جستجو۔ بزمِ عبادِ راز میں  
بزمِ جہاں تمام ہی سنکر جسے تڑپ اٹھے  
سینہ ترا ہو مستنیر جلوہ برقِ طور سے  
رکھ دے دل اپنا کہول کر اہل چمن کے بوڑھے  
دیتا ہے قلبِ مرہ کو اک دم فروغِ جاوداں  
اس کے اثر سے چار سو نگہت فروش بے صبا  
اک بجانِ بزمِ عشق و حسنِ بے تک تو تھی بے نیت  
ابرِ مژدہ کی طرح۔ بیکسان دلِ فگار  
جوشِ قمارِ عشق میں شیلوہ ہی اہل بے بی  
ہر دم رہے نہ کیوں مرے لب پر تیرا ہی ذکرِ خیر  
اے تشنہ کام آرزو چشمِ خمار آلود کہول  
جلوہ حسنِ غیر سے ایسا ہوا ہوں بے نیاز!

خالی ہیں جس سے غیر کے۔ صد باخمِ عصیر بھی  
شاگرد وہ کیف ہے ہر اک قطرہِ خالص ساز میں  
شاگردِ صدیقی از خوش شارب

# حکمت و موعظت

## جاپان کی تباہی سے سبق

جب کسی گروہ۔ کسی قوم۔ کسی بستی اور کسی ملک کی ناکاہیاں جس خدا کو وزیر اعظم اپنے ملک میں گھسنے نہ دیتے تھے قانون قدرت کی حد سے تجاوز کر جائیں۔ تو غیرت خداوندی وہی خدا ستمبر ۱۹۴۵ء کے پہلے ہفتے میں اپنے قہر و غضب کی تلوار بیکر اس کا سر پر غور کھیل ڈالتے اور بندگان خرا کو اس کے برے گھس گیا۔ اور جاپان کے پانہ تخت پر وہ عذاب نازل کیا۔ جو اثرات سے محفوظ و مامون رکھنے کے لئے جو ش میں آتی ہے۔ اور لوٹا و دو وغیرہ کی اقوام پر نازل کیا تھا۔

عقاب سے اس کا تختہ الٹ دیتی ہے۔ **وَاِنْ قَوْمٌ مُّقْتَدِرٌ** اس عذاب کی بہت سی تفصیلات اخباروں میں بھی لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک کیفیت آسٹریلیا کے جہاز ایمرس کے **عَنْ اَبَا مُشَلٍّ اَيْدَا** (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل) ترجمہ ان لوگوں نے شائع کی ہے۔ جو جہاز مذکور کے ذریعہ عذاب سے اور نافرمان لوگوں کی کوئی ایسی بستی نہیں ہے۔ جس کو ہم

قیامت سے پہلے ہی تباہ نہ کریں اور اس پر سخت عذاب نہ آتا رہے۔ جس روز خ کا ذکر سن کر تے تھے۔ وہ جاپان میں اپنی آنکھوں سے دیکھتی۔ تجارتی باشندے اپنے دفاتروں سے صبح کا کام کے

جاپان جو مادی خیالات میں روحانیت کو یکسر بھول گیا گھروں کو واپس جا رہے تھے۔ کہ لکایک چاروں طرف سے میپ تھا۔ اور بڑا کی جیاری و قہاری طلاق سے بے خوف جبے آوازیں آنے لگیں۔ اس کے بعد زمین پانی پانی قیامت اور پانی پانی پرواہ ہو گیا تھا کی تباہی آیت تہرکہ کی ایک کھلی ہوئی تفسیر اور پانی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مٹی سمندر کی طرح ہر مٹی ہے ہے۔ جس میں عبرت کا سبق موجود ہے۔ اور کوئی فوت اس کو نیچے ہاتھ ڈال کر اور پراٹھائی اور پھر نیچے ٹھج پتی

پہلے جاپان قوم کا مذہب گوتم بدھ کی پیروی تھا۔ اب وہ ہے۔ پہلے ہی جھٹکے میں سب بڑی بڑی عمارتیں اس طرح پاش مادہ پرست ہو گئی ہے۔ چنندہ کا ذکر ہے۔ سید اس مسعود صاحب پاش ہو کر گر پڑیں۔ جیسے تاش کے پتے اٹھا کر پھینک دئے فائز تعلیمات سرکار نظام جاپان گئے تھے۔ وہاں وزیر اعظم بجائیں۔ اور وہ بکھر کر گر پڑیں۔

سے ملاقات ہوئی۔ اور سید صاحب نے پوچھا۔ آپ کی قوم خدا کی نسبت کیا عقیدہ رکھتی ہے۔ وزیر اعظم نے جواب دیا۔ خدا بڑے۔ ایسے کہ گاڑیاں مع گھوڑوں کے ان کے اندر سما جائیں جو آدمی کبھی اس ملک میں نہیں آیا۔ نہ ہم اس کو اس ملک میں گھسنے عمارتوں کے اندر سے ہمارے باہر سڑکوں اور میدانوں میں آتے تھے ان کو یہ غار دو قدم نہ چلنے دیتے تھے۔ ہر طرف موت مرنے کھولے ہوئے دینے۔

اس جواب میں ایسی فرعونیت ہے وہ الفاظ سے بخوبی نظر آتی تھی۔ ظاہر ہو سکتی ہے ماہل بند کو افسوس اس کا ہے کہ جاپان ایشیا کا ایک حصہ ہے۔ اور ایشیا خدا پرستی میں تمام دنیا پر وقت میں تھیں نیز طوفانی ہوا کے جھکلا چل رہے تھے۔ آسمان سے خدا رکھتی ہے۔ مگر یورپ کے اثر نے اس کو بھی خدا سے منکر بنا دیا۔ کافر اثر تا دکھائی دیتا تھا۔ دن کے وقت ایک تاریکی چھا گئی تھی

یکایک آگ کے شعلے بھی پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے عمارتوں کے ہو رہی تھی۔  
 سامان اور آدمیوں کو جلانا شروع کیا۔ ایک طرف خارتے ایک طرف جس قدر انگریز بھاگ سکے وہ سب بھاگ کر آسٹریلیا کے جہاز  
 آگ تھی۔ ایک طرف گرج تھی اور ایک طرف زور شور کے بجکولے اور ایمرس میں آگے اور جہاز ہم سب کو بیکر جاپان سے رخصت ہو گیا۔  
 زلزلہ کے جھٹکے تھے۔ یہ معمولی واقعہ نہیں ہے۔ اس عذاب میں جاپان کا پایہ تخت  
 جب آگ لگی ہے۔ تو وہاں اتنا زیادہ تھا۔ کہ ہم کچھ دیکھ نہ سکتے تھے اور دوسرا شہر یوکوہامہ زمین کا پیوند بن گیا۔ اور دوسرے شہر  
 تھے۔ مگر جب شعلے بلند ہوئے۔ اور دہواں دب گیا۔ تو ہم نے اپنے کو بھی بہت نقصان پہنچا۔ آخری اطلاع کی بوجیب ۱۹ لاکھ آدمی مر گئے  
 گھروں کا جلنا اور خوبصورت عمارتوں کا خاکستر ہونا اپنی آنکھوں اور ایلوں روپیوں کا نقصان ہوا۔ (بعد کی خبروں سے معلوم ہوا کہ  
 سے دیکھا۔ مرنے والے ۱۹ لاکھ سے کم ہیں۔

ہزار ہا جاپانی عورت مرد بچے یوکوہامہ کے باغ کی طرف پتہ پنے چشم تصور سے اس ہولناک عذاب کا خیال کرو۔ اور اپنے  
 کے واسطے دوڑے۔ وہاں پانی کے نل بھٹ گئے۔ اور عمارتوں مالک کے قبر سے پناہ مانگو۔ اس کو دم کے دم میں فنا کر دینے کی  
 پانی پانی پھیل گیا۔ کچھ آدمی نہیں ہلکی کشتیاں ڈال کر چلائے گئے۔ کتنی بڑی قوت ہے۔ انسان کو اپنی عقل اپنے علم اور اپنے زور پر  
 بھاگے۔ مگر مٹی کے تیل کے تالاب ٹوٹ گئے۔ تیل نہیں آگیا تھا۔ کھمبہ نہ کرنا چاہیے۔ جاپان پر جب عذاب آیا۔ تو اس کا علم اس  
 آگ کے شعلوں کو تیز ہواتے یہاں بھی پہنچا دیا۔ وہاں مٹی میں آگ لگ کی عقل اور سب ہنر رکھے رہ گئے۔ کسی نے اس کو عذاب سے نہ  
 گئی۔ اور اس میں سب کشتیاں جل گئیں۔ خلقت جل رہی تھی اور بچایا۔

چرخ ہری تھی۔ اور کوئی اس کی مدد کرنے والا نہ تھا۔ قصور ہی دہریس ایسا ہی عذاب ہر قوم پر آسکتا ہے اس واسطے اپنے  
 جلی ہوئی لاشوں کا ڈھیر پانی میں تیرنے لگا۔ اعمال کو درست کرنا چاہیے۔ اور خدا تعالیٰ کی قوت کو  
 آگ کی تیزی سے پہاڑ کے پتھر چٹخ چٹخ کر گولیوں اور گولوں کی بر حال میں اپنے اوپر مسلط سمجھنا چاہئے۔  
 طرح اڑ رہے تھے۔ اور ان سے انسانوں کی ہلاکت بے دریغ (دین و دنیا)

## ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب است

برادران وطن کی فتنہ جوئی اور تفرقہ اندازی کے جوصلے ہے کہ ریاست موصوفہ میں ہندوؤں کی آبادی ۸۷ فیصدی ہے۔  
 روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ ان کی اندرونی حسد آفرینیوں کی روز اور ان کے حقوق تلف ہو رہے ہیں۔ باوجودیکہ ان غلط الزامات  
 انہوں فراوانیاں ساعت بساعت ہاتھ پاؤں نکال رہی ہیں۔ اور کامقور اور دندان شکن جواب خود سرکار وکن کی طرف سے بھی  
 اپ ان عداوت انگیز و سائنس چڑھائیوں کی نشوونما کے لئے وسیع دیا چکا ہے۔ لیکن جن کو محض شورش آفرینی مقصود ہو۔ انہیں  
 برطانوی علاقہ غیر ملکی خیال کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ ایسی ریاستوں معتدلیت سے کھانسیں ہو سکتی ہے۔  
 کے محفوظ سقہ کو بھی بخش و تعصب کی متعدی بیماری کے مہاک اصلیت یہ ہے کہ جس بیمار کی طبیعت پر صفا کی تلخ ترین  
 جراثیم سے ملوث کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس وسیعہ انداز کی ہتھکڑی کا غلبہ ہو۔ اس کی قوت ذائقہ یعنی چیزوں کو بھی کڑوا  
 ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست حیدرآباد دکن کی محسوس کرتی ہے۔ چونکہ ان دنوں ہمارے ہندوؤں بھائیوں کے  
 کی گئی ہے۔ ہندو اخبارات نے کچھ عرصہ سے یہ شوقیانا شروع کر دیا ہے۔ و باطن پر قومی و مذہبی تعصب کا تسلط ہے۔ اس بنا پر



انہیں ایک فراخ دل سے فراخ دل اور روادار سے روادار ہستی بھی کچھ عرصہ سے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ دور حاضر کی بس بھری بفعن و تعصب کی بدترین تصویر نظر آتی ہے۔ اگر مسلمان بجا طور پر ہندو دیسی ریاستوں کی قومی تفریق کے شکوہ متج ہوتے۔ تو البتہ حق بجانب تھے۔ کیونکہ تقریباً تمام ہندو رئیس اپنے اپنے حلقہ

اقتدار میں علانیہ ہندو پروری اور مسلم کشی کی افسوسناک روش کے حامی نظر آتے ہیں۔ مگر یہاں الٹی گنگا بہ رہی ہے۔ جو

درحقیقت مظلوم ہیں۔ وہ تو خاموش ہیں۔ لیکن ظالموں کی

شورشوں نے ساتوں آسمان سر پر اٹھا رکھے ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہندوؤں کی طرح محض دعویٰ ہی دعویٰ نہیں۔ بلکہ ہم اسے

دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کریں گے۔ چونکہ اس وقت حیدر آباد وکن کا تذکرہ ہے۔ اور وہ ایک

سب سے اسلامی ریاست ہے۔ اس لئے اس کا مقابلہ ریاست علیگڑھ سے گریز خواہیٹ بلائے جاتے ہیں۔ کشمیر سے ہونا چاہئے۔ جو ایک سب سے بڑی ہندو ریاست

ہے۔ ہمارے متعصب معاصر غالباً اس حقیقت سے بے خبر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ نہیں ہو گئے کہ ریاست کشمیر ۹۵ فیصدی مسلمان آباد ہیں

اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گا۔ کہ وہ تقریباً سب کے سب زراعت پر مشتمل ہیں۔ اور ریاست کے محاصل میں سب سے

زیادہ حصہ انہیں کا ہے۔ پھر ان کی جو حالت ہے۔ وہ باخبر لوگوں ہو سکتے ہیں۔ یا محض قومی تعصب کا نتیجہ ہیں۔ سے پوشیدہ نہیں۔ تعلیم میں وہ سب سے پیچھے ہیں۔ سرکاری

ملازمتوں میں ان کی تعداد بمنزلہ صفر ہے۔ مذہبی حقوق کا یہ حال ہے۔ نے اس وقت تک کسی تبلیغی اسلامی جماعت کو امداد نہیں پہنچائی

کہ وہاں کی ایک عظیم الشان مسجد پر جسے پتھر مسجد کہتے ہیں۔ ریاست اور نہ کسی انجمن یا فرد سے انسداد ارتداد کے لئے ایک کروڑ روپیہ

نے جابرانہ طور پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اور اس میں سرکاری سامان عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف حضور نظام

بھس وغیرہ بھرا رہا ہے۔ مسلمان زمینداروں کے ساتھ عدل نے اپنی تمام قلمروں میں یہ احکام جاری فرمائے ہیں۔ کہ ہماری حدود ریاست بے انتہا جبر و تشدد کا سلوک روا رکھتے ہیں۔ مسلمانان کے اند کوئی مذہبی مناظرہ یا مباحثہ نہ ہونے پائے۔ اور کوئی وادعا

کشمیر کی طرف سے صد یا مراسلات ان شکایات کے متعلق یا مقرر ایسا دفظ یا تقریر نہ کرے۔ جس سے رعایا کے کسی فرقہ کی

اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اسلامی اخبارات ہزاروں دل آزاری یا مذہبی و قومی تحقیر متصور ہو۔ مرتبہ تو جہر دلا چکے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا۔ اس کے بالمقابل ریاست حیدر آباد کے ہندوؤں کی جانب نہیں ملتی۔ حالانکہ سب سے زیادہ اہم با اثر اور مقتدر عہدے

سے اپنے فرمانروا کے خلاف کوئی شکایت کسی اخبار میں کبھی مثلاً پیشکاری باب حکومت رکنیت مجلس عالیہ عدالت۔ شائع نہیں ہوتی۔ البتہ برطانیہ علاقہ کے بعض ہندو اخبارات نے ذرا تال۔ کو قوال بلکہ۔ اس وقت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں۔



# بچوں کا صفحہ

## ضروری نصیحتیں

جن کی صحبتوں میں بری باتوں کا چرچا رہتا ہو جنہیں سہوہ کتابیں بڑھنے کا شوق ہو۔ ان کی زبان سہوہ کلمات یا فحش الفاظ سے آشنا رہتی ہو۔ یا جن میں حفظ مراتب کا مادہ نہ ہو۔ ہاں ایسے لڑکوں سے ربط و ضبط اور اختلاط بڑھاؤ۔ جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ ان کی صحبت سے بے شک تم کو فائدہ پہنچے گا۔ سوسائٹی کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے یہ مثل مشہور ہے کہ خیر پرہ کو دیکھ کر خیر پرہ رنگ بدلتا ہے۔

جنہیں تم اپنا سچا دوست سمجھو، ان کا اعتبار کرو۔ اور دوستی کی بنیاد قائم رکھنے میں ہمیشہ علم اور عقل سے کام لو۔ اگر ان کی کچھ شکایت سہوہ تو فوراً یقین نہ کرو۔ بار بار اسی غلطی سے دوستوں کے دلوں میں عتاب اگتی ہے۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ جو شکایت تمہیں ہو بلا تکلف بیان کرو اور مصفا کر لو۔ کیونکہ دل میں بات رکھنا برسہ آدمیوں کا کام ہے۔

تم نے دیکھا ہوگا۔ کہ بعض ذہین اور ہوشیار لڑکے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور کند ذہن جو متواتر محنت کرتے رہتے ہیں ان سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ ذہین اپنی ذہانت پر بھروسہ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ابھی امتحان کے بہت دن باقی ہیں۔ جب وقت آئیگا یا دکر لینگے۔ اور آج کل کرتے ہی کرتے امتحان سر پر آجاتا ہے۔ تب ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں پھر کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتا۔ آخر کار اپنی حماقت پر ہیشیمان اور امتحان کے وقت ناکامیاب رہتے ہیں۔ یہ خیال ہرگز ہرگز اپنے دل میں نہ آنے دو۔ کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ ایسی جلدی ہی کیسا ہے کہ رات دن پڑھنے لکھنے کے پیچھے انسان مرے۔ بیشک وقت کی قدر و قیمت اور بھاگ بھاگ تو یہی چاہتی ہے کہ تم کھانا پینا اپنے اوپر حرام کر کے رات دن کتاب کے مطالعہ سے سر نہ اٹھاؤ لیکن چونکہ ایک ہی قسم کی محنت اور ریاضت سے دل و دماغ کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی طبیعت بھی اچات ہو جاتی ہے نیز

اپنی دولت و ثروت یا باپ دادا کے عروج پر فخر و تار کرنا ہرگز زیبا نہیں بلکہ کم ظرفی کی دلیل ہے۔ جوڑ کے ایسا کرتے ہیں وہ بڑی بڑی ذلتیں اٹھاتے ہیں۔ سکول میں شاہ و گدا سب برابر ہیں۔ یہاں کا معزز دوستمند ہی ہے جس کا سینہ علم سے مالا مال ہو یہ پہل ہر طالب علم خالی ہاتھ آتا ہے۔ اور اپنی محنت کا ثمرہ لے کر جاتا ہے۔

تجسس کرنا خروں کا کام ہے۔ غرافت اور بدلتہ سنجی کے لئے سکول نہیں ہے۔ یہ مذہب غرافت اگر سوسائٹی میں کی جائے تو چغلاں ہرج نہیں لیکن اعتدال سے بڑھتا وہاں بھی معیوب ہے۔ تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بعض لڑکے جانوروں کی بولیاں بولتے ہیں۔ دوسروں کی چال ڈھال یا بات چیت کی نقل کرتے ہیں۔ غور کرو کہ انسان کی صورت ہو کر جانور بننا یا کسی شخص کی نقل کرنا جس میں دوسروں کی بچوند نظر ہوتی ہے کس قدر عجیب اور برائی کی بات ہے۔ بچو کرنے والا کمینہ سمجھا جاتا ہے دیکھو کتنی ایسی باتیں ہیں جن کو بعض لوگ اچھا سمجھتے ہیں لیکن غیروں کی نظروں میں غایت درجہ جبری سمجھی جاتی ہیں اس لئے ایک سہل طریقہ بہت سی برائیوں سے بچنے کا یہ ہے۔ کہ جو بات کسی دوسرے شخص کی تمہیں بری معلوم ہو تو تم اس کو خود نہ کرو۔ اور اگر تم میں موجود ہو۔ تو چھوڑ دو۔

کسی کو ترقی کرتے ہوئے دیکھ کر حسد نہ کرو۔ کیونکہ حسد کرنے سے سوائے نقصان کے کچھ نفع نہیں ہوتا۔ اس نے حسد کو ایک مذموم و بد چیز خیال کر کے گنجی اپنے دل میں راہ نہ دو۔ ہاں اس امر کی کوشش کہ تم بھی محنت کر کے دوسرے لڑکوں کے برابر ہو جاؤ بلکہ بڑھ جاؤ کیونکہ یہ کوئی عجیب نہیں۔ ہمیشہ اچھی باتیں سیکھنے کی کوشش کرو۔ گوہر شخص سے محبت اور تپاک کا برتاؤ کرنا واجب ہے۔ لیکن ایسے لڑکوں سے دور ہی رہنا اچھا ہے جس کے عادات و اطوار ناگوار ناگوار ہوں یا

انسان کی طبیعت تازگی پسند واقع ہوئی ہے۔ اور دماغی قوت صحت جسمانی اور دل کی خوبی پر منحصر ہے۔ اس لئے پڑھنے لکھنے کے ساتھ ہی اپنی دماغی صحت اور جسمانی طاقت کو مقدم سمجھو اور بلاناغہ مبالغہ بازی اور ریاضت کی عادت ڈالو۔ اسکولوں میں جو کھیل ہوتے ہیں۔ وہ تمہاری صحت قائم رکھنے اور دماغی قوت بڑھانے کو کافی ہیں۔ جو لڑکے پڑھنے میں اس قدر مشغول رہتے ہیں کہ کھیل وغیرہ کو فضول سمجھتے ہیں۔ وہ نادانی کرتے ہیں یا دیکھو کہ دنیا میں کامیابی کے لئے جہاں علم اور نیک چال جتن ضروری ہے وہاں تندرستی بھی لازمی ہے اگر ان میں ایک کی کمی ہوئی۔ تو دیاں سے خالی نہیں

محمد صالح

## اختلاف مذہب

ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ جو خود مراہ مستقیم سے ہٹ کر بٹکے ہوئے ہیں۔ اور راہ بدیہ کہنے کیلئے آنکھ میں ریت ڈھکی ہوئی رکھتے دوسروں کو خدا سے کیا ملائیگے۔  
آہ! مسلمانوں نے اسلام کو دیا۔ خدا کو چھوڑ دیا  
مولانا ابوالفضل اسلم الدین جب عباسی نے ذیل کا فاضلانہ مضمون اپنی امور سے متاثر ہو کر کہنے کی تکلیف کی تو کیا کہے ہیں ان کے لئے وہ دل کو صاف کرنا چاہیے

بسم اسلام نے آنحضرت محمد پر رسالت ختم کر دی اور قرآن کو قانون ربانی کے طور پر مان لیا۔ اور یہ اعتقاد رکھا کہ دنیا میں خوش و غلامت میں سرخرو رہنے کے لئے سوا قرآن کے اور کسی دوسرے ضابطہ قوانین کی ضرورت مسلمانوں کو نہیں ہے۔ احادیث صحیحہ بغرض تشریح و توضیح آیات قرآنی کے بعد پنا درجہ ضرور رکھتی ہیں۔ لیکن ان میں نیک بختی سے شک کرنا والا غلطی نہ کہا جائیگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ زمانہ رسول میں احادیث نبوی کی کتابت کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

ایک ایسے قانون کا بننا جو قیامت تک تمام بنی نوع انسانی کے لئے جو دنیا کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ اور آباد رہیں گے کافی ہو۔ بظاہر ایک بے غورسی بات تھی۔ لیکن قرآن کے پڑھنے سے یہ شک رفع ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ قرآنی ہے۔ کہ قرآن ہمیشہ کے لئے کافی ہے۔ کیا معنی کہ قرآن میں صرف اصولی مسائل مذکور ہیں اور لسان قرآنی ایسی ہے کہ عالم اور جاہل سب اپنی اپنی طور سے اسے سمجھ لیتے ہیں۔ اصولی مسائل بیان کرنے کا منشا یہ ہے کہ مسائل فروعی میں ہر مسلمان کو اپنی رائے لگانے کا اختیار دے۔ یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جس طرح دیگر امور میں با اثر اہل اولیٰ

اختلافات عقاید نے مسلمانوں میں فرقہ بندی کا ایک لالچ مرتب کر دیا ہے۔ کئے دن معمولی مسائل پر ان میں لڑے دے اور تو کوس میں کا باز آگرم رہتا ہے۔ اور اس باہمی جنگ و جدل و چڑچھاڑ میں وہ اسلام پر اعتماد کو استہزاء و تکبر چینی کا موقع دیتے رہتے ہیں۔ جو اصول اسلام کے سراسر خلاف ہے۔

آنجل ائرس میں اجمیث اور اہل قرآن کے مابین میدان کار نا آگرم ہے۔ اخبارات میں ایک دوسرے کے خلاف نا واجب حملے ہو رہے ہیں۔ اہل قرآن احادیث سے منکر ہیں۔ وہ اُطیعوا الرسول کے قائل ہیں۔ قرآن کریم کے سبب معافی کے الٹ پیر سے وہ مسلمانوں کو تیرہ سو سال کے قایم کردہ جادہ مستقیم سے متزلزل کر کے اس تاریک غار کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ جو عبد اللہ جگر لوی نے جب صنعت ذاتی کیلئے گھروٹے کی کوشش کی تھی۔

ان لوگوں کے زعم باطل میں مسلمانوں کے تمام فرقے مرند اور گم کردہ راہ ہیں۔ حالانکہ وہ دلائل و براہین سے بچہ دعویٰ کا مسلم ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔

ایک مہربان نے جن کے دماغ میں چکر لاریت کا تیا ضبط سہل ہے۔ ہمارے خاندان کو بھی چکر لاریت کی دعوت دیتے ہوئے ایک خط میں لکھا ہے کہ مسلمان ہوجاؤ۔ حدیثات کو چھوڑ دو۔ یہ غلطیات ہیں۔ موجودہ غار قابل قبول نہیں۔ ہماری تجویز کردہ ناز خدا کو ملا دیجی۔

کے قائل ہونا عوام فطرتاً واجب جانتے ہیں۔ اسی طرح مذہبی امور میں بھی مذہبی پیشواؤں کے زیر اثر رہنا غلو کا مقتضی ہے مسائل فرہمی میں اہل قلم کی تقلید عوم فرہمی سمجھتے ہیں۔ اور اسی لئے مسلمانوں میں باعتبار مدرسہ یا استاد کے مختلف فرقے قائم ہوئے اور یہ فرقے جب تک باہم ایک دوسرے کو برا نہ کہیں گے اور احکام قرآنی کے مطیع سمجھے جائیں گے۔ اور جو اس کے خلاف رائے رکھنا یا قرآن پاک کی مصلحت سے منکر اور ناواقف ٹھہرے گا۔ اگر مسائل فرہمی میں اختلاف باعتبار وقت موقع اور حالت کے قیرن مصلحت نہ ہوتا۔ تو جناب باری کے لئے تحریرات ہند یا مجموعہ ضابطہ دیوانی یا مجموعہ ضابطہ قوجدار کی صورت میں قرآن پاک نازل کرنا کیا مشکل تھا لیکن ایسا ہونے سے قانوں رتبائی قیامت تک نوح انسانی کا رہنا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے قرآن میں اصولی مسائل لکھے گئے اور فرہمی مسائل کی تدوین کر کے کام علمائے امت محمدی کے تعلق کیا گیا اور فقہائے مذہب نے اجماع علمائے امت کو ایک معیار ہدایت قرار دیا تاکہ خود رائے سے لغزشیں پیدا نہ ہوں۔ اس اجتہاد اور اجتماع کا قرن اولیٰ پر منحصر ہونا۔ ورنہ اجتہاد کا زمانہ مابعد میں سلب ہو جانا اہل تحقیق کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ لیکن امت ذی علم مسلمانوں نے قوت اجتہادی صرف کر نیکی چلے پر مختلف مجتہدوں اور اماموں کے اقوال کا جائزنا تحقیق حتیٰ تک لئے نہیں بلکہ باہم ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ ایک ذی علم کا بجائے خود مجتہد بننے کے دوسرے مجتہدوں کی غلطیاں نکالنا اور ان کے مقلدوں کو برا بھلا کہنے کے نزدیک کچھ ہی ہو لیکن احکام قرآنی کی خوبوں سے کوسوں دور ہے کس قدر غلط خیالی ہے کہ جس چیز کو خدا نے بہ تشریح بیان کرنا پسند نہ کیا۔ اس کی تشریح کے متعلق مسلمان جھگڑیں اور مذہب اسلام کی جڑیں کریں۔

مشہور ہے کہ مسلمانوں نے بہتر فرقے ہیں۔ اور ان میں صرف تہتر داں فرقہ برحق ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ وہ بہتر فرقہ صرف وہ ہو سکتا ہے جو توحید اور رسالت کے بعد کسی امر بہتیم بالشان نہ سمجھے۔ ابتداً ہی مذہب اہل سنت و جماعت کا تھا موجودہ زمانے میں کہ مسلمان ہر جگہ لفاق کی وجہ سے یا اپنے سو، معتقدات یا ستم اعمال کے سبب کمزور ہو رہے ہیں۔ ان

کے صرف یہ ایک راہ ہے کہ مسائل فرہمی کے اختلافات کو دلوں سے نکال کر وہ افواج اسلامی کی ایسی مضبوط پیکوں اور مسلمانان طبقہ اولیٰ کی تقلید کریں۔ آپس میں کشمکشیں نہیں جھگڑائیں لیکن آپس کے جھگڑوں کو مذہبی جھگڑا نہ تصور نہ کریں۔ سب سے بڑی لڑائی حضرت علیؑ اور امیر معاویہؓ کی تھی۔ اس وقت مسلمانوں کی یہ کیفیت تھی کہ اکثر لوگ ان جھگڑوں سے بالکل الگ تھے۔ اور انہیں ان سے تعلق تھا۔ ان کا اپنی یہ قول تھا کہ لذت نماز حضرت علیؑ کے پیچھے ہے۔ اور لذت طعام امیر معاویہؓ کے دستر خوان پر ہے۔ اس کے بعد جتنی لڑائیاں مسلمانوں میں ہوئیں۔ وہ تو بلاشبہ محض ملکی لڑائیاں تھیں۔ ان لڑائیوں سے اس وقت مذہب کی تفریق بالکل نہیں ہوئی۔ لیکن زمانہ مابعد میں مسلمانوں کی قوت جتنی بھی متفرق ہوئی۔ گھٹی گئی اور خیالات میں تنگی اور نصف بیچا میں کشمکش ہوئی گئی۔ اور حاجی حیدر فرقہ بندیوں قائم ہوئیں۔ تباہی پڑی۔ اور غور کیجئے تو تمام فرقہ بندیوں یا تو مذہبی کے لئے ہوئیں یا حصول معاش کے لئے ہوئیں۔ اسلاف کی حکمت عملیوں نے انہیں قائم کیا۔ مگر اختلاف کی حیثیت نے انہیں مضبوط اب جو حالت ہے ظاہر ہے معلوم نہیں کتنے فرقے ہو گئے ہیں۔ دور آئندہ دور ہو گئے۔ ہر ایک اپنے فرقہ کو راہ راست پر سمجھتا ہے اور لوحید اور رسالت کو جو عین اسلام ہے۔ باہمی لفاق میں جزد مشترک نہیں سمجھتا۔ یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے۔ اور اس حالت پر انہیں کون کرنے والے بہت کم ہیں نہایت خوب ہے کہ جس طرح پہلے باہمی لفاق پر مسلمانان سابق کو کینا زش تھی۔ اسی طرح اب باہمی لفاق پر مسلمانان حال کو غرور مباہات ہے۔ خداوند مسلمانوں کی حالت پر رحم کر اور توفیق لفاق انہیں عطا فرما دے۔ اگر قیامت کے روز علمائے امت محمدی سے پہلا سوال یہ ہو گا کہ تم امت محمدی میں لفاق پھیلانے کی جگہ لفاق پھیلانے تھے۔ اور لفاق کی رود افزوں ترقی پر خوش ہوتے تھے۔ تو تمہارے اعمال حسنہ اتنے بڑے گناہ کے مقابلہ میں کیوں نہ بیکار سمجھے جائیں۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس کے جواب میں کیا کہا جائے گا۔

ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی

# حیدرآدکن

پریس کمیونک

رفیق جامعہ بھی ہیں اس اڈریس اور اعزاز کی ڈگری سلطان العلماء کو پیشگاہ سلطانی میں پیش کرینیکی عزت حاصل کی۔

بندگان حضرت نے اس اعزاز کی ڈگری کو مختصر اور جامع الفاظ میں قبول فرمایا جس سے خدام جامعہ عثمانیہ کی کمال عزت افزائی ہوئی اس خاص موقعہ کے لئے اعلیٰ حضرت و اقدس نے جو نظم اور شاہ فرمائی ہے اسکی نقل کسی دوسری جگہ درج ہے۔

اڈریس ایک نفرو کی کاسکٹ میں پیش کیا گیا تھا جو علمی جلسہ کی مناسبت سے کتاب کی شکل میں بنایا گیا تھا اور ڈگری روزور کی نجی پرنٹنگ کی حروف سے تیار کی گئی تھی جسکا فریم بھی طلائی تھا۔

بندگان خسرو کی تقریر کے اختتام پر کارڈ آف آرنے سلامی دی اور توپیں سر ہوئیں اس کے بعد جلسہ درخواست ہوا اور حاضرین ان شاندار غیموں میں گئے جہاں انکے لئے فواکد وغیرہ کا انتظام تھا۔

## نقل اڈریس

الحمد للہ کہ آج وہ مبارک دن ہے جو نہ صرف جامعہ عثمانیہ بلکہ جامعات عالم کی تاریخ میں یادگار رہیگا کہ خود فرماؤ؟ سلطنت کے جو اس کے بانی اور سرپرست ہیں اس کی اعزاز کی ڈگری قبول فرمائے کیلئے مجلس رفقا کو عزت بخشی ہے۔

تاریخ عالم سے واضح ہے کہ سلطانین اسلام نے ہمیشہ علم کی سرپرستی میں خاص حصہ لیا ہے لیکن حضرت جہاں پناہ کی جو کہ انہماک دلچسپی و ترویج علم سے ہے اور بندگان حضرت نے اپنی علم پروری اور بہتر کسٹری سے حصول علم کے لئے جو مناسب معین طریقہ اس جامعہ کے قیام سے جاری فرمایا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی اور اس کے اعلا نتائج اور فوائد محتاج بیان نہیں ہیں۔

اہل ملک کے خود مرست کا اس سے بڑھ کر اور کہا ہو تو کہتا ہے اور خود جامعہ کی اس سے زیادہ اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ وہاں سرپرست حامی علم کے ہوں جنہیں اپنی سبکی سبکی امداد علیٰ حق عزائم

اعلیٰ حضرت خسرو دکن خلد اللہ لکھ و سلطنت نے جو احسان عظیم نہ صرف ملک دکن بلکہ تمام ہندوستان پر جامعہ عثمانیہ کے قیام سے فرمایا ہے اور تعلیم کے فروغ و ترقی سے جو انہماک دلچسپی بندگان حضرت کو ہے اسکی اعتراف اور شکریہ کے موقع خدام جامعہ عثمانیہ ایک عرصہ سے فتنہ اور منتہی ہے بالآخر یہ تجویز ہوئی کہ جامعہ عثمانیہ کی طرف سے ایک اعزاز کی ڈگری خدمت میں پیش کی جائے اگرچہ بادشاہ وقت کی ذات ایسے اعزاز سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے مگر محسوس جامعہ کے لئے اظہار شکر و سنت کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا حضرت اقدس و اعلیٰ نے بھی اپنی معارف و اعزاز کی و فراحم خسروانہ سے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا۔

بہ تقریب ہمایوں بتاریخ چھار بیج الاول ۱۳۱۵ھ اڈریس ہال بارغ عامین اڈریس ہال اس موقعہ کے لئے خاص طور پر آراستہ کیا گیا تھا اور بلحاظ ذیبت زینت کے وہ آپ اپنی نظیر تھا امرائے عظام اور اکیں حکومت۔ جاگیرداران اعلیٰ عمدہ داران۔ سول و فوج دکا۔ و اڈیران اخبارات نقاشا تذکرہ و طلباء جامعہ عثمانیہ تقریباً گیارہ سو اشخاص اس جلسہ میں موجود تھے۔

حضرت اقدس اعلیٰ محدث شہزادگان بلند اقبال و شہزادیان و الائباء وقت مقربہ ۱۰۰ بچے رونق اخروہ ہوئے اور امرائے عظام نے استقبال کیا اور حاضرین اپنی اپنی جگہ دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ رفقا و جامعہ عثمانیہ نواب ولی الدولہ بہادر معین الدین جامعہ عثمانیہ کے ساتھ حضرت اعلیٰ و اقدس کے سامنے ادب سے استاذہ ہو گئے میندگان خسرو کی لئے نواب ولی الدولہ کو اڈریس پڑھنے کی اجازت دی جو حسب ذیل ہے۔

اڈریس پڑھنے کے بعد نواب ولی الدولہ بہادر کے ساتھ چھ امر عظام یعنی مہاراجہ میرمن السلطنت بہادر نواب فخر الملک بہادر۔ نواب خانان بہادر نواب معین الدولہ بہادر و نواب لعل الدولہ۔ اور نواب سالار جنگ بہادر نے جو

ڈگری پیش کرے ۔  
لندا

بجمال منت حسن عقیدت جامع شہانہ کی جانب سے اس کے ارکین مجلس رفقا **مسلمان علوم** کی اعزازی ڈگری ہارگاہ ملازمان خسروی جہاں بنائی میں پیش کرنے کی عزت حاصل کرتے ہیں ۔ مگر قبول افتد ہے عزت شرف ۔ فقط

## حمد و نعت

ورمہ تیر تو بیا مسکن ایما انجاست  
دیدہ دل بکشا نور ازل را بگر  
مسند آگہ فنا صد متین لکھا  
گوید ای گنبد خضر کہ بطور سیدنا  
تیری گم شدہ کافور چہ جا بجا  
تو کہ ای ختم رسل ہر نبوت دانسی  
بدہ ای با صبا تشہ لبنان مرده  
رفعت تو بفرخہ رچہ برسی ازمن  
نخل چھو بپل این خادم دھارہ کشے

## قطعه

محمد گر بود کس نبودے  
بہر سہ ساحت ۔ بہر لحظہ ۔ بہر ہم  
نمودے ہر دو عالم را وجودے  
بجواں عثمان بنام او درودے

## نظم در توصیف علم

علم ایک ذات نسبت خلاق زین اسما  
ایک نام کہ ہر جسم روح و ان  
ایک اکتھ عدم آوردہ اندر شہود  
ہر چہ بود است در وسعت گونہ گان  
قادر مطلق تو ای کردگار ذوالجلال  
شدید بدیدار قدرت تو آجہی ہم عیان  
سوج انسان کہ سرش کس نمید کہ صفت  
نگشت و شرح و صفش علم عالم زبان  
و و طر بہر بہر نہ گائی ساختی  
عقلی دای جز زبان بود و زبان  
گر کہ ازین بہر نہ بدید گشت عقل  
پر وہ ہزارم جہان از روی اسرار نہان  
روح و تا عقل یا نہر و را بہر  
سویہ کیمیز کردار کسان و ہکسا  
تا نہ اندر عقلا ۔

آن شہنشا رسالت باعث ای خلق  
آن شہلاک کہ تا مد فیضان ازل  
آفتاب لیلچ ممکن آنکہ از انوار اد  
آنکہ فیضش کثرت را خلق را آجہی  
فیضیا محبتش صدیق اکبر با دقار  
از برای دین ملت داد ہر چہ کہ داشت  
داشت ہمتاوند در بڑا عدل و عدالت  
کرد شاداب برفش گلشن اسلام را  
تو کہ عثمان سستی از اودا و آل و لاتبار  
آہباری چوں نموی از ہم خود و نوال  
خسر ملک کسستی وے الطاف  
فقد دین از علم فن پر خوف تر  
نا تو ای چوں قوم شہر شہر شہر شہر  
ذہن صافی چوں بود پید بصری شہر  
سرور کون فرمود است در شہر علوم  
بر کرامت انجند آگہی از جمل حدیث  
تو اشاعت گردی این گنج خیر فیض را  
از پے تعلیم مست کوش درود علم را  
بہترین تصنیفہا در فقہ تفسیر لغات  
فقد لا گشتہ بدیہ ۔ در لغت قاموس  
ایکہ نام تو مدغم اسم عثمان و علی  
تا کہ توجید صفت باشی کنی عدالت  
فتح سازی جنگ ز قوت بازوی خویش  
پہنچن آساں کنی احکام مبرا ررسل  
حضرت عثمان کہ آمد جامع قرآن پاک  
ابن پیچہ فرمان احمد آن دگر حکم خدا  
اسراوت را کہ مختص بہ نامت کردہ اند  
تو چنین سار کہ از تا مد عیسی می کنی  
ایکہ دست لطف ارد شگری ہا کند  
گر کنی تو چار سازی از نگاہ لطف خود  
آفتاب عقل را چوں علم را دواہ فرغ  
شاعری مرکز نہ شیوہ کرد ام و اند خدا

سرویں ۔ رحمت عالم شفیع عالمیان  
داومت خاک از آتش سوزان مان  
دزدہ دزدہ تا دارو ۔ نور بار و نور نشان  
و آنکہ تعلیمش پر غزہ ہر گراہان  
آنکہ دل کردہ دد اسلام ایشار گراہ  
با دل فرزند ز مال متاع خانان  
در زمان فرشتہ بود آد فخر جہان  
آنچنان کرد و صفا و شارسل شہر را  
کرد طاق چہا یا دگار و دودمان  
گشت علم فضل شہر گشت غفر  
بہر مسلم چنان یا خدا کہ جسم جان  
جمل عالمگیر کردہ قوم را بس تو ان  
علم مغل می کند سر ذہن را آئینہ سان  
در میانیک بد خود فرق سادہ بیکان  
گر کنی کوشش نغاب گشت ہر گراہ بیکان  
فصل حق از حق حق اورا و ہدین امن  
علم تو شکر تو دائم بود طیب اللسان  
آن اشاعت کو بود نہر تو شایا نشان  
دواہ اندا با دواہ دواہ تو یکیک جہان  
بہر تفسیر انجواں نقش ازی را بخوان  
حکمت حاصل ست در نام تو ہر بیکان  
روز ہما مثل و غلبہ می بر دشمنان  
مکبت آید بڑوں از حریف چو فاتحان  
تا قریب ہم باشد دین ہجون ہندیان  
تو حدیث پاک آسان نمائی بیکان  
بہر استدلال مستندین دواہ ہم نامان  
را کہ با خدمت حق را تو ی باید جوان  
و ہما می کند اندر جہان با ہم گمان  
بندہ ات گرد و کون ہر مسلم و اسلامان  
انت ہر حرم باشی صمیمی زہان  
ز بہر شکر گشت اردو را زبان اند  
شعر ازینا بود گفتن برائے شاعران

## تنقید و تقریظ

ہزار داستان - جون کی اشاعت میں اس شاندار ادبی پرچم سے متعلق چند الفاظ پر وقف رکھ گئے ہیں۔ مگر اس ادیب لطیف کے بہترین گلدستہ کی گونا گوں خوبیاں اور دلائل و ثبوتات کی جس کے ایک دفعہ اور علیحدہ بہت احباب کو اس گلدستہ غنیر سے عطربز مونی دعوت دے چکے ہیں۔ ہزار داستان کا مجموعہ معنوں میں ہزار داستان ہے۔ جسے فاضل مدیر حکیم احمد شجاع صاحب بی۔ اے علیک کی ترتیب و تنظیم نے چار چاند لگا دیئے ہیں۔

تیسری جلد کے پہلے نمبر یعنی ماہ جولائی کی اشاعت سے بن کچھوں کا اس میں اضافہ ہوا ہے۔ وہ کچھ دیکھنے سے ہی متعلق رکھتی ہیں۔ متعلق پر تبصرہ ایک بہت ذمہ داری کا کام ہے جس کی قلت گنجائش اور کم وقتی جہالت نہیں دیتی۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ علم و دوست احباب ہزار داستان کی دل کھول کر قدر کریں۔ اور اسے ترقی ہو۔

نوہال - بچوں کا ایک بہترین ہفتہ وار رسالہ مدیر مولوی کی ادارت میں حسن و خوبی شائع ہوتا ہے۔ جو سرکاری مدارس میں خرید جاتا ہے۔ سرکار دکن (ادامہ) مندرجہ ذیل نے ہی مدارس محمدیہ خرید کر کسی قدر افزائی کی ہے۔ اس طرح ہم ہزار داستان کی قدس کے متمنی ہیں۔

کافہ طباعت و کتابت پاکیزہ - سرورق خوبصورت و خوش طبع انگریزی کے برابر حجم کم تر ورق ۸۶ صفحات - قیمت سالانہ چھ روپے جو ایسے عمدہ رسالہ کیلئے زیادہ نہیں۔

طے کا پتہ - دفتر ہزار داستان یا دارالاشاعت ادیب لطیف لاہور تبلیغ مولوی سلام قادر صاحب سابق ایڈیٹر ترجمان تبلیغ و صداقت لاہور نے تبلیغ و اشاعت اسلام کی غرض سے ایک ماہوار رسالہ اس نام سے جاری کیا ہے۔ جو بہ لحاظ مضامین و بحال طباعت و کتابت ایک شاندار اسلامی تبلیغی رسالہ ہے۔ تبلیغ کے اس وقت تک دس نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ ہر ایک نمبر اپنے پہلے نمبر سے اپنے مقاصد کی پابندی کرتے ہوئے بہت شائع ہو رہا ہے۔ فاضل مدیر نے اس فیصلہ میں اسلام

برہنہ ہم ایک خطا اپنے وہ یونیورسٹی آنکاش جامعہ بریل بریل زبان تو کمال ہے۔ بریل نقوش سلطان لکھنؤ حامل آن لوج دیت فاضلان کمال ہی ہزار آئے کسی را این خطا بیاموز۔ گو وہ علم و فن قدردان کو کچھ معافی۔ کو بود کمال فرست کو بود اسر دان کو بود روشن دل روشن نظر روشن گو بود در حکمت دانش فلاطو زمان مابدولت را که ایمان ہمین ایمانمند لازم با انبساط و خوشندی ہائے تمام از لگاہ قدر ہی ہم جنین اخلاص ہست مرکز دلم کین مرکز علم عمل و مہر مگر دوستی ہے بے پناہ عروج طالبان علم و فن آئند نما حق و حق این نہال تازہ کرد دست خود نشان شاخہائے اور سد در بیج مسکو جانور ہر کسے از مہر و شہرین باید ہر گز فتنہ اکون ہم میں کام خواہیں یا الہی تابانہ شمس زیر فلک تابانہ ماہ از نور خورشید نشان مستغنی تاہو از سیر باشد آب باشد تری شاد و بیجا بنت خود و در ملک کردنی تو خیر و بابت ہمیشہ زندہ با نثر و قاری لیکل نکس خیال دشمنی تو پرو بار کا گنجہ آہل شد تا اہل فضل حق عثمان تراچ الہند کرد

شکر خدا کہ بخت زمانہ بکام ہست انش علوم رو بہ ترقی ہم ہست عثمان رسد گوش بہر این صدا اکنون نظام علم و عمل از نظام ہست جو از سبب سرتاج درفش کردند با علم علی و خود عثمان کردند اسے گوہر کان حدیقہ بویکر مترا لہجہ سے بیج اہل ایمان کردند

الہی فرخو ایمان شاد و بر خور ایمان ناشاد وانی یوم القیاد فقط



خدا کی ان ضرورتوں کو جسکا تکلف و معاملہ فہم احباب میں اکثر ہو رہا تھا۔ بوجہ اس پر اور کیا ہے۔ ہم تبلیغ کی ترقی کے دل سے خواہاں ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس اسلامی ترجمان کی اسے اپنے مقاصد اور لالیں کامیاب بنانے کیلئے دل سے مدد کرے۔ صفحات ۴۴ صفحات تقطیع ۲۶۲۴ قیمت سالانہ لکھو ششماہی چھ مہتمم رسالہ تبلیغ لاہور سے منسلک اور یہ علمی۔ ادبی ماہوار رسالہ الہ آباد سے

**ایضاً** مولوی ابوالاعلیٰ سید وحید الدین احمد

صاحب کروی کی ایڈیٹری میں باب و تاب شائع ہوتا ہے۔ پہلی جلد کا قیسر بہرہ رسالے سے۔ سرورق پر تبصرہ و باغ و عکاسی فوٹو نہایت خوش نما معلوم ہوتا ہے۔ قلمی معاونین میں ملک کو شہرہ اہل نسیم اور فاضل ادیب ہیں۔ لائق ایڈیٹری کی قابلیت سے ترتیب و تنظیم مضامین ایک شاندار خوبی لئے ہوئے ہے۔ صفحہ ۴ اور ۵ کے درمیان ایک ملکی تصویر رسالت کا خوش نما منظر پیش کر رہی ہے۔ جسکا دلغریب برقعہ دلچسپ نظم میں پیش کیا گیا ہے۔ جو لسان الہند مولانا نذیر گھنوی کی جذبات طبع کا نتیجہ ہے۔ اس رسالہ میں مشہور و منظم مصنفین جدا گانہ شان۔ یقیناً میں ایک دوسرے بڑھ چکے ہیں۔

پہلا مضمون بھارت کے بھونچال پر نذر بازگشت کے عنوان سے ہے۔ جو مولانا شافعی صاحب انجمی کی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے جس میں سیاست حاضرہ پر ایک عجیب رنگ میں بحث کی گئی جو مولانا محمدی نے بھی تبسم فطرت کی برق پاشیاں کو ایک لطیف انداز میں ادا کیا ہے۔ اور اپنی فکر کا ایک دلچسپ نتیجہ نیز مضامین اس ادبی لٹریچر کے علاوہ حنفی مذہب سے متعلقہ نمایاں کیلئے بھی شعبہ نسواں کا موضوع قائم کیا گیا ہے۔ مضامین اچھے اچھے ہیں۔ لیکن بعض بعض جگہ جدت طبع سے جو عقیدہ شونعی کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔ اسے ہم پسند نہیں کرتے۔ حجم مجہد سرورق ۷۲ صفحات تقطیع تقریبی کے برابر کاغذ و طباعت عمدہ۔ کتابت معمولی اور قابل اصلاح۔ قیمت سالانہ لکھو ششماہی سے نمونہ ۱۰۰ روپے کا پتہ:- منیجر رسالہ آئینہ الہ آباد۔

## ضیاء الالام

یہ مذہبی روحانی۔ علمی۔ ادبی۔ اخلاقی۔ تمدنی سیاسی۔ تاریخی رسالہ مولوی محمد ظفر احمد تابان کی ادارت میں دہلی سے ماہوار جاری ہوا ہے۔ دوسرا نمبر اس وقت چارے سے سامنے ہے۔ مضامین جربہ اور فاضلانہ میں رسالہ کا مقصد اس کے نام سے ظاہر ہے۔ بظاہر ایک بہترین علمی رسالہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مرن ایک ہی نمبر کے ملاحظہ سے صحیح رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ حجم علاوہ سرورق ۴۰ صفحات قیمت ۱۲۰ سرورق پر دو روپے نہیں۔ نمونہ کا پتہ منیجر ضیاء الالام دہلی سے طلب کیجئے۔

## سخن رنگیں

اس نام سے صاحب بک ڈپو ٹیہ خانہ پر نور (دکن) نے مولوی محمد سلیم الدین صاحب مسلم تادری کی ان نظموں کو کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ جو وقتاً نامی اخبارات و رسائل میں شائع ہوتی رہیں۔ سخن رنگیں میں حمد و نعت کے علاوہ ۲۰ مذہبی قومی۔ اخلاقی اور اصلاحی نظمیں ہیں۔ کاغذ ولایتی۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ ہر کے مکلف بھی بکرا مندرجہ بالا پتہ سے منسلکیئے۔

## نوٹ

بقیہ ریلوینا شاہ اللہ آئینہ اشاعت میں ہونگے۔ (ایڈیٹر)

**محمد دلاہو** ایک خاص پالیسی کا پندرہ روٹہ لائی ہوا اخبار ہے۔ جسے منشی تلیق الدین احمد



# لغویات

## واقعات کی تصدیق

۱۵) دیوتا کی داڑھی اور مونچھیں تھیں۔  
۱۶) دیوتا نے مجھے سلیم پور جلنے کو کہا جو میری جلے پیدا کن ہے۔  
۱۷) میری بوی کا نام گجوتھا۔  
۱۸) میرے باپ کا نام منڈے تھا۔  
۱۹) میرا ماں بونا نوان میں رہتا تھا  
۲۰) میرا سسر بڑھواری میں رہتا تھا  
۲۱) ایک مرتبہ مولا جاگ میرے کنوئیں میں گر گیا تھا  
میں نے اس کی جان بچائی اور زندہ نکال لیا۔  
نوٹ نائب تحصیلدار صاحب مذکور لکھتے ہیں  
کہ یہ بیان کرنے کے دوران میں وہ لڑکا چند بار ہنسنا اور  
بچو بچی سی باتیں کرنے لگا۔

## بیانات کی تصدیق

۲۲) ہتھوڑی میں میری ایک بچی جو بلی تھی۔  
۲۳) میرے مکان سے لاہور آسروا جاٹ کا مکان تھا۔  
۲۴) مٹو پا جاٹ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔  
۲۵) ایک اونچا راستہ تھا جس پر تھیرے ہوئے تھے  
۲۶) ایک بکا تالا ب تھا اور اس میں ایک بکا مکان بنا  
ہوا تھا۔ اور تالا ب کے اوپر ایک چمڑی تھی۔  
۲۷) اس تالا ب میں دو مکان تھے ایک مکان دو  
کے اوپر تھا۔

۲۸) ہتھوڑی میں پانی پینے کے کوئیں تین تھے۔ ایک  
ہناری والا جس میں دو چیل کے درخت تھے دوسرا کھردلا جس  
میں پر کے درخت تھے مولا والا جس پر آم کے درخت تھے۔  
۲۹) موضع بہور کا ایک گوجر بھرا جمان تھا  
۳۰) گڑھی میں ایک کتبہ تھا جہاں سانپ لکڑتا تھا  
۳۱) سمکھ ۱۹ کی قحط سالی میں اپنے گاؤں مٹوڑی  
میں تھا اور میرے پاس ایک جوڑی تھے جسے میں اپنی کمیت  
جوڑتا تھا۔

۳۲) میں اپنے باپ کی زندگی میں گاؤں کے باہر ایک  
جگہ میں مرا تھا۔  
۳۳) مرنے کے بعد میں روحانی دیوتا کی دنیا میں

۳۴) دیوتا کی داڑھی اور مونچھیں تھیں۔  
۳۵) دیوتا نے مجھے سلیم پور جلنے کو کہا جو میری جلے پیدا کن ہے۔  
۳۶) میری بوی کا نام گجوتھا۔  
۳۷) میرے باپ کا نام منڈے تھا۔  
۳۸) میرا ماں بونا نوان میں رہتا تھا  
۳۹) میرا سسر بڑھواری میں رہتا تھا  
۴۰) ایک مرتبہ مولا جاگ میرے کنوئیں میں گر گیا تھا  
میں نے اس کی جان بچائی اور زندہ نکال لیا۔  
نوٹ نائب تحصیلدار صاحب مذکور لکھتے ہیں  
کہ یہ بیان کرنے کے دوران میں وہ لڑکا چند بار ہنسنا اور  
بچو بچی سی باتیں کرنے لگا۔

- (۱) اُس نے اپنا نام ہرنخش اور اپنے باپ کا نام منڈے بتایا۔ جسکی تصدیق ہوئی۔
- (۲) اُس نے کہا کہ میرے تین بھائی تھے۔ گھلا جو ہرنخش کے مرے وقت زندہ تھا۔ چنی جو اس سے پہلے مر گیا تھا۔ تیسرے کا نام یاد نہیں رہا۔ مگر گاؤں والوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ہرنخش کے صرف ایک بھائی شیوہنخش تھا۔ البتہ چنی اور گھلا اس کے چچا بھولا کے بیٹے تھے۔ اور ان میں سے چنی ہرنخش سے پہلے مر گیا تھا۔
- (۳) اُس نے اپنے دو بیٹے شام لال اور گھوڑے اور دو بیٹیاں بھولی اور کوکھلا بتائی نہیں جو صحیح پائی گئیں۔ لڑکیوں کی شادی کے متعلق بھی اُس کا بیان ہر طرح صحیح پایا گیا۔
- (۴) بیانات نمبر ۳۰ لغات ۶ بالکل ٹھیک نکلے مگر حویلی اب لگتی ہے۔ اور پھر لڑا راستہ بھاڑ سے آیا ہے۔
- (۵) کنکروالا کٹواں غرضہ سے خشک ہے۔ اور خود ہرنخش کی زندگی میں خشک تھا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ پیشتر وہاں پر کے درخت تھے۔ لیکن اب کوئی نہیں ہے۔ صرف پھل کا ایک درخت ہے۔ جس پر لائے کٹوئیں پر پھل اور آم کو درخت ہیں۔ اور پھر ریلوے کی ٹوئیں پر پھل کے درخت ہیں۔ البتہ کھیرا کٹوئیں پر کوئی درخت نہیں ہے۔ یہ سب بیانات بالکل ٹھیک آتے۔
- (۶) اپنے باپ کی زندگی میں گاؤں کے باہر ایک بنگلہ میں ہرنخش کے مرنے کا بیان غلط نکلا کیونکہ لوگوں سے معلوم ہوا کہ ہرنخش کے مرنے کے بعد اپنے گھر میں تھا۔
- (۷) ہرنخش کی سابقہ پیدائش کا فطریک سال نہیں تحقیق ہو سکا۔ کہا جاتا ہے کہ سہشت ۱۹ میں ۵۵ سال کی عمر میں وہ فوت ہوا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے چچا کے جنم میں سہشت ۱۹ یا سہشت ۱۸ میں پیدا ہوا ہو گا۔ سہشت ۱۹ کی قحط سالی میں دو سیلوں سے کھیت جوتے کا واقعہ بالکل درست پایا گیا۔
- (۸) ہرنخش کے اس بیان کی بھی تصدیق ہوئی کہ اوسکا ماموں موہن جو گاؤں تحصیل ہندون ریاست جے پور میں رہتا تھا۔
- (۹) اوتھے نانا اور سسر کی سکونت بھی تصدیق ہوئی۔
- لیکن اسکے ان خاندان کے لوگوں کے نام یاد نہیں رہے۔  
 وہ تحقیق سے ہرنخش کی بیوی کا اصلی نام گورا پایا گیا۔  
 مگر چونکہ اسکے سر میں کچ تھا اس وجہ اسکو گنجو کہتے تھے۔  
 (۱۱) مولاجاٹ کے گنوں میں گرنے اور زندہ نکلنے کے واقعہ کی تصدیق نہیں ہوئی۔ کیونکہ کسی یہ واقعہ یاد نہیں رہا۔  
 (۱۲) تالاب اور اسپر کی عمارت کا بیان ٹھیک پایا گیا۔ ایک بڑا تالاب موجود ہے جس میں رہنے کا مکان ہے۔ اور اسی کے مندر میں پانی کے اندر میں تالاب دیکھنے پر سنے پہچان لیا اور کہا کہ ان اسی تالاب کو میں نے کہا تھا۔  
 (۱۳) بھونڈا گاؤں کے پروسیت ہونے کا بیان بھی صحیح اُسکا بیان گھوڑے ایک گاؤں کے ایک مندر کا پوجاری ہے  
 (۱۴) ہتیوری کی گڑھی میں کتبہ اور سانپ ہونے کے متعلق معلوم ہوا کہ گاؤں والوں کو عام طور پر یہی اعتقاد ہے اور ہرنخش نے اپنی زندگی میں جو سنا تھا وہی بیان کیا۔  
 (۱۵) باپ کے مرنے سے پہلے اپنے زندہ رہنے کے بیان سے اُس نے ناواقفیت ظاہر کی اور اس بیان کو بھی نہیں دھرایا کہ دلونا کی ڈاٹھری موچھ میں بلکہ کہا کہ خود میرے ہی ڈاٹھری تھی جو صحیح پایا گیا۔  
 (۱۶) سانپ کے متعلق اُس نے کہا کہ وہ سانپ ایک مرتبہ مجھے جنگل میں ملا تھا اور میں نے اسے ایک گولہ کے پیڑ سے پٹک کر مار دیا تھا۔ لیکن اسی کوئی تصدیق نہیں ہو سکی۔  
 (۱۷) جب اُس سے اپنے پرانے گھر کا راستہ دھونڈنے کو کہا گیا تو وہ پار پانچ قدم چل کر ٹھٹک رہا اور گئے جگہ سے چکچا پائیاں اُس کا ہتھ پڑ گئے لے گیا۔ وہ ایک دوسری گلی کی طرف مڑا اور گھوڑے پس پیش کے بعد سیدھا اپنے مکان پر پہنچا اور اپنے بیٹے گھوڑے کی انگلی پکڑی۔ وہ راستہ لہا اور گھبرا ڈکا تھا پھر بھی وہ لڑکا اپنے گھر پہنچ گیا۔ کئی مکان گرے ہوئے تھے۔ اپنے مکان کی دہلیز پر پہنچ کر اسے بڑا پس و پیش ہوا اور ان گریے ہوئے مکانوں میں سے اپنے مکان کو ٹھیک طور سے پہچان سکا۔ نائب تحصیلدار صاحب لکھتے ہیں کہ اگر وہ لڑکا بالکل تنہا ہوتا تو اپنے مکان کا پتہ نہ لگا سکتا۔ کیونکہ اسے مکان کی یاد بہت کم تھی۔  
 (۱۸) ہتیوری کے باشندوں میں سے وہ کسی کو نہیں پہچان سکا۔  
 آخر میں نائب تحصیلدار صاحب لکھتے ہیں کہ میری رائے یہ ہے کہ

ہو جائیگا۔ اور عنقریب اراکین انجمن کے ہاتھوں میں گذشتہ سہ ماہی کی کارگذاری سہ ماہی رپورٹ کی صورت میں پیش کیا دے گی۔

منشی قادر بخش و محمد طفیل و طیفہ خواران سابق کی طرف وقتیں و طیفہ بالاقساط وصول ہوتی شروع ہو گئی ہیں۔ باقی و طیفہ خواران جو فراغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ قرض حسنہ کی واپسی کا فکر کریں۔ ممبر صاحبان اپنا اپنا چندہ موعودہ رقم بذریعہ منی آرڈر بھیج کر مشکور فرمادیں۔

مولوی عبدالقادر صاحب صدر انجمن قریشی کوہری سکرٹری صاحب انجمن قریشی گوہر انوالہ و نیر مرکزی انجمن کی دیگر شاخیں مہربانی کر کے اپنی اپنی کارگذاری کے تفصیلی حالات سے آگاہ فرما کر مشکور کریں۔

قریشی برادران  
قریشی برادران ضلع جالندھر مرکزی انجمن کی ایک شاخ کے قیام کی فکر میں ہیں۔ مولوی محمد شاہ صاحب پشتر سنگہ میٹھ اس معاملہ میں گہری دلچسپی کے اظہار کر رہے ہیں۔ آپ کی تحریک کو جالندھر و مضافات جالندھر کی قریشی برادری نے جوش و نہاک سے لبیک کیا ہے۔ ضلع ریتھک ہوٹیا رپور۔ شاہ پور۔ و تیر دیگر ایسے مقامات کے قریشی احباب کو بھی قوم کے اسلامی امور کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

ضلع ملتان و مظفر گڑھ اور فیروز پور میں قریشی بھائیوں کی آبادی دیگر اقوام سے بدرجہا زیادہ ہے۔ اور انکی مالی اور علمی حالت بھی بہت اچھی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہ قوم کی شیرازہ بندی کی طرف بہت زیادہ غافل ہیں۔

سورہ میانی ضلع ملتان میں چند در و دندان کی کوشش ہے ایک انجمن قائم ہوئی تھی۔ جو غالباً برادری کی عدم توجہی کا شکار ہو چکی ہے۔ حالانکہ ملتان جیسے شہر میں جہاں قریشی اور سادات کا بہت زیادہ زور ہے۔ اور آبادی کے لحاظ سے دیگر اقوام سے بہت زیادہ ہیں۔ انجمن کا وجود اس قدر پھلتا پھولتا چکا تھا کہ دیگر مقامات کے قریشی نہ صرف اس پر رشک کرتے۔ بلکہ انکی تقلید سے فائدہ غلطیہ اٹھاتے۔ ہم فرزند ان محمد

اس لئے سکھایا پڑھایا نہیں۔ اور گذشتہ زندگی کے متعلق اسکی یاد کا عالم بالکل اعلیٰ ہے۔

## برادری کی باتیں

شیخ احمد الدین معاون و مربی انجمن قریشیان کے ۱۲-۱۳۔ اکتوبر کو دو روکیوں کی تقریب بر جمع برادری میں قوم کی اصلاحی حالت پر بہت دیر تک گفتگو ہوئی رہی۔ مولوی جلال الدین صاحب سکندر ریاست کپور تھلہ نے قصبہ کرتار پور ضلع جالندھر میں مرکزی انجمن کی ایک شاخ قائم کرنے کا وعدہ کیا۔ دیگر حاضرین نے قومی امداد میں حصہ لینے کا وعدہ فرما کر کارکنان انجمن کی توجہ افزائی کی۔ انجمن کی سہ ماہی رپورٹ کی سکیم کو اس لئے پسند کیا گیا۔ کہ انجمن کی کارگذاری اور قومی حالات کی تشہیر کا بہترین ذریعہ ہے۔ صاحبان نے مہاتوئی بے تکلفانہ تواضع مدارات میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا اور امور شادی کو بوجہ حسن انجام دیکر اپنی سادگی کی مثال پیش کی۔ خلاف شریعت رسم سے احتراز کیا گیا۔ امداد انجمن کے لئے دو لہکے والد منشی عالم شاہ جلدیوی جو قاضی ہمایا علی تھاکر سکرٹری انجمن کے برادر حقیقی ہیں نے۔ ۱۰ روپے کے گرانقدر عطیہ عطا کیا۔ اور ۵ روپے دو مہرے دو لہکے والد حاجی شہاب الدین صاحب پاکہر پوری جو انجمن کے ممبر نہیں ہیں انکی طرف سے وصول ہوئے۔

انجمن قریشیان ہند کی سہ ماہی رپورٹ جو اکتوبر میں شائع ہو جانی چاہیے تھی۔ سکرٹری کی عدم افرصتی اور امور خاندانی کی بہت سی طرح طرح کی الجھنوں کے باعث جنہیں صدر انجمن کی طویل علالت کو بھی دخل ہے۔ آج تک شائع نہ ہو سکی۔ چند غیر معمولی اجلاس متعلقہ اجرائے سہولت تجویز نقصان امداد رسومات قبو وغیرہ منعقد ہوئے۔ جنکی تفصیلی کیفیت ہنوز محفوظ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب باقاعدہ کام شروع

حسن بخش صاحب کی عنان توجہ اس افسوسناک کمی کی طرف معطوف کراتے ہوئے امید کرتے ہیں کہ وہ اس قومی خدمت کیلئے بہت جلد تیار ہو کر ہماری شکر گذاری کا موجب ہو گئے۔

قریشی عبدالحق صاحب خریدار نمبر ۳۳ نے مبلغ علفاء اعانتہ اقریش کے لئے شادی دھیمال ضلع راولپنڈی سے ارسال کر کے مشکور فرمایا جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

## متفرق و مختصر خبریں

اعلیٰ حضرت حضور نظام عالی مقام شہر یار دکن نے جاپان کے امدادی فنڈ میں زرد ہلدر دی ۵۵۰ ہزار کی گرانٹ امدادی رقم عطا فرمائی۔ اور لیڈی ریڈنگ کے سربراہ ہبود انشا اللہ ۵۰ ہزار کا شانہ عظیمہ مرحمت فرمایا۔ ڈاکٹر کچاوارت سرسبی دیوں پر قبضہ حاصل کر نیکی سکیم پر عملی کام کر رہے ہیں۔ غالباً اب آپ اور کوئی کام نہیں رہا۔

پشاور و مسلم۔ نفاق و بدن رفتی پذیر ہے۔ حال ہی میں ناکپور میں سخت اتحاد شکن واقعات پیش آئے۔ اب جہانسی میں شرارے بھوٹا رہے ہیں۔ عام ہندوؤں میں تو فیوٹورس پسند نہیں کی جاتی۔ مگر عجیب نہیں کہ کانگریسی دماغ فتنہ پردازی ہی کو سویراج کا پیش خام سمجھتے ہوں۔ شرم ہنرمانی نس سر آغا خان جنوری میں ہندوستان میں تشریف لگے۔

فول کے مقدمات چل رہے ہیں۔ گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ حال میں کلکتہ میں بہت سے مقامات پر پولیس چھاپا مارا۔ اور کئی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ میٹراسی قوم۔ اپنی قومی اصلاح کے لئے ایک انجمن منعقد کر نیکی فکر میں ہے۔ رذیل قوموں کا یہ احساس شریف قوموں کے لئے عبرت کا موجب ہونا چاہیئے۔

انجمن اتحاد مسلم راہنویان پنجابیت کا سالانہ اجلاس زیر صدارت سر حاجی رحیم بخش صاحب ۲۳-۲۴-۲۵ دسمبر کو شہر جالندھر میں منعقد ہو گا۔ پٹیا لکھ میں معمولی شبہ کی بنا پر ایک حج کو معطل کر دیا گیا۔ بعض ہندو ریاستوں کا یہ رویہ افسوسناک ہے۔ ی ملتان کی کوچہ بند یوں کے متعلق امتناعی احکام جاری ہو رہے ہیں۔ امرت سرس اسکا ہنوز خیال بھی نہیں ہوا۔ آخر آج غجاز کو توجہ کرنی چاہیئے۔ تحصیل ترنکارن میں سردار فضل محمد خان سب جسٹس مقرر ہوئے ہیں۔

## مریضان چشم کیلئے مژدہ

آنکھ میں رہ جائیگا سرخی و جالہ کہاں  
جبکہ اکیسے بصارت ہو روشن جہاں

## اکسیں بصارت

یہ سرمہ معجزہ ذیل تین حالتوں میں چند ایک جڑی بوٹیوں کے رس اور ستے تیار کیا گیا ہے۔ مجھ آنکھ کی سرخی۔ دھند۔ جالہ۔ پڑبال۔ حتیٰ کہ چشمہ کور دور کرنے میں فی الواقع اکیس ثابت ہوا ہے۔ اکثر اصحاب نے بعد تجربہ سرٹیفکیٹ عطا فرماتے ہیں جو بہت طوالت درج نہیں کئے گئے۔ باوجود مذکورہ اوصاف کے خلق خدا کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے قیمت نہایت ہی قلیل رکھی گئی ہے۔

قیمت (۱) فیتولہ سرمہ صرف ۸  
(۲) فی شیشی بحالت مائع ۶  
(۳) فی گولی ۲  
نوٹ۔ سلامتی سے آنکھ میں لگایا جائے نہ زہر نفع کی طرح ڈالا جاتا ہے۔ نیم سرمہ چھری پانی میں لگاتا۔  
ملنے کا مژدہ ایم۔ جھنڈی خاں منشی فاضل موجد اکیس بصارت  
جڈ پتھر ہو گوشت الہ کے امارت سر۔

قیمت دس روپے  
 انمول موتی جو بیوچرہ دلچسپ تاریخی واقعات اور علمی مکالمے

حکومت کی برائی اس کی صحیح تاریخ ہے۔ قیمت فی جلد (عظیم)  
مکمل تاریخ کشمیر حصہ سوم جس میں شکونتی شتا ساساں کے عہد حکومت  
کے بیان نہایت وضاحت اور تفصیل سے لکھا گیا ہے اور کہا گیا ہے  
کہ اس زمانہ میں کشمیر کی کیا حالت تھی۔ اس ضمن میں سلطنت الہمدردی اور  
اور حکمران خانہ انکی باہمی علاقوں خانہ جنگیوں اور سازشوں اور آخر میں  
اس ہوائی حکومت کی عبرت انگیز تباہی کتاب کے اخیر میں مشہور سادہ  
صوفیہ کے کرام علماء اور مشائخ کا تذکرہ ہے۔ قیمت ۱۰/-

۸۔ مامون اعظم یعنی سونامی غری خلیفہ مامون الرشید اعظم عباسی  
نیز نگ خیاالات شاعر نگین بیان حضرت عباسی مینا کے کلام  
بلاغت نظام کارلجس بہترین انتخاب قیمت - ۱۶  
اقلیم توبہ ایک نصیحت امیر فقہ حج گونہ گون سبق آموز دیکھو پری ۲

شائقین کلام ربانی کو بشارت ہو کہ یہ صحیح ترین اور  
نوبت جلیبی حنائی شریف ایک مدت مدید اور انتظار شریف کے بعد  
نوبت طبع سے آراستہ ہو گئی۔ بدیہی نہایت کوشش اور کمال استقامت کے ساتھ  
چھپرک بالکل تیار ہے۔ اس کے ہر ایک پارہ کی ابتدا شروع صنف سے ہوئی  
ہے۔ ہر صفحہ پر منزل کا نمبر دیا گیا ہے۔ آخر میں موزوں الفاظ اور آداب تلاوت  
بھی درج کئے گئے ہیں مادمورقوں کلمات آیات اور تروف کی تعداد  
بھی تفصیل لکھی گئی ہے۔ اس حنائی شریف کی موٹائی بہت کم ہے  
یہ کہنا سچا نہ ہو گا کہ اسے موزوں جیسی سائز و افصح خط اعلیٰ و نفیس کاغذ  
اور بالخصوص موٹائی کم ہونیکے اعتبار سے ہندوستان میں بھیجے  
سب سے پہلی حنائی شریف ہے۔ جسکی صحت میں بے انتہا کوشش  
کی گئی ہے۔ اور اخیر میں علماء و حفاظ کی مہربانی بھی ثبت ہیں بالخصوص  
قسم اول مجلد سے روپہ قسم دوم مجلد عابدہ قسم سوم مجلد  
دعا، محصول ذاک بذمہ خریدار۔ اٹھ آنہ کا ٹکٹ ہزارہ فرمائش۔

## سيرة العباس

کے یہودہ نایاب کتاب ہے جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکرم حضرت ابو الفضل عباس بن عبد المطلب اشقی کی زندگی کے حالات مفصل درج ہیں جو عمری کی مختصر کتابوں سے منتخب کلمے کے اردو زبان میں لکھ گئے ہیں، خصوصاً، بلکہ چند ایک جگہ میں کافی رہنمائی ہیں بڑا یقین جلد منگالیں۔ قیمت (عظیم) علاوہ محصول ڈاک۔

مدار اعظم

یہ وہ نایاب کتاب ہے جس میں حضرت سید الدین قطب الدین کے مفصل حالات  
 ہیں نیز آپ کے خاص خلفائے اور خاندان تہمتہ و قندریہ و نقشبندیہ  
 ان بزرگوں کے حالات ہیں جنکو نسبت مداریرہ حاصل ہے حبیبہ حضرت امام

مہتمم کتب خانہ د اسکوۃ العلو خروۃ منہ ازلہ

# ایکینہ

یعنی

کنہہ کرائش تو فی انگوٹھی دواور پے چار آتے۔ بالکل اسی قسم کی کلیمہ یا آیت کریمہ یا کوئی اور آیت شریفہ کنہہ شدہ انگینہ والی انگوٹھیوں میں سے ہر ایک کی قیمت (قیمت) مع نام خریدار عید ہے۔ محصول ۶۰ علاوہ رسالہ کا حوالہ ضرور دیں۔ اگر اشتہار کے خلاف ہوں تو واپس کر کے اپنی قیمت منگالیں۔ منیجر کارخانہ منتر انگوٹھی۔ گوجران سٹریٹ پانی پت ضلع کرنال۔

## اخبار اتحاد الاسلام امرتسر

ہندوستان بھر کے اخبارات کا چھوڑ دینا اسلام تازہ ترین واقعات کا مرقع۔ مسلمانوں کے اتحاد و ارتباط کا حامی۔ اور فلاح و اصلاح کا طالب بالخصوص مسلمان راجپوتوں کی تاریخی۔ تبلیغی۔ قومی اور اقتصادی خدمات انجام دینے والے اخبار ہے۔ جو ہفتہ وار امرتسر سے ایک ممتاز اہل قلم راجپوت کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ چند سالانہ مو محصول عاب ششماہی عید سہ ماہی عید مقرر ہے۔ ہر سال کو عید نما اور ہر مسلم راجپوت کو خصوصاً اسکا مطالعہ کرنا چاہیے۔

منگوانے کا پتہ

منشی مولا بخش کشتہ (تاجر کتب) منیجر اتحاد الاسلام امرتسر

بمبئی۔ ۵ دسمبر پور میں سرکاری ملازموں کی ایجنسی نے ملک سروس کمیشن کے روبرو قریب اسی قسم کی شہادت قلمبند کر لی ہے جو صوبہ متحدہ کی۔ بی ایجنسیوں کے نمائندوں نے دی ہے انہوں نے کہا ہے کہ گورنر بمبئی نے تو پور میں ملازمین کی پوری پوری حمایت کی ہے۔ مگر ہمیں حکومت ہند کوئی اعتماد نہیں دے جاتا۔ اس طرح مجلس وضع آئین و قوانین کے رعب میں آئی ہوئی ہے۔ اس کے عہدیدار صوبائی عہدیداروں سے زیادہ خود میں لیتے ہیں۔ اور انہیں کمالی حیثیت کا احساس نہیں ہے۔ مسئلہ تو آئی سی ایس نے موجودہ ضمانت کافی خیال کیا۔ اور کہا کہ وزیر ہند کی نگرانی کو قائم رکھا جائے۔ اسنے شکایت کی کہ حکومت ہند کا رویہ غیر سہارا دہ ہے۔

ادب۔ اردو کا ایک بے نظیر اور حدیم المثال ماہانہ رسالہ مضامین ناظم و نشر کا بہترین مجموعہ جو ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو دفتر رسالہ الہ آباد سے زیر ادارت البوالعالی مولانا سید وحید الدین احمد صاحب کٹروی نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ یہ رسالہ شکر سرمایہ کی مقرر جماعت کی طرف جاری کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعہ کٹروں کی مجلس ایک مقرر کن انریبل سرمنیج بہادر شہر میں۔ اگر آپ اس ملک کی مشترکہ ریان کا سب سے زیادہ انگلش اور نگاہ پرور تصور رسالہ دیکھنا چاہتے ہوں تو فوراً رسالہ الزیادہ کو مخاطب کیجئے قیمت سالانہ (۵) ششماہی (۲) نمونہ کا پرچہ (۱۲)

## خوشنما تبرک تحف

چاندی کی نہایت ہی خوشنما منقش یا سادہ کار انگوٹھی کے سحر رخ یا سبزی آسمانی رنگ کے چھوٹے سے خوشنما موزوں نگینہ پر خوشنما طلائی بیل کے درمیان پوری سورہ قل صوالند شریف نہایت خوبصورت سنہری چمکدار اور روشن سیدھے حروف میں اتنی باریک اور خوشنما کندہ یعنی کہدی ہوئی ہے کہ بے اختیار حرم لینے کو دل چاہتا ہے۔ اور طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ یہ انگوٹھی خوبصورتی باریک نویسی اور خوشخطی کا دغریب نمونہ ہے۔ اس عجیب و غریب متبرک نایاب اور نفیس تحفہ کو عورتوں کے ہاتھوں کی زیبائش کیلئے پہنا کر لطف انعامیں خود دیکھ کر خوش ہوں۔ لوگوں کو دکھا کر تعجب میں ڈالیں۔ جو دیکھ کر حیران رہ جائے گا۔ قیمت فی انگوٹھی صرف دواور پے اگر قل صوالند شریف کے نیچے اپنا یا کسی اور کا نام بھی سنہری حروف

التقليد اميرتو حيدر خان

Regd. L. no. 1674





القولین ص ۹

۲۹۷۵۰۵

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

---

۱۔ اراکین مجلس  
 ۲۔ سائنس دانانہ علمائے کرام  
 ۳۔ علمائے دین و فرائض  
 ۴۔ محکمہ تعلیم و تربیت  
 ۵۔ محکمہ صحت و طبیعت  
 ۶۔ محکمہ عدالت و قانون  
 ۷۔ محکمہ معاش و اقتصاد  
 ۸۔ محکمہ صنعت و تجارت  
 ۹۔ محکمہ مواصلات و نقل و حرکت  
 ۱۰۔ محکمہ آب و ہوا و موسمیات  
 ۱۱۔ محکمہ زمین و کھیتی باڑی  
 ۱۲۔ محکمہ جنگل و پھوس  
 ۱۳۔ محکمہ آب و گھاس  
 ۱۴۔ محکمہ معدنیات و پتھر  
 ۱۵۔ محکمہ توانائی و برقی طاقت  
 ۱۶۔ محکمہ کھیتی باڑی و صنعت  
 ۱۷۔ محکمہ آب و ہوا و موسمیات  
 ۱۸۔ محکمہ زمین و کھیتی باڑی  
 ۱۹۔ محکمہ جنگل و پھوس  
 ۲۰۔ محکمہ آب و گھاس  
 ۲۱۔ محکمہ معدنیات و پتھر  
 ۲۲۔ محکمہ توانائی و برقی طاقت  
 ۲۳۔ محکمہ کھیتی باڑی و صنعت  
 ۲۴۔ محکمہ آب و ہوا و موسمیات  
 ۲۵۔ محکمہ زمین و کھیتی باڑی  
 ۲۶۔ محکمہ جنگل و پھوس  
 ۲۷۔ محکمہ آب و گھاس  
 ۲۸۔ محکمہ معدنیات و پتھر  
 ۲۹۔ محکمہ توانائی و برقی طاقت  
 ۳۰۔ محکمہ کھیتی باڑی و صنعت







